وہ جو آپ ہمیشہ ایک مسیحی زندگی میں چاہتے تھے۔

Grace Walk

گریس واک

(فضل میں چلنا)

سٹیومک وے

ہارویسٹ ہاؤس پبلشرز
یوجن، یگن 97402

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	گریس واک (فضل میں چلنا)
مصنف	سٹیومک وے
سنہ طباعت	طبع اول دسمبر 2010ء

میلنی کے نام

جواس دنیامیں
میرا بیش قیمتی
فضل کا تحفہ ہے۔

فہرست

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
1-	کربناک پستی	9
2-	طلوعِ آفتاب سے پیشتر تاریکی	22
3-	میری ایک نئی شخصیت	36
4-	ایک بوڑھا مردہ شخص	50
5-	اُس کی زندگی کا تجربہ	60
6-	قانون سے بالاتر	72
7-	فتح بطور تحفہ	83
8-	بداخلاق اقدار	96
9-	وہ سب جو آپ کو چاہیے محبت ہے	109
10-	جب فرض لطف بن جاتا ہے	124
11-	وہ لوگ جنہیں لوگوں کی ضرورت ہے	136
12-	فضل میں زندہ رہنا	151

میں ممنون ہوں

متعدد افراد نے اس کتاب کی اشاعت کو متاثر کیا ہے۔ اُن میں سے چند ایک کا ذکر کرنا پُر مسرت ہے۔

میں خاص طور پر بل گل حام کا شکر گزار ہوں جنہوں نے اسے قبل از اشاعت پڑھا اور ایک صبح مجھے بُلا کر پُر عزم حمایت کی۔ اُنہوں نے اسے اشاعت کے عمل میں لانے کی ابتدا کر دی۔ اس کتاب کی تکمیک کے لئے باب ہاکنز اور ایلین مسین (ہارویسٹ ہاؤس) کے حوصلہ نے میری رویا کو مضبوط کیا۔

سب سے مددگار محرک کتاب کی دہرائی میں باب وبلیچ سے آیا۔ کیونکہ میں نے اُن کی تمام ماہرانہ رائے پر عمل کیا۔

میں نے اس کتاب کو ایک کلی سے پھول میں کھلتے دیکھا میں سٹیو ملر کی خدمات کی بھی داد دیتا ہوں۔

یہ کتاب کاغذ پر لکھے جانے سے قبل میرے دل پر نقش ہوئی۔ خدا نے بہت سے دوستوں کو استعمال کیا جنہوں نے میرے اندر جلالی آتش کو ہوا دی۔ لیکن میں سب سے زیادہ مشکور اُس گروپ کا ہوں جن سے میں ہفتہ وار ملا کرتا تھا۔

اس ’گریس گروپ‘ کی حمایت اور محبت سے میرے اندر خُدا پر بھروسہ رکھنے کا ایمان اور بھی پختہ ہوا۔

میں تہہ دل سے بوب، شیری لیکنز، کیتھ اور ویرونس ولسن، رے اور جل بٹوچ۔ ٹونی اور شیری گارڈن، ڈینی اور سُوفچن، رون اور ویلین، بچنن، جیک اور شیلی نیلس اور شیرل بچنن۔

آپ سب کی ہفتہ وار شراکت سے ہی میں اپنے کلیسیائی فرائض کو بھر پور انجام دے

پایا۔

خُدا نے اور بھی بہت سے لوگوں کو میرے ایمان کو متحرک کرنے کے لئے استعمال کیا۔ میں اپنے دوستوں کا جو ٹیلاڈیگا، الباما میں ہیں مشکور ہوں کیونکہ اُن کی ہمت اور حوصلہ افزائی ایک برکت ثابت ہوئی۔ آپ سب دوستوں کی میرے دل میں ہمیشہ ایک خاص جگہ رہے گی۔

میں ہمیشہ اپنے خاندان کا بھی شکر گزار ہوں۔ میری بیوی ملینی ایک قیمتی خزانہ ہے۔ جس نے ہمیشہ مجھے متاثر اور مضبوط کیا۔ اور یہ سچ تب ثابت ہوا جب اِس کتاب پر کام شروع ہوا۔ میں اپنے بچوں اینڈریو، ایمی، ڈیوڈ اور عنبر کی رضامندی کی قدر کرتا ہوں کہ اُنہوں نے میرے ساتھ گزارے جانے والے وقت کی قربانی دے کر مجھے یہ تحریر مکمل کرنے کا موقع فراہم کیا میرے بچوں سے پیارا کوئی نہیں۔

اور آخر میں، میں اپنے خداوند کی فاضل رہنمائی کا شکر کرتا ہوں۔ پاک روح نے مجھے اُن سچائیوں کے ساتھ مسیح میں اپنی شناخت کی گواہی دینے (لکھنے) کی خواہش بخشی۔

جب میں نے لکھنا شروع کیا تو میں نے کبھی اِس کتاب کے چھپنے کے بارے میں نہیں سوچا تھا۔ ہمارے پیارے باپ نے اس کی ابتدا کی اور اسے ختم کیا۔ اِس کتاب کے پڑھنے سے جو بھی بھلا ہوا، اُس سے سارا عزت اور جلال میرے خداوند ہی کو ملے۔

پیش لفظ

گریس واک اچھی کتاب نہیں ہے۔ کیونکہ اکثر اچھی کتابیں صرف فیشن کے طور پر پڑھی جاتی ہیں۔ پھر اُن کے بارے میں دفتر میں بات چیت کی جاتی ہے اور اگلے دن ایک شیلف پر رکھ دیا جاتا ہے اور پھر بُھلا دیا جاتا ہے۔

یہ ایک عظیم کتاب ہے جسے ایک بار پڑھنے کے بعد آپ بار بار پڑھنا چاہیں گے۔ سٹیو مک وے کچھ ایسے ہیرے نکال لائے ہیں۔ جنہیں بائبل خوشخبری کا 'بھید' کہتی ہے۔ جو کہ مسیح میں ہماری شناخت ہے۔ اُنہوں نے بخوبی بیان کیا ہے کہ کیسے ایماندار ان سچائیوں کو اپنی حقیقت میں بدل سکتے ہیں۔

اس کتاب کو لکھنے کیلئے سٹیو نے دریافت کیا کہ

بہت سالوں تک ایک کامیاب پاسٹر کی حیثیت سے کامیاب خدمت کرنے کے بعد خزانے سٹیو کی پیداواری تکنیکیوں کو ایسا بنایا جیسے آبدوز کشتی کے دروازے شیشے کے ہوتے ہیں۔

ایسا کرنے میں خدا نے اُسے وہ سچ سکھایا جو ہم میں سے بہت لوگ نہیں سیکھ پائے۔

ہماری شخصی کمزوری ہی ہمارے غیر طبعی، آزادانہ زور کی کنجی ہے۔

جی ہاں یہ سچ ہے کہ ہماری ذاتی کمزوری

خدا کی طاقت ''کمزور لوگوں'' میں بہترین نظر آتی ہے۔

(۲ کرنتھیوں ۹:۱۲)

سٹیو اپنی بائبل کے فہم اور معلوماتی مہارت کو استعمال کرتے ہوئے یہ بیان کرتے ہیں کہ ''پولوس نے پایا کہ جس قدر آپ کمزور ہوتے ہیں اُسی قدر آپ میں ''خُدا کا زور نظر آتا ہے'' ہم میں سے بہت سے لوگوں کا ماننا ہے کہ خدا کو اپنا کام مکمل کرنے کے لئے مضبوط لوگوں کی

ضرورت ہے۔ جبکہ سچ یہ ہے کہ یہ دنیا اس طرح بنائی گئی ہے کہ اُن کو گرایا جائے جو اپنے زور پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ اس گرائے جانے کے عمل سے خدا ہمیں اپنے آپ پر بھروسہ کرنے کے بجائے یسوع پر بھروسہ رکھنا سکھاتا ہے۔

جیسے سٹیو بڑی مہارت سے اشارہ کرتے ہیں کہ یہ خدا کا منصوبہ نہیں ہے کہ ہم دنیا میں رہتے ہوئے ایک شکست خوردہ مسیحی زندگی جئیں۔ ایسا کرنا ہمارے لئے غیر طبعی ہے۔ خدا نے کبھی بھی ہمارے لئے غیر طبعی زندگی جینے کا ارادہ نہیں رکھا۔ یسوع مسیح جو کہ خدا کا فوق الفطرت بیٹا ہے۔ صرف وہ ہی تھا جو آج بھی ایک غیر طبعی زندگی جی رہا ہے۔ مسیحیوں کے وسیلے سے جو اُسے ایسا بنا دیتے ہیں۔ کتنی حیرت انگیز بات لگتی ہے۔ یسوع تو ایک نجات دہندہ اور خداوند سے کہیں بڑھ کر ہے۔ وہی تو ہماری اصل زندگی ہے۔ (کلیسوں ۳ باب ۱-۴)

سٹیو نے ہمیں یہ بتانے کے لئے نوشتوں کو بہترین طریقے سے استعمال کیا ہے کہ خدا کا منصوبہ ہمارے لئے یہ ہے کہ روح اور دُلہن جسمانی لباس میں ایک ہو جائیں اور ایک دوسرے کے پیارے بن جائیں۔ گہرے دوستوں کی طرح ہم ایک ہو کر دنیا، بدن اور ابلیس پر فتح کا تجربہ حاصل کریں۔ میری دلی خواہش ہے کہ ہر ایک مسیحی اس کتاب ''فضل میں چلنا'' کو یسوع کے شانہ بشانہ چلنے کی خواہش سے پڑھے۔

آپ ایک پُرلطف مطالعہ کا آغاز کر رہے ہیں۔

بل۔ گل حام

فورٹ ورتھ، ٹیکساس

پہلا باب:

کربناک پستی

6 اکتوبر 1990ء صبح کا ایک بج رہا تھا اور میں اپنے دفتر میں اوندھے منہ بیٹھا رو رہا تھا۔ گذشتہ سال نے مجھے مکمل طور پر برباد کر دیا تھا۔ میں نے خُدا سے دعا کی تھی کہ وہ مجھے مضبوط تر بنائے لیکن اُس کا منصوبہ تو کچھ اور ہی تھا۔ وہ تو مجھے کمزور تر بنا رہا تھا۔ سو میں وہاں مایوس اور بیدل پڑا تھا۔ سترہ گھنٹے کے بعد مجھے اتوار کی شام اپنے گرجا گھر کے پلپٹ سے چرچ کی حالت کے بارے میں خطاب سنانا تھا۔ یا تو میں جھوٹ کا سہارا لے کر ایک کامیاب آدمی بناتا یا پھر سچ بولتا۔ مجھ میں اتنی ہمت نہ تھی کہ میں کوئی بہانہ بنا لیتا اور نہ ہی اتنی جرات تھی کہ میں سچ بولتا۔ اسی لئے میں نے دعا کی اور میں روتا رہا جب میں نے دُعا ختم کی تو میں کچھ اور دیر تک روتا رہا۔

اس کا کوئی جواز نہیں بنتا تھا۔ کیا خدا مجھے اِس گرجا گھر میں صرف ناکامی دکھانے کے لئے لایا تھا؟ کیا وہ نہیں دیکھ سکتا تھا کہ میں وہ سب کچھ کر رہا تھا جو میں اُس کے بارے میں جانتا تھا۔ میں نہیں سمجھ پا رہا تھا کہ اِس سے زیادہ خُدا مجھ سے کیا چاہتا تھا۔ اور میں اپنا زور لگا چکا تھا۔ خداوند تو اِس سے زیادہ مجھ سے کیا چاہتا ہے؟ جب میں نے اُس سے پوچھا تو کوئی جواب نہ ملا۔ اِس لمحہ تو وہ مجھے آسمان سالوں کی دوری پر لگا۔ ناکامی کے بوجھ سے میرا دم گھٹ رہا تھا۔ میں صرف ایک پاسٹر ہی نہیں بلکہ ایک مسیحی کی حیثیت سے ہار گیا تھا۔ اگر میرا اپنی پوری بالغ عمر خُدا کے لئے وقف کرنا بھی ناکافی ہے تو پھر وہ مجھ سے اور کیا چاہتا تھا؟

میں نے البامہ میں ایک چرچ کو چھوڑ دیا جہاں میں خود کو بہت کامیاب تصور کرتا تھا اور وہاں کی کلیسیا مجھے بہت پیار کرتی اور میری خوب حمایت کرتی تھی۔ وہ چرچ بڑی تعداد کی وجہ سے مشہور تھا۔ اور ہم نے اپنے ملک میں ڈنومینیشن میں بپتسموں میں مات دے دی تھی۔ مجھے

جیسیز (Jaycees) کی طرف سے ایک ''بہترین نوجوان مذہبی رہنما'' ہونے کی شناخت ملی تھی۔ میں نے بہت کمیٹیوں میں خدمت کی اور منسٹرز کانفرنس میں آفس بھی بنایا۔ پانچ سال تک مجھے پورا یقین تھا کہ میں ایک کامیاب پاسبان ہوں۔

پھر ایک ہفتے کی شام کو ٹیلیفون کی گھنٹی بجی اور پوچھا گیا ''کیا آپ اجازت دیں گے ہماری پاسٹر سرچ کمیٹی کو کہ وہ آپ کے چرچ میں آپ کو سنیں؟'' ''پھر ہم سروس کے بعد آپ کے خاندان کے ساتھ دوپہر کا کھانا کھائیں گے۔ میں پہلے بھی کئی بار گزشتہ سالوں میں اس قسم کی دعوتیں نا قبول کر چکا تھا لیکن اُن کے چیئرمین سے پہلی گفتگو کے دوران میں نے سوچا کہ اُنہیں آنے کی اجازت دینی چاہیے۔

اُن سے کئی ہفتوں تک رابطے کے بعد میں نے سوچا کہ بیشک یہ خدا کی مرضی ہے کہ ہم لوگ قریب آ رہے ہیں۔ چند ہفتوں کے بعد میلینی میری بیوی اور میرے چار بچے ہم سب ایک سامان سے لدی وین میں 20 انٹرسٹیٹ اٹلانٹا کی طرف جا رہے تھے۔ ہمارا نیا چرچ کئی سالوں سے اپنی تعداد کھو رہا تھا لیکن میں جب بھی کلام سناتا تھا جماعت میں اضافہ ہوتا تھا۔ اس لئے مجھے یقین تھا کہ یہ بھی اسی طرح بڑھے گا۔ میں نے اپنی کتابوں، اپنے پیغامات اور اپنی کلیسیائی نشوونما کے منصوبوں کو کھولا تا کہ اُسی جوش سے کام شروع کروں۔ ہم ایک چھوٹے سے قصبے سے ایک بڑے شہر میں آ گئے جہاں بہت سے لوگ ہمارے پہنچنے کا انتظار کر رہے تھے!

میں نے اپنی آزمودہ پروگرام اور میٹھے پیغامات کو ڈبے سے کھینچا اور خدا کے کام پر چلا گیا۔ لیکن کچھ بھی نہ ہوا۔ یہ میرے لئے نیا تجربہ تھا اور میں پریشان ہو گیا۔ میں نے دوبارہ حالات پر غور کیا۔ بہت زور سے دعا کی اور خُدا کو مدد کے لئے پکارا۔ پھر میں نے ایک گہری سانس لی اور کلیسیائے نشوونما کا دوسرا منصوبہ شروع کیا۔ میں نے اپنے سنڈے سکول ٹیچرز کے

مجھے بہت زیادہ کام نہیں کرنا پڑتا تھا بلکہ کافی اچھے پیسے اُجرت میں ملتے تھے۔ میرے پاس تنخواہ، گاڑی اور جو سب سے زیادہ لوگوں کی نظر میں کھٹکتا تھا کوچ کی قربت تھی۔ کوچ کے ہر وقت ساتھ رہنا کوئی معمولی بات نہیں تھی۔ اور وہ مجھ پر بہت مہربان تھا۔ وہ خود اور اُس کا سارا خاندان مجھے بالکل گھر کے ایک فرد کی طرح ہی سمجھتے تھے۔

بہرحال پتوں کی صفائی کی طرف واپس آتے ہیں۔ ہوا یہ ہے کہ میں وہاں جانا ہی بھول گیا اور پھر کوچ کی بیوی کا فون آ گیا اور انہوں نے پوچھا، کریگ آپ کہاں ہیں؟ آج جب میں اپنے جواب کو سوچتا ہوں تو مجھے ہنسی آتی ہے کہ میں نے اسے کیا وجہ بتائی تھی۔ میں نے کہا مسز ہٹس، ''مجھے خداوند مل گیا'' انہوں نے کہا اچھا اور فون زور سے بند کر دیا۔ مجھے لگتا ہے کہ اگر آپ کو بھی اس قسم کی پتوں کی صفائی والے نوکری چھوڑنی ہو تو مالک سے کہہ دیں کہ خدا آپ کو مل گیا ہے۔

یہ بات سن کر پیچھا چھڑانا اتنا آسان نہیں ہے کیونکہ کلام اپنا اثر رکھتا ہے اور میں بتاتا ہوں کہ کافی سالوں کے بعد مسز ہٹس نے بھی خداوند کو قبول کر ہی لیا اور نہایت لمبے عرصہ تک بیمار رہیں اور شفا پا گئیں۔ وہ اُن چند خواتین میں تھیں جو میرے ساتھ بہت اچھا سلوک کرتی تھیں۔ پھر خداوند یسوع کو قبول کرنے کے چند دن اور ہفتوں کے بعد میں ہر وقت بائبل کا مطالعہ اور یسوع کے بارے میں بات کرتا تھا۔ میں نے اُس خاتون کو بھی بتایا جو مجھے اُسے میٹنگ میں لے کر گئی اور اُسے بھی میرے خداوند کو قبول کر لینے سے کوئی حیرت نہ ہوئی۔ وہ خوش ہوئی۔ سب مسیحی خداوند سے توقع رکھتے ہیں وہ لوگوں کو بچائے گا۔ اُس نے مجھے ایک بائبل دی اور میں نے اُسے پڑھنا شروع کر دیا اور میں حیران تھا کہ میں کلام کی باتوں کو سمجھ رہا تھا۔

ہر چیز میرے لئے بدل گئی۔ کسی نے مجھے آ کر یہ نہیں کہا کہ اب تم ایسے کرو اس طرح

کرنا بند کرو۔ بہت کچھ میری زندگی میں رُک گیا اور بہت کچھ چل پڑا پر کسی آدمی نے مجھے نہیں بتایا۔ اب میں نے جانا کہ میں نے اپنی زندگی کو درحقیقت یسوع کی زندگی کے ساتھ بدل دیا۔ اب دوسروں کو یسوع مجھ میں نظر آنے لگا۔

یسوع کو قبول کرنے کے ایک ہفتے بعد ہی میری ماں کمرے میں آئی اور کہنے لگی ''کریگ، تمہیں کیا ہو گیا ہے''؟ وہ رونے لگی جب میں نے اُسے بتایا کہ میں نجات یافتہ ہو گیا ہوں۔ میں نہیں جانتا کہ میں امی کو کیسے بتاتا۔ کبھی کبھی یہ مشکل ترین ہو جاتا ہے کہ آپ اپنے خاندان کو سمجھائیں کتنی اُداس کر دینے والی بات ہے۔ اُس وقت سے لے کر میرا پورا خاندان نجات پا چکا ہے۔ اور وہ سب خداوند یسوع کی زندگی کا تجربہ کر رہے ہیں۔ یہ سب بتانا حیرت انگیز ہے۔

میرے دوستوں نے بھی مجھ میں اِس تبدیلی کو محسوس کیا۔ اُنہیں زیادہ پوچھنے کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ میں خود ہی چلا کر ہر کسی کو بتا رہا تھا کہ خداوند کتنا بھلا ہے۔ میں چاہتا تھا کہ ہر شخص جس سے میں محبت کرتا ہوں یسوع کو جان لیں۔ کچھ لوگ ایسے بیان بھی دیتے تھے جیسے کہ ''میں نے بائبل کو پوری طرح پڑھ لیا ہے'' پھر میں حیران ہوتا تھا کہ انہوں نے بھی وہی تجربہ کیا جو میں نے کیا تھا لیکن کیا انہوں نے خداوند کو قبول کر لیا۔ لیکن میں ایک بات جان گیا کہ نجات پانا آپ کی نہیں بلکہ اس کی مرضی ہے۔ جس پر آپ نے بھروسہ کیا۔ میں نے تو فیصلہ کیا ہے کہ میں یہ فیصلہ خداوند ہی پر چھوڑ دوں کہ کون نجات یافتہ ہے یا اور کون نہیں؟

جب میں نے خداوند کو قبول کیا۔ پھر میں اپنے چند دوستوں سے اُتنا قریب نہیں رہا جتنا پہلے تھا اور پھر کئی ایسے بھی تھے جن سے میں سالوں تک نہیں ملا۔ پھر بھی میں نے کئی دوستوں سے ایک عمر بھر کا رشتہ بنا لیا اور ہم اب دوستوں سے ایک خاندان بن چکے تھے۔ اس کی ایک

ساتھ مِل کر مقدس ریلیز نکالیں۔ چرچ رہنماؤں کے ساتھ مل کر اصلاحات بنائیں اور ہماری ایک نئی ''ڈریم ٹیم'' کے ساتھ مل کر دور رس منصوبہ بندی پر بات چیت کی۔

مگر جوں جوں وقت گزرتا گیا یہ خواب ایک ڈراؤنے خواب میں تبدیل ہونے لگا۔ جیسے ہی میں اپنی خدمت کے پہلے سال کے آخر تک پہنچا مجھے یاد آیا کہ میں نے کلیسیا کو کہا تھا کہ میں ''چرچ کی حالت'' کے بارے میں خطاب کرونگا۔ یہ پہلے سال کی تکمیل پر ہونا تھا۔ اب جب میں نے گذشتہ سال کی ترقی کا معائنہ کیا تو میں جان گیا چرچ ایک افسوسناک حالت میں ہے۔ میری سترہ سالہ خدمت میں پہلی بار میں نیچے چلا گیا وہ بھی جبکہ یہاں پر میری خدمت کا پہلا سال تھا۔ میں بہت برا محسوس کر رہا تھا۔ جبکہ کوئی شخص شکست خوردہ محسوس کرتا ہے خاص طور سے ایسے معاشرے میں جہاں کامیابی کے بہت معنی ہیں تو پھر ایک ایسا دور محسوس ہوتا ہے جو بیان سے باہر ہے۔ ایک فلم سٹی سلکرز میں ایک کردار جو بلی کرسٹل نے نبھایا جب وہ اپنی اُنتالیسویں سالگرہ پر اپنے ایک دوست سے کہتا ہے کہ کیا تم کبھی ایسے مقام پر پہنچے ہو جہاں تم کہہ سکو کہ میں اِس طرح سے بہترین نظر آؤنگا، میں ایسے بہترین محسوس کرونگا، اس طرح میں بہترین کام کرونگا اور یہ سب کتنا شاندار ہے۔

امریکی ثقافت میں کامیابی ہی سب کچھ ہے۔ لوگ اکثر ہماری عظمت کا اندازہ اس بات سے لگاتے ہیں کہ ہم کتنے کامیاب ہیں۔ اور ہم نے کیا کچھ حاصل کیا۔ جب ہمارے والدین زمین پر ہمارا پہلا قدم نکالتے ہیں بس وہیں سے ہم ہر وقت دوسروں کی رضامندی اور قبولیت کو ہر کام میں رکھتے ہیں۔ یہ حقیقت ہم پر کامیابی حاصل کرنے کا ایک بے پناہ بوجھ ڈالتی ہے اور کامیابی کی یہ مانگ چرچ کے دروازوں کے باہر نہیں رکتی۔ بہت سے مسیحی اپنی زندگیاں مسیح کے بھروسے کے لائق بنانے کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں۔ صرف یہ جاننے کے لئے کہ

مسیحی زندگی اُس طرح سے مفید ثابت نہیں ہو رہی جیسے اُسے ہونا چاہیے۔ وہ یسوع کے ساتھ مخلص ہیں اور اس کے لئے اپنی بہترین خدمات پیش کر چکے ہیں۔ پھر بھی وہ پریشان ہیں کیونکہ وہ اُس انداز سے بھرپور زندگی نہیں جا پا رہے ہیں جیسے وہ مسیحی زندگی کے بارے میں سوچتے ہیں اور انہوں نے مان لیا ہے کہ اُن کی روحانی زندگی اِس سے بہتر ہو ہی نہیں سکتی۔

اب ہماری زندگی میں ضرور اِس سے زیادہ کچھ ہونا چاہیے۔

بائبل کے استاد چارلس تھرمپل نے اپنی روحانی پریشانی کو اس طرح سے بیان کیا ہے کہ:

میری روحانی زندگی میں زبردست اُتار چڑھاؤ آئے، میں نے خُدا سے شعوری قربت رکھی۔ کبھی تو میں روحانی بلندیوں پر اور کبھی میں گہرائیوں میں ہوتا۔ ایک اُبھرتا ہوا رویہ اور ہلچل، کسی روحانی شخص سے خطاب تلاش کرنا۔ ایک فاتح مسیحی پیشوا، ایک روح سے بھرپور کتاب کی تلاش، یا پھر کسی سب سے مشکل مسیحی خدمت کو اپنے لئے ٹھہرا لینا۔ مگن ہو کر دُعا کیلئے تیاریاں کرنا، تا کہ میں بڑھ سکوں۔ اور میں رات دیر تک جاگ کر دعا کرتا، پھر خدا میں اور بھی قریب روحانیت گہری محسوس ہوتی۔ لیکن یہ سب رُکے گا نہیں۔ کبھی صرف آزمائش سے پہلے ایک ناکامی، کبھی درجہ بدرجہ پستی میں جاتے ہوئے۔ میرا بہترین تجربہ کہیں کھو گیا، اور میں اپنے آپ کو صف میں کہیں سب سے پیچھے دیکھتا ہوں۔ اور پچھلا درجہ ایک مسیحی کے لئے انتہائی خطرناک ہے۔ جیسے کہ ابلیس نے مجھے بار بار دکھایا۔

کچھ جانا پہچانا سا لگتا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ ہم بھی اِس وقت ایسا ہی محسوس کر رہے ہیں۔ میں نے آٹھ سال کی عمر میں خداوند کو قبول کیا۔ ٹرمپل کے بیان سے ایسا لگتا ہے کہ اُس کا تجربہ بھی میرے اُنتیس سالہ تجربہ سے ملتا جلتا ہے۔ یہ وہ سال ہیں جب سے میں نے خدا پر بھروسہ کیا۔ مجھے نہیں لگتا کہ میں نے تنہا ہی یہ تجربہ کیا ہے۔ ایسے بہت سے لوگ جنہوں نے

خداوند کو اپنا شخصی نجات دہندہ قبول کیا ہے۔ اس حیرت کا اظہار کرتے ہیں کہ کیا بس یہی سب ہے؟ یقیناً مسیحی زندگی کا مقصد اِس سے کہیں زیادہ ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ اُنہیں اُس کثرت کی زندگی کا تجربہ کرنا ہے جس کا وعدہ خود یسوع نے کیا ہے۔ جبکہ فی الحال اُنہیں اپنا آپ ایک پستی میں نظر آتا ہے۔ مسئلہ یہ نہیں کہ مسیحی لوگ کامیابی زندگی گزارنا نہیں چاہتے بلکہ ئی لوگ سمجھ نہیں سکے کہ اسکا تجربہ کیسے کیا جائے۔

میٹ ایک ایسا نوجوان تھا جو غیر قانونی منشیات اور الکوحل کے استعمال سے چھٹکارا پانے کی کوشش کر رہا تھا۔ میں اُس کے ہر ایک سوال کا جواب دے چکا تھا جو بائبل مقدس کے مطالعہ اور پُر زور دعاؤں کے تعلق سے تھا۔ لیکن اس کے باوجود وہ پھر میرے دفتر میں آ گیا۔ وہ میری مدد چاہتا تھا۔ اُس نے کہا کہ ''ایسا نہیں ہے کہ میں خدا کے لئے جینا نہیں چاہتا۔ میں نے اُس سے مدد کی دُعا کی اور میں واقعی بدلنا چاہتا ہوں۔ مگر کچھ بھی نہیں بدلا''

میں جانتا تھا کہ وہ سچ بول رہا تھا اور اُس کی سچائی ظاہر تھی۔ یہی وہ چیز ہے جو مجھے پریشان کرتی ہے میں نے بار بار اُسے وہی جواب دیئے، لیکن اُسے کوئی فائدہ نہ ہوا۔

ایک طرح سے تو میں اور میٹ بالکل ایک جیسے ہی تھے، نہیں میں کوئی نشہ باز یا شرابی نہیں تھا۔ میرے گناہ تو مجھ سے دور کئے جا چکے تھے۔ مگر خود کو آزاد کرنے کی تمام کوششوں کے باوجود میں اپنی زندگی کے اُن پہلوؤں کو جانتا تھا جہاں میں آج بھی غلام تھا۔ جب تک کہ خدا نے مجھے مسیحی زندگی میں فتح سے لطف اندوز ہونے کا مکاشفہ نہیں دیا۔ میں نے بہت کچھ آزمایا مگر کچھ بھی نہیں ہوا۔ شاید آپ نے بھی ایسی ہی تکمیل کے لئے ہمارے جیسی کوشش کی ہوں۔

اگر پہلی بار آپ کامیاب نہیں ہوئے تو......(B)

ہم ایک ایسے معاشرے میں رہتے ہیں جہاں کوشش پر بہت زور دیا جاتا تھا۔ ہمیں

بچپن ہی سے سکھایا جاتا ہے کہ ''ہار مت مانو، چھوڑ کر مت بھاگو اور کوشش کرتے رہو جب تک کہ جیت آپ کی نہ ہو جائے'' ''ہمیں قدرتی دنیا میں اور بھی کوشش کرنی چاہیے۔ اُس میں کیا کہا گیا بھرپور کوشش کرنا شرط ہے اور بہت دفعہ یہ کوشش کامیاب بھی ہوتی ہے۔ لیکن خدا کی راہیں ہماری راہوں سے الگ ہیں۔ کئی بار تو یہ ہمیں متضاد نظر آتی ہیں۔ روحانی دنیا میں بے تحاشہ کوشش کرنا نقصان دہ اور خطرناک ہے۔ جی ہاں یہ درست ہے۔ بے تحاشہ کوشش سے ہر بار آپ کو شکست ہی ہوگی۔

کسی بھی مسیحی کو پچھلے پیراگراف پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا کیونکہ وہ نجات کے بارے میں ہے۔

اگر ایک غیر نجات یافتہ شخص یہ کہے کہ وہ نجات پانے کے لئے بھرپور کوشش کر رہا ہے تو آپ اُس سے کیا کہیں گے؟ آپ شاید یہی کہیں گے کہ تم کوشش سے نہیں بلکہ ایمان لانے سے نجات پاؤ گے۔ آپ کہیں گے کہ تمہیں نجات پانے کے لئے کچھ بھی کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ نجات تو آپ کو دی جا چکی ہے۔ نجات ایک تحفہ ہے جس کو صرف قبول کرنا ہے۔ اُسے حاصل کرنے کے لئے اُس کے پیچھے بھاگنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کوئی بھی ایسا شخص جو نجات کو حاصل کرنے کے لئے تھوڑی سی بھی کوشش کرتا ہے وہ کبھی مسیحی نہیں بن سکتا۔ جیسے پولوس نے نجات کے بارے میں کہا کہ ''اگر فضل سے برگزیدہ ہیں تو اعمال سے نہیں ورنہ فضل فضل نہ رہا۔ (رومیوں ۱۱۔۶) لیکن اگر یہ اعمال سے ہے تو عمل عمل نہ رہا۔ دوسرے الفاظ میں یہ یا تو فضل ہے یا عمل، اور ہم فضل سے بچائے گئے ہیں تو پھر نجات کے لئے کوشش کرنا بیکار ہے۔

لیکن بہت سے مسیحی ہیں جو یہ سوچتے ہیں کہ اگر نجات کے لئے کوشش کرنا بیکار ہے تو پھر بھی یہ نجات پانے کے بعد فتحمند زندگی گزارنے کے لئے ضرور کارگر ہوگی۔ لیکن سچ تو یہ ہے کہ

فتح کو حاصل نہیں بلکہ بطور تحفہ قبول کرنا ہے۔ایک شخص اگر اپنی کوشش سے خدا کے ساتھ چلے تو پھر وہ اپنی مسیحی زندگی میں فتح کا تجربہ نہیں کرسکتا۔ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔ میں جانتا ہوں کیونکہ میں بھی یہی کہا۔

کیا آپ نے خدا کے لئے زندگی گزارنے کی کوشش کی؟ کیا آپ کی کوششوں نے آپ کو فتحمندی دلا دی؟ میں کچھ دیر کے لئے اپنی بات کو چھوڑ دیتا ہوں۔ میں خود بہت سالوں تک محرک مذمت اور بار بار وقف کرنے کے چکر میں پھنسا رہا۔

اپنی مسیحی زندگی کے ابتدائی سالوں میں، میں نے ایک خیالی تصویر بنا رکھی تھی کہ مجھے کیسا ہونا چاہیے۔اب اُس تصویر میں، میں جب بھی خود کو دیکھتا تو مجھے لگتا کہ جہاں میں ہوں اور جہاں مجھے ہونا چاہیے اس بیچ میں تو بہت فاصلہ ہے۔کبھی جب میں بہت متحرک ہوتا تو مجھے لگتا کہ فاصلہ کچھ کم ہوا ہے۔اور جب بھی میں بہت سی زندگیوں کو خداوند کے لئے جیتتا، دعاؤں میں بہت وقت گزارتا اور گھنٹوں بائبل کا مطالعہ کرتا تو مجھے لگتا ہے کہ میں واقعی ایک دن اُس فاصلے کو ختم کر کے ایک فتحمند مسیحی زندگی گزاروں گا۔لیکن ناگزیر طور پر میرے محرکات مدہم پڑ جاتے اور میرے اندر کی آگ بجھ جاتی۔ایسی بلندی نیچے سے گرنے پر ہمیشہ مذمت کی حس پیدا ہو جاتی ہے۔حالانکہ میں نے کچھ بھی غلط نہیں کیا ہوتا تھا پھر بھی دل میں مجھے اُن کاموں کو کرتے ہوئے شرمندگی سی محسوس ہوتی جو مجھے لگتا تھا کہ مجھے کرنا چاہیے۔ایسے وقت میں ابلیس کو مجھے ستانے کا موقع مل جاتا۔کبھی میری روحانی دلچسپی بھی کم ہو جاتی اور پھر اگلے ہی لمحے مجھے یہ سوچ کر حیرت ہوتی کہ کیا میں اپنی روحانی زندگی میں مستقل مزاج تھا۔ میں اپنے کرب میں تڑپتا رہتا تھا جب تک کہ میری برداشت کی حد نہ ہو جاتی اور میں آخر کار خود کو خداوند کی حضور میں بحال کرتا۔اور اپنی کاہلی اور لاپرواہی کا اعتراف کرتا۔اپنی مستقل مزاجی میں کمی کے لئے دل سے توبہ کرتا اور خدا

سے مزید مستحکم رہنے کے لئے مدد مانگتا۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں زیادہ بائبل پڑھونگا، زیادہ دعائیں مانگوگا اور زیادہ روحیں جیتوں گا۔جو بھی میں نے سوچا وہ بہتری کے لئے تھا میں نے مسئلہ کا حل صرف خدا کے لئے زندہ رہنے کے بجائے مزید جانفشانی کرنے میں نکالا۔

میں جی توڑ جانفشانی کرتا اور پھر بھی اپنی روحانی مسیحی زندگی کو لے کر میرے دل میں کوئی شادمانی نہ تھی۔اگر پہلے میں بائبل کے پانچ صفحے روزانہ پڑھتا تھا تو پھر مجھے لگا کہ اب تو دس صفحے روزانہ پڑھنے چاہیے۔

اگر میں ایک شخص کو مسیح کے پاس لاتا تو مجھے لگتا کہ نہیں اب سے دو لوگ، میری بیوی میلینی کہتی تھی کہ ”تم کبھی مطمئن نہیں ہو گے“ میں ایک کلاسک ٹائپ شخص تھا جو خدا کے لئے کچھ کرنے میں شدید جانفشانی کرتا تھا۔یہ ایک روحانی رولر کوسٹر کا درد بھرا سفر تھا۔

اور بھی بہت سے لوگوں نے ایسا ہی تجربہ کیا ہوگا۔وہ پے در پے مشکلات میں پھنسے رہتے ہیں اور جب ایک مشکل کا حل تلاش کرتے ہیں تو دوسری حاوی ہو جاتی ہے۔اور پھر وہی محرک مذمت اور بحالی کا چکر چلتا رہتا ہے۔اگر یہی آپ کی روحانی زندگی ہے تو پھر اس مخصوص چکر میں گھومتے گھومتے آپ آخر کار بیمار ہو جائیں گے۔لیکن میں آپ کو اُمید دلاتا ہوں کہ اِس رولر کوسٹر کے سفر سے اُترنے کا راستہ ہے۔ میں جانتا ہوں کیونکہ میں خود بھی اس چکر دلانے والی کوسٹر سے اُتر آیا تھا اور تب میں نے جانا کہ مسیحی زندگی حیرت انگیز ہے۔

آپ اُصولوں سے واقف ہیں! (B)

قانون ایک تہذیب یافتہ معاشرے میں اہم کونے کے سرے کے پتھر کی حیثیت رکھتا ہے۔قانون کے بغیر ایک معاشرے کے شہری بدنظمی اور لاقانونیت کا شکار ہو جائیں گے۔

ڈکشنری قانون کو اس طرح بیان کرتا ہے کہ قواعد اور ضوابط کو ماننا فرض ہے۔ہم سب

جانتے ہیں کہ اگر ہم قوانین کی پاسداری نہ کریں تو ہمیں سزا ملتی ہے۔ چاہے کوئی بچہ کھانے سے پہلے بسکٹ کھا لے یا کوئی بالغ شخص اندھی دھند تیز رفتار گاڑی چلائے۔ اگر ہم کوئی بھی قانون توڑتے ہوئے پکڑے جائیں تو ہمیں اس کی قیمت چکانی پڑتی ہے۔ کیونکہ ہمیں گود سے گود تک ہی سکھایا جاتا ہے۔ ہمیں قدرتی ہی اِس نظام کو اپنی مسیحی زندگی میں اپنانا چاہیے۔

خُدا کا قانون اچھا ہے کیونکہ وہ ہر خاص کام کی تکمیل تک پہنچاتا ہے۔ لیکن بہت سے مسیحی لوگ شرع کا مقصد ہی غلط سمجھ چکے ہیں۔ شرع دی گئی تاکہ ہم اپنی اُن کمزوریوں پر نظر کر سکیں جو خُدا کے نام کو جلال پہنچانے کے راستہ میں حائل ہوتی ہیں۔ پرانے عہدنامہ میں شریعت نے اسرائیل پر خُدا کی راستبازی کے معیار کو ظاہر کیا۔ عبرانی لوگوں کی کہانی کی کتاب تواریخ میں ہمیں بار بار شریعت کو پورا کرنے میں ناکامی کا ذکر ملتا ہے۔ کیونکہ خُدا تو سب بھید جانتا ہے اور وہ شرع کو دینے سے قبل ہی جانتا تھا کہ وہ اُس پر عمل نہیں کر پائیں گے۔

شریعت کے ذریعے ہی خُدا کو ظاہر کیا کہ راستبازی صرف بیرونی رکھ رکھاؤ سے نہیں آتی۔ ہر شخص نجات قبول کرتے وقت اس اصول سے واقف ہوتا ہے لیکن لگتا ہے کہ بہت سے لوگ مانتے ہیں کہ بچ جانے کے بعد اُصول بدل جائیں گے۔ کچھ جو جلد ہی اِس بات کو پکڑ لیتے ہیں کہ صرف رُوحانی اُصولوں کی پاسداری سے ہی کوئی مسیحی نہیں بنتا بلکہ صرف چند مخصوص اصولوں پر عمل کرنے سے وہ مسیحی زندگی میں ترقی کر سکتے ہیں۔ ایسے دوست اپنی روحانی ترقی دکھانے میں بہت زیادہ وقت صرف کرتے ہیں۔

ایک صبح اتوار کی عبادت کے بعد وکی پُرنم روتے ہوئے میرے پاس آئی اور اُس نے کہا ''سٹیو کیا میں ایک منٹ کے لئے آپ سے بات کر سکتی ہوں''، ہم آفس کی طرف جا کر بیٹھ گئے۔ وہ لاچارگی سے اضطرابی میں رونے لگی اور کہا ''مجھے نہیں پتا کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔ میں

نے خود کو خُدا کے سامنے کئی بار بحال کیا ہے۔ میں بائبل پڑھتی ہوں اگرچہ مجھے اُس میں سے آجکل کچھ زیادہ سمجھ نہیں آتا۔ میں صبح جلد اُٹھ کر دُعا کرنے کے لئے اپنی گھڑی کا الارم لگاتی ہوں۔ اور میں بچوں کے ساتھ چرچ میں کام کرنے پر راضی ہوئی تاکہ خداوند کی خدمت کروں۔ لیکن مجھے پھر بھی خالی پن محسوس ہوتا ہے۔ میں نے خُدا سے پوچھا کہ کیا میں اپنی زندگی میں کسی گناہ کی وجہ سے ناخوش ہوں۔ لیکن مجھے یاد نہیں پڑتا کہ میں نے ایسا کوئی گناہ کیا تو پھر کیوں مجھے وہ خوشی نہیں ملی جو مسیحیوں کو ملتی ہے؟

وکی بھی بہت سے دوسرے مسیحیوں جیسی ہی تھی جو کہ مسیح میں خوش رہنے کی بجائے اپنے مسیحی طرزِ زندگی سے بھرپور ہونے کی کوشش کر رہی تھی۔ اُس کے اطمینان کی کمی نے اُسے یقین دلا دیا تھا کہ خدا اُس سے خوش نہیں ہے۔

یقیناً میں بھی اُس کے تجربہ سے گزر چکا تھا۔ بہت سالوں تک میں سمجھتا تھا کہ میں جس قدر خدا کا کام کرونگا وہ اُسی قدر مجھ سے زیادہ محبت کرے گا میں جانتا تھا کہ وہ ہمیشہ مجھ سے پیار کرتا ہے۔ لیکن پھر بھی مجھے ایسے محسوس ہوتا تھا کہ شاید میں کبھی کبھی خدا کو اچھا نہیں لگتا۔

میں نے تصور کیا کہ خدا آسمان پر اُس والد کی طرح بیٹھا ہے جس کا بچہ اگر جلد ہی اپنے رویئے کو تبدیل نہ کرے تو اُس کا ضبط ٹوٹ جائے گا۔ جب میں محرکات والی حالت میں تھا تو میں اُس کی خوشنودی کو حاصل کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کرتا۔ ایک دفعہ میں اور میرے ایک دوست نے ارادہ کیا کہ ہم تب تک کچھ نہیں کھائیں پئیں گے۔

کیوں میں کامیاب نہ ہو سکا:

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ منسٹریز کے پاس سب کچھ ہوتا ہے لیکن میں آپ کو ایک بھید کی بات بتاتا ہوں کبھی کبھی میرے پاس سب کچھ نہیں ہوتا۔ درحقیقت مجھے کئی بار ایسا لگا جیسے

سب کچھ چھوٹ رہا ہو۔تبلیغ کرنے والے بھی عام لوگوں کی طرح ہی ہوتے ہیں۔ایک اتوار کی شام کو میرے بیٹے ڈیوڈ کا ایک دوست ہمارے ساتھ گھر آ گیا۔اور پھر اپنے گھر جا کر اُس نے اپنی ماں کو بتایا کہ ''وہ تو بالکل ہماری طرح ہیں'' یہ اچھی بات ہے کہ اُس نے چھوٹی سی عمر میں ہی اس بات کو سمجھ لیا۔جو پاسبان ہوتے ہیں وہ کنگ جیمز انگلش نہیں بولتے۔ہم بھی کئی بار اپنے بچوں پر چلاتے ہیں پھر بیوی سے بحث کرتے ہیں اور یوٹیلٹی کے بل بھرنے کے لئے پریشان ہوتے ہیں۔ہم کوئی بیوقوفی بھی کر سکتے ہیں۔ہم مزاحیہ باوں پر ہنستے بھی ہیں۔ہم عام فہم باتوں کو جانتے ہیں اور دوسروں کے بارے میں اپنی رائے کا بھی اظہار کرتے ہیں۔

کیا اب آپ کو لگا کہ میں آپ ہی کی طرح بالکل ایک عام انسان ہوں۔اور بھی کچھ ہے جو دوسرے مسیحیوں کی طرح ایک پاسبان کے اندر بھی ہوتا ہے۔وہ بات یہ ہے کہ ہم بھی مانتے ہیں کہ ہم سب اپنی روحانی زندگی میں کامیاب ہونا چاہتے ہیں۔کامیابی محنت سے ملتی ہے۔یہ کاروباری دنیا کیلئے تو ٹھیک ہے ایک ایسے شخص کا ہمارے جیسے کاروباری نظام میں پر اُمید ہونے کا جواز تو ٹھیک ہے کہ اُسے اپنا لوہا منوانے کا موقع محنت سے مل ہی جائے گا۔لیکن یہ اصول روحانی زندگی میں نہیں چلتا۔

دنیا میں کسی شخص کی کامیابی کی پیائش اس کی پیداوار سے کی جاتی ہے جو شخص جتنی زیادہ پیداوار اور بہترین نتائج دکھائے گا وہ اتنا ہی کامیاب سمجھا جائے گا۔کامیاب لوگ جانتے ہیں کہ اپنا خاطر خواہ نتیجہ کیسے حاصل کرنا ہے۔لیکن مسیحی زندگی میں ایسا نہیں ہوتا،مسیحیت کسی شخص کی کارکردگی کو نہیں دیکھتی بلکہ یہ خُدا کے لوگوں پر ٹکی ہوئی ہے۔

جب کامیابی کو دنیاوی نقطہ نظر سے مسیحی زندگی میں لاتے ہیں تو ہمیں مایوسی ہوتی ہے۔اور اسی نظریہ سے سمجھنے کی وجہ سے افسوس ہے کہ جدید کلیسیا میں جب پولوس بھائیوں سے ملا

تو وہ اُن سے لفظ 'فضل' اور اطمینان کے ساتھ ملا۔آج کے پاسبان جب ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو سب سے پہلے ایک دوسرے کی جماعت کی تعداد جاننا چاہتے ہیں۔پھر بجٹ پوچھتے ہیں اور ہر سال آپ کتنے لوگوں کو بپتسمہ دیتے ہیں وغیرہ۔میں بڑی شرمندگی سے یہ مانتا ہوں کہ گذشتہ سالوں میں خود میں بھی یہی پوچھا کرتا تھا۔میرا نظریہ کلیسیا کی کامیابی کے حوالے سے صرف پیداوار اور کارکردگی سے ہی بندھا تھا۔میں نے اپنی ذاتی زندگی کے لئے بھی یہی سوچ رکھی تھی۔مجھے لگتا تھا کہ ایک کامیاب مسیحی بننے کے لئے مجھے زیادہ سے زیادہ بائبل پڑھنی ہے دُعا کرنی ہے اور بشارت کے کام کو پھیلانا ہے۔تا کہ زیادہ سے زیادہ پیداوار اور کارکردگی دکھائی جائے۔میری پوری زندگی اُصولوں اور ضابطوں سے لپٹی ہوئی تھی۔کیا آپ نے اپنی زندگی میں اس چیز کا تجربہ کیا؟ میں اُسے حل کرتا گیا جب مجھے پتا چلا کہ مسیحیت کوئی اصول یا ضابطہ نہیں بلکہ ایک رشتہ ہے!خُدا نے تو کبھی بھی ہماری پیداوارانہ صلاحیتوں اور کارکردگی پر نظر نہیں کی۔ہم لوگ خود ہی اُس معیار تک پہنچنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔جسے ہم نے خود ہی اپنے لئے ٹھہرایا ہے۔لیکن ہم اس طرح کبھی مطمئن نہیں ہوتے۔کوئی حیرت نہیں ہے کہ ہم اکثر ناکام ہی ہوتے ہیں۔

جب مسیحی ضابطوں کے تحت زندگی گزارنا چاہتے ہیں تو ہمیشہ وہی نتیجہ نکلے گا جو ہوتا ہے۔وہ دیکھیں وہ جتنی چاہیں محنت کر لیں کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔شریعت کا ارادہ تھا کہ لوگوں کو احساس دلایا جائے''میں کچھ نہیں کر سکتا میں مسلسل کوشش کرتا رہتا ہوں پر پھر بھی ایک کامیاب مسیحی زندگی نہیں گزار سکتا۔اگر آپ ایسا محسوس کرتے ہیں تو پھر آپ مسیحی زندگی سے لطف اندوز ہونے کے بھید کو جلد ہی پالیں گے۔آپ کی ناکامی ایک ایسا مادہ ہے جو شاید ہر شے کو اپنا لیتی ہے۔خُدا آپ کو مسیحی زندگی کے نئے معنی سمجھانا چاہتا ہے۔عرصہ دراز تک میں یہی سوچتا رہا کہ مسیحی زندگی میں کامیاب ہونے کے لئے مجھے سخت محنت کی ضرورت ہے۔لیکن میں نے جان لیا

کہ پُرمسرت کامیابی کی کُنجی سرتوڑ محنت میں نہیں بلکہ روحانی آرام میں ہے۔ یہاں لگتا ہے کہ نوشتوں میں تضاد ہے۔

ہمیں کام کے دوران آرام بھی ضرور کرنا چاہیے۔ بہت سے مسیحی روحانی ناکامیوں کا سامنا کرتے ہیں۔ شیطان جانتا ہے کہ جب تک وہ خود کو شکست خوردہ سمجھتے اور محسوس کرتے رہیں گے وہ اس رویہ کو جاری رکھیں گے۔ میرے پاس ایک طریقہ ہے جس سے آپ روزانہ اپنی روحانی زندگی سے لُطف اندوز ہو سکتے ہیں۔ مسیحی زندگی کی ہی خوبی ہے کہ مجھے نجات یافتہ ہونے کے بعد انتیس سال تک پتا ہی نہ چلا۔ میں آپ کو غلط نہیں کہتا مگر آپ فی الحال میری بات کا یقین نہ کریں۔ اپنی سوچ کو اِس امکان پر سوچنے سے مت روکیں کہ مسیحی زندگی میں اس سے زیادہ بھی کچھ ہے جس کا تجربہ آپ پہلے ہی کر رہے ہیں۔

وہ تمام سال جو میں خدا کے لئے کچھ کرنے کی جدوجہد میں گزارنے میں مخلص تھا اور خداوند نے بھرپور فضل کے ساتھ میری مسیحی زندگی اور منسٹری میں خوشگوار لمحے بھیجے۔ لیکن پھر اُس نے میری زندگی میں وہ کام شروع کیا جو عظیم ترین تھا۔ جسے میں نے اپنی مسیحی زندگی میں کبھی نہیں سمجھتا تھا اور یہ کوئی پُرمسرت مرحلہ نہیں تھا۔ بلکہ خدا نے اصل میں مجھے اُس مقام پر لا کھڑا کیا جہاں میں زمین پر پڑے ہوئے سوچتا تھا کہ کیا اب اس سے آگے مجھے اپنی منسٹری کو جاری رکھنا ہے یا نہیں۔ میرے جذبات تو مایوسی اور بیدلی کی انتہاء پر تھے میں بالکل ٹوٹ چکا تھا۔

میں نے کہا۔ اوہ خدایا اگر یہی منسٹری کا حال ہے تو میں یہ کام چھوڑنا چاہتا ہوں۔ میں بس بھاگ جانا چاہتا ہوں۔ مجھے لگتا ہے کہ میری اِس بات پر خُدا ضرور ہنسا ہوگا۔ کیونکہ یہ بالکل وہی تھا جو وہ میرے منہ سے سننا چاہتا تھا۔ اب آگے وہ میری زندگی میں کیا کرے گا۔ کیا چاہتا ہے کہ میں انتہائی پستی میں چلا جاؤں۔

دوسرا باب:

طلوعِ آفتاب سے پیشتر تاریکی

اپنی میز کے پیچھے میں تقریباً دو گھنٹے تک لیٹ کر خود کو منظّم کرتا رہا۔ رات کے 2 بجے تھے اور میری آنکھوں سے سب آنسو بہہ کر خشک ہو گئے تھے۔ گذشتہ ایک سال میں ناکامی سے پیدا ہونے والے اضطراب کا بوجھ اچانک ایک ہیجانی آتش فشاں میں بہہ گیا اور اب میں تھکاوٹ اور خالی پن محسوس کر رہا تھا۔ طلوعِ آفتاب سے پیشتر ایک عجیب سی خاموشی تھی۔ مجھے ایک دم کاغذ کے ایک رُقعے کا خیال آیا جو مجھے چند دن پیشتر کسی نے دیا۔ میں جلدی سے اپنے کمپیوٹر کی میز کے پاس آیا۔ میں نے وہ کاغذ پکڑ کر پڑھنا شروع کیا۔ وہاں خُدا کے سامنے ہار مان کر، خود کو سونپ دینے کے بارے میں اقوالِ زریں درج تھے۔ صفحے کی ایک طرف خداوند سے وفاداری کے متعلق وعدوں کی فہرست تھی اور دوسری جانب اختیارات کو چھوڑنے کی فہرست درج تھی۔ مثلاً کامیابی، قبولیت، خوشگوار لمحے اور بہترین نتائج پانے کا اختیار میں نے اُس فہرست کے مطابق دعا کرنا شروع کی۔ اور کہا "خُدا میں اپنی خدمت میں فتحمندی اور کامیابی کو حاصل کرنے کی جدوجہد اور انتھک محنت سے ٹوٹ چکا ہوں۔ جیسے ہی میں نے دُعا کرنا شروع کی میں نے اُن تمام خیالات کو پیچھے رکھ دیا جن کی وجہ سے میں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوا۔ ایک اُبھرتی ہوئی کلیسیا بنانے کی خواہش، اپنی خدمت کو چمکانے کی بھوک، میری تعلیم اور تجربہ جب میں اُس کاغذ پر درج فہرست کے آخر میں پہنچا تو میں نے یہ پیراگراف پڑھا:

میں نے خُدا کو یہ اجازت دی ہے کہ وہ میری زندگی میں جو چاہے سو کرے میرے ساتھ میرے اندر اور میرے ذریعے سے جیسے بھی اُسے جلال مل سکا۔ میں نے ایک بار ان اختیارات پر اپنا حق سمجھا تھا۔ مگر اب یہ اختیارات خُدا سے وابستہ اور اُس کے اختیار میں ہیں۔

وہ اپنی راحت کے لئے میرے اختیارات کو جیسے چاہے استعمال کر سکتا ہے۔ اگر چہ اس بار بھی میں اختیارات کی سپردگی کو پورے طور پر سمجھ نہیں پایا تھا پھر بھی میں نے اُس فہرست کے نیچے اپنے دستخط کر دیئے۔ اور میں نے بھانپ لیا کہ آج کی رات میری زندگی اور خدمت میں تبدیلی پیدا کر دے گی۔ اس سے پیشتر کہ میں سونے کے لئے گھر جاتا میں نے اپنی روحانی ڈائری میں یہ الفاظ لکھے۔

آج کی صبح، طلوعِ آفتاب سے پہلے، خُدا کے پاک روح نے مجھے خود سے وابستہ کر کے میرے دل میں رہائی کا کام کیا ہے۔ یہ تفصیل بہت ہی پاکیزہ اور انتہائی ذات نوعیت کی ہے پھر بھی انہیں لکھنا ضروری ہے۔ یہ صرف اُس کا فضل ہی ہے مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ روح کا ایسا کام جسے میں نے گذشتہ اٹھارہ سالوں میں کبھی نہیں جانا۔ شاید یہ میرا ابنِ عذر ہے، یہ اُس لمحے کی نشاندہی ہے کہ خُدا سے میرا ملاپ ہوا۔ (۱سیموئیل ۷:۱۲) تب سموئیل نے ایک پتھر لے کر اُسے مصنعاہ اور شین کے بیچ میں نصب کیا اور اُس کا نام ابنِ عذر یہ کہہ کر رکھا کہ "خُدا نے یہاں تک ہماری مدد کی" اُس دن صبح سویرے جب میں اپنے دفتر سے نکلا تو مجھے کسی منصوبہ اور پروگرام کی ضرورت نہیں تھی صرف ایک چیز جو مجھے چاہیے تھی وہ ہے خُدا۔

میں اگلے دن کلیسیا میں گیا اور میں نے بتایا کہ گذشتہ رات خداوند نے کس طرح مجھ سے ملاقات کی۔ میں نے اُنہیں بتایا کہ میں نے محسوس کیا کہ مجھے تمام منصوبے اور پروگرام منسوخ کر کے صرف خُدا کو تلاش کرنے کی ضرورت ہے۔ میں نے بتایا کہ خُدا نے یہ الفاظ میرے ذہن پر نقش کیئے۔ (فلپیوں ۳:۱۰)

"اور میں اُس کو اور اُس کے جی اُٹھنے کی قدرت کو اور اُس کے ساتھ دُکھوں میں شریک ہونے کو معلوم کروں اور اُس کی موت سے مشابہت پیدا کروں۔"

پھر میں نے اپنے کلیسیائی خاندان کو بتایا کہ ہمیں اپنی خدمت کو کسی نئی اور بہترین مقام پر پہنچانے کی ضرورت نہیں بلکہ ہمیں خُدا کو انتہائی قریب سے جاننے کی ضرورت ہے۔ خُدا نے اُس رات قوت سے چھوا میرا پیارا عزیز خاندان اس چیلنج کو بخوبی قبول کر چکا تھا۔ ہم نے اپنی تمام عبادتوں میں پرستش کو بہت اہمیت دی۔ ہم نے ہر منگل کو شام ساڑھے پانچ بجے (Men's Prayer" میٹنگ کرنے لگے۔ ہماری خواتین بھی دُعائیں کرنے کے لئے جمع ہونے لگیں۔ ہمارے سنڈے اسکول کے بچے بھی انتہائی مخلصی اور توجہ سے خُدا کی تلاش کرنے لگے۔ خُدا نے میری کلیسیا اور میری زندگی میں ایک ہی کام کی تکمیل کی وہ ہمیں ٹوٹ پھوٹ کے مقام پر لا رہا تھا۔

شکریہ، پر یہ کام تو میں خود بھی کر سکتا ہوں:

ناکامی کی حس کے ذریعہ سے میں نے تجربہ کیا۔ اپنی خدمت میں ایک نئے مقام پر پہنچنے سے پیشتر، میں نے انتہائی مخلصی سے دعا کرنا شروع کیا کہ خدا میری زندگی کو ایسی عظمت سے استعمال کرے جیسے پہلے کبھی بھی نہ ہوئی ہو۔ مجھے خبر بھی نہ تھی مگر اُدھر میری کلیسیا بھی یہی دُعا کر رہی تھی کہ وہ اُنہیں ایک غیر طبعی طور سے استعمال کرے۔ خُدا نے ہمیں یکجا کر کے حالات کو اجازت دی کہ وہ ہمیں ہمارے ذرائع کے اختتام پر لے آئیں۔ اور اُس نے یہ عمل جاری رکھا جب تک کہ ہم سب کے پاس کچھ بھی نہ رہا۔ سوائے خُدا کے اور یہ ہرگز بھی نقصان دہ نہ تھا۔

ہم سب نے اپنی ضرورتوں کے حصول کے لئے اپنی اپنی تدابیر پر بھروسہ رکھا بائبل اس عمل کو اپنی ضرورتوں یا جسم کے ماتحت ہونا بتاتی ہے۔ اور ہر شخص کو جتنا بھی زیادہ وقت ملے وہ اُسے اپنی جسمانی زندگی گزارنے کے لئے صرف کرتا ہے، آپ جسم کو صرف جلد یا گوشت پوست نہ سمجھیں۔ بلکہ یہ وہ شخصی طریقے ہیں جو ہر انسان اپنی خود ساختہ ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے

اپناتا ہے۔ یسوع کو پیچھے رکھ کر ہو سکتا ہے کہ آپ کی جسمانی زندگی خداوند کی نافرمان نہ ہو مگر جسم کی پیروی کرنا ظاہر ہے کہ اپنی قابلیت پر خُدا کے وسائل سے زیادہ بھروسہ رکھنا ہے۔ آپ جسم کو ہمیشہ قدرتی طور پر نافرمان مت سمجھیں۔ یہ بہت پر کشش اور روحانی بھی ہو سکتا ہے۔ پولُوس کہتا ہے کہ مسیحیوں کو جسم پر یقین نہیں کرنا چاہیے۔ پھر وہ خود کو جسمانی اعتبار سے بیان کرتا ہے۔

فلپیوں 3 باب 7-3 آیت

"کیونکہ مختون تو ہم ہیں جو خُدا کے رُوح کی ہدایت سے عبادت کرتے ہیں اور مسیح یسوع پر فخر کرتے ہیں اور جسم کا بھروسہ نہیں کرتے گو میں تو جسم کا بھی بھروسہ کر سکتا ہوں اگر کسی اور کو جسم پر بھروسہ کرنے کا خیال ہو تو میں اُس سے بھی زیادہ کر سکتا ہوں۔ آٹھویں دن میرا ختنہ ہوا اسرائیل کی قوم اور بنیمین کے قبیلے کا ہوں عبرانیوں کا عبرانی شریعت کے اعتبار سے فریس ہوں۔ جوش کے اعتبار سے کلیسیا کا ستانے والا، شریعت کی راستبازی کے اعتبار سے بے عیب تھا۔ لیکن جتنی چیزیں میرے نفع کی تھیں اُن ہی کو میں نے مسیح کی خاطر نقصان سمجھ لیا ہے۔"

اگر آپ ہنر یا اعلیٰ تعلیم کی بھی بات لیں تو وہ بھی پولُوس کے پاس تی۔ مگر پھر بھی وہ کہتا ہے کہ اُس کی پسندیدہ تعلیم اور ہنر بھی اُس کا قیمتی سرمایہ ثابت نہ ہوا۔ بلکہ یہ سب مشکل اور شرمندگی کا سبب ہی بنا۔ ہمارا جسم خود ہی ایسے نمونے بنالیتا ہے جو کہ ایسے حقائق سے پیدا ہوتے ہیں جن سے ہمارا جسم متاثر ہوا ہو۔ ہو سکتا ہے کہ ان کا تعلق ہماری صلاحیتوں، ظاہری پن، دولت، تعلیم اور بے شمار دوسری چیزوں سے ہو جن پر ہم اپنی زندگی میں بھروسہ رکھتے ہیں۔ ترسیس کے ساؤل کی جسمانی زندگی بھی پہلے مذہبی لبادہ اوڑھے ہوئے تھی اور آج بھی بہت سے مسیحی ایسا ہی کرتے ہیں۔ یہ کسی مسیحی کے لئے کوئی عام بات نہیں ہے کہ وہ اس بات کی ضرورت کو سمجھے کہ وہ خود کو منوانے کیلئے کلیسیا کے لئے کیا کچھ کرتا ہے۔

یادرکھیں کہ خودمختاری بھی جسم کا دوسرا نام ہے۔ یہ خُدا کا مقصد ہے کہ ہم اپنے آپ میں رہ کر ہر حالت میں اُس مقام تک پہنچ جائیں جہاں ہم مسیح کے اختیار پر مکمل بھروسہ رکھیں۔ اب ہم سب نے یہ سیکھا ہے کہ کیسے ہمیں زندگی کے سارے حالات پر قابو رکھنا ہے۔ بہت سے غیرایماندار ایسا مانتے ہیں کہ خُدا اُن کی مدد کرتا ہے جو خود اپنی مدد کرتے ہیں اور بہت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بہت سے مسیحی بھی روحانی اعتبار سے سمجھتے ہیں کہ وہ ''خود'' جس قدر محنت اور کوشش کریں گے اُسی قدر زیادہ خدا اُنہیں برکت دے گا۔ یہ ایک جھوٹا فلسفہ ہے۔ میری پیشتر زندگی میں، میں نے اپنی صلاحیتوں اور کاوشوں کو خُدا کے نام کردیا۔ میں نے خُدا کو خوش کرنے کے لئے جی جان سے محنت کی۔ میں نے اکثر دعا مانگی کہ خُدا میری تمام کوشش پر برکت بھیج تاکہ میں تیری خدمت کروں۔ اسی طرح نئے عہد نامہ میں مسیحی کا نمونہ یہ نہیں کہ اپنے کاموں کو مخصوص کردے۔ بلکہ یہ خود خداوند کے کاموں کی کہانی ہے جو کہ وہ ایک شخص کے ذریعہ سے مکمل کرتا ہے۔ جس نے اپنی خودمختاری خُدا کو سونپ دی ہو۔ یہ اچھا نہیں ہوگا کہ اگر یہ کہا جائے کہ خودمختاری کا مسیحی زندگی میں کوئی روحانی مقام نہیں۔ اِس کا تو یہ مطلب ہوا کہ خودمختاری ہرگز ضروری نہیں ہے۔ جو کہ اصل مدعا نہیں ہے۔ خُدا کے لئے کچھ کرنا قابلِ تعریف لگتا ہے۔ لیکن اِس کے نتائج بہت خطرناک ہوسکتے ہیں ایسے شخص کے بارے میں سوچئے جس کو ایمانداروں کا باپ کہا جاتا ہے، جب ابرہام نے سُنا کہ اُسے اور سارہ کو ایک بیٹا ملے گا تو وہ دونوں بہت خوش ہوئے جب بہت سال گزر گئے اور سارہ پھر بھی حاملہ نہ ہوئی تو انہوں نے خدا کے منصوبہ کو تکمیل تک پہنچانے میں مدد کرنے کی کوشش کا ارادہ کیا۔

شاہد ابراہام نے کہا ہوگا ''سارہ، میں سوچ رہا تھا کہ خُدا نے مجھے بتایا کہ وہ ہمیں ایک بیٹا دے گا لیکن شاید ہم اِس چیز کو غلط نظریئے سے دیکھتے ہیں ہم وہ سب کچھ کرتے ہیں جو ہم

جانتے ہیں پھر ہم بھروسہ رکھتے ہیں کہ باقی کا کام خُدا کرے گا۔''

سارہ نے کہا ہوگا، کہ ''جی ہاں! میں بھی کچھ ایسا ہی سوچ رہی تھی۔ لیکن شاید جیسا ہم نے سوچا تھا، خُدا اُس سے کچھ الگ ہی کرنا چاہتا ہے۔ کیا آپ نے کبھی سوچا ہے کہ وعدہ کا فرزند ہماری خادمہ ہاجرہ کے ذریعہ سے بھی پیدا ہوسکتا ہے؟''

''سچ تو یہ ہے کہ ایسے ہی کسی خیال نے میرے ذہن کو بھی چُھوا ہے سارہ آخر ہمیں اپنے حصے کی کوشش کرنی ہے۔''

اب آپ باقی کی کہانی سے واقف ہیں۔ ابراہام ہاجرہ کے پاس گیا اور وہ حاملہ ہوگئی۔ پھر بھی اسمعیل وعدہ کا فرزند نہیں تھا۔ وعدہ کا فرزند تو سارہ ہی سے آئے گا۔ اور ایسا خُدا کے مقررہ وقت پر پورا بھی ہوا۔ ابرہام اور سارہ تو مخلص تھے۔ لیکن اصل میں انہوں نے اپنی کوشش کے ذریعے سارے نظام کو بگاڑ دیا۔ وہ خداوند کی مدد کرنے کی کوشش کررہے تھے۔ اب اُن کی خودمختاری کا ایک نتیجہ تو وہ جھگڑا ہے جو کہ آج تک عرب اور یہودی نسل کے درمیان ہے۔ اضحاق اور اسمعیل کی نسل آج بھی جنگ میں ہے۔ صرف اِس وجہ سے کہ ابراہم اور سارہ نے سوچا کہ خداوند اُن کی کوشش پر برکت دے گا۔

اپنے کالج کے آخری سال میں، میں نے ایک نرسنگ ہوم میں کام کیا اب میری ذمہ داریوں میں سے ایک یہ بھی تھی کہ میں آدمیوں کو وہیل چیئر سے اُٹھا کر اُن کے بستر پر ڈالتا تھا ایک دن میں ایک ایسے شخص کے پاس گیا جس کا وزن 200 پونڈ تھا اور میں 130 پونڈ کا تھا۔

اگرچہ میں دُبلا پتلا تھا پھر بھی جانتا کہ بھاری بھرکم شخص کو کس طرح اُٹھانا ہے مجھے سکھایا گیا تھا کہ مجھے کس طرح وہیل چیئر کے سامنے کھڑا ہو کر مریض کے بازوؤں کے نیچے اپنے ہاتھ رکھ کر گھٹنوں پر وزن ڈال کر اُٹھانا ہے۔ پھر مریضوں کو اُٹھاتا اور جھولا کر بستر پر ڈالتا یہ اکثر

ہی ہوتا تھا مگر اِس بار نہیں ہوا۔ جب میں نے مسٹر ڈینیل کو اوپر اُٹھایا اور پھر وہ بالکل ہوا میں وہیل چیئر اور بستر کے درمیان میں تھے تو انہوں نے میری ''مدد'' کرنے کی کوشش کی۔ انہوں نے کھڑے ہونے کا ارادہ کیا لیکن ایسا نہیں کرنا تھا۔ اُنہوں نے اپنا سارا جسم اکڑا لیا اور ایک لکڑی کا تختہ بن کر کوشش کرنے لگے۔ میں نے اُنہیں منع کیا اور سمجھایا کہ وہ اپنے آپ کو میرے بھروسے پر چھوڑ دیں میں نے آپ کا سارا وزن اُٹھا رکھا ہے۔ آپ صرف مجھے ہی کوشش کرنے دیں۔'' لیکن اُنہیں مجھ پر اعتبار نہ تھا۔ میری مدد کرنے کی کوشش کے دوران اُنہوں نے اپنے آپ کو میری گرفت سے کھینچ لیا اور زمین پر جا پڑے، پھر وہ شدید ناراض ہوئے اور مجھے بینت کی چھڑی سے مارا بھی جو کہ اُن کی کرسی کے پیچھے لٹک رہی تھی۔ میں اُنہیں بعد میں کئی دن تک منانے کی بہت کوشش کی لیکن پھر وہ میرے قریب نہ آئے۔ کچھ بھی غلط نہ ہوا ہوتا اگر اُس دن انہوں نے میری مدد کرنے کی کوشش نہ کی ہوتی۔

ہمیشہ ایک خود مختار زندگی سے کشمکش پیدا ہوتی ہے۔ اب میں سمجھا کہ میری بیوی میلینی ٹھیک کہتی تھی۔ میں کبھی بھی زندگی سے مطمئن نہ ہوتا اگر میرے مسیحی تجربہ کا انحصار صرف وہی کرنے پر ہوتا جو مجھے لگتا تھا کہ میں خُدا کو خوش کرنے کے لئے کروں۔ میں نے تب اطمینان کا تجربہ حاصل کیا۔ جب میں نے اپنی کوشش کو چھوڑ کر مسیح کی شخصیت پر بھروسہ کیا آپ اپنی روحانی زندگی میں ایسی کوشش کر رہے ہیں؟ ایک خالص اطمینان کو حاصل کرنے کے لئے بہت ضروری ہے آپ جلد ہی ایسے مقام تک پہنچ جائیں جہاں آپ اپنی خود مختاری اور تکنیکیوں اور نمونوں کو چھوڑ دیں۔ شاید آپ جلدی ہار نہ مانیں۔ کیونکہ آپ نے اپنی عُمر بھر اپنی چیزوں پر بھروسہ کیا۔ اس لئے خُدا مخالف حالات کے بوجھ کو اتنا بڑھاتا ہے کہ ''آپ کی قوت اور جسم اُس بوجھ کو برداشت نہ کر سکے اور جب یہ ہوتا ہے تو شدید دُکھ ہوتا ہے۔

مجھے نہ بتائیں کہ خداوند مجھ پر میری برداشت سے زیادہ بوجھ ڈال سکتا ہے! شاید آپ سوچتے ہوں گے کہ خُدا ہماری برداشت سے زیادہ ہمیں دُکھ نہیں دے گا۔ آپ مجھے ایمان سے منکر ہر گز نہ سمجھیں، لیکن میں ایسا نہیں سمجھتا۔ میرا خیال ہے کہ خُدا زیادہ سے زیادہ دُکھ کو آپ پر آنے دے گا جس کو آپ برداشت نہیں کر سکتے خاص طور سے جب وہ آپ کو شکستگی کے مقام پر لانا چاہتا ہے۔ خُدا ہر قسم کے دُکھ کو بہت بڑھائے گا تا کہ آخر میں آپ اپنی برداشت کو چھوڑ کر خُدا کو اختیار دے دیں کہ وہ آپ کی برداشت کو خود بنائے رکھے۔

خُدا اِس توڑ پھوڑ کے عمل کے دوران آپ کو اِس مقام پر لاتا ہے جہاں آپ کے ذرائع ختم ہو جائیں اور پھر آپ اِس بات کو سمجھ جائیں کہ خُدا ہی آپ کا آخری ذریعہ ہے۔ جب تک کہ آپ خود مقابلہ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں آپ اس بات کو کبھی نہیں سمجھ پائیں گے کہ خُدا صرف زور ہی نہیں دیتا۔ وہ تو خود آپ کا زور ہے۔ دُکھ سے گزرنے کے عمل میں خُدا کا ارادہ ہر گز نہیں ہے کہ وہ آپ کو مضبوط بنانے میں مدد دے وہ چاہتا ہے کہ آپ اس قدر کمزور ہو جائیں کہ پھر آخر کار خُدا آپ کو بتائے کہ وہی آپ کا ہر مشکل میں حقیقی زور ہے۔

اگر آپ نے کبھی خُدا سے یہ دعا کی ہو کہ وہ آپ کی زندگی کو اپنے لئے استعمال کرے۔ تو پھر حیران مت ہوں اگر آپ پر کوئی بھی مشکل آ جائے۔ یاد رکھیں کہ مشکلات اس لئے آتی ہیں کہ آپ اپنی خود مختاری کو چھوڑ دیں۔ یہ ایک انتہائی ضروری قدم ہے جو کہ خُدا کی بھرپوری سے پہلے اُٹھانا ضروری ہے۔ بہت دفعہ میں نے خُدا سے دُعا کی کہ وہ میرے کو تبدیل کرنے میں مدد کرے لیکن بجائے بہتر ہونے کہ حیرانگی اس بات پر تھی سب کچھ بدتر ہوتا چلا گیا۔ جب میں ماضی میں دیکھتا ہوں تو سمجھتا ہوں کہ خُدا مدد کر رہا تھا روز بروز تاریکی کو بڑھا کر میں چاہتا تھا کہ وہ میرے حالات کو تبدیل کرے۔ وہ مجھے اِن حالات میں سے گزار کر ہی اپنے

مقصد کی تکمیل چاہتا تھا۔ جب آپ خُدا سے اپنی مشکلات کا حل چاہتے ہیں اور حالات میں کوئی تبدیلی نہیں آتی تو پھر یاد رکھیں کہ وہ جانتا ہے کہ اُسے کیا کرنا ہے صرف اس لئے کہ آپ اُس کے ہاتھ کو نہیں دیکھ سکتے یہ مت سوچیں کہ وہ آپ کے ساتھ نہیں ہے۔ شاید وہ حالات میں سے گزار کر اُس خود اعتمادی کے خول کو توڑنا چاہتا ہے جو آپ کو اپنی زندگی سے مسیح کے طرزِ زندگی کو ظاہر کرنے سے روکتا ہے۔ اور کوئی بھی مسیحی کامیاب نہیں وہتا جب تک اِس عمل سے نہیں گزرتا۔ جیسے کہ وچ مین نی کہتا ہے کہ ہمیں باخبر ہونا چاہیے کہ وہ شخص جو خدا کی خدمت کرتا ہے اُس کا ضمیر ہمیشہ مخلصی پاجاتا ہے۔ خدا کے خادم کی سب سے بڑی مشکل یہ ہے کہ اُس کا ضمیر اُس کی شخصیت کی توڑ پھوڑ سے شکست خوردہ ہو جاتا ہے۔ اس لئے ہمیں اِس بات کو سمجھنا چاہیے کہ ہماری کامیابی میں رکاوٹ بیرونی نہیں بلکہ اندرونی ہے۔ ہماری روح لگتا ہے کہ کسی خول میں لپٹی ہوئی ہے اس لئے اُس کی توڑ پھوڑ آسان نہیں۔ اگر ہم نے کبھی نہیں سیکھا کہ ہماری روح کی مخلصی ہماری بیرونی شخصیت کے ٹوٹنے سے ہے تو پھر ہم ابھی خدمت کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اگر ہمارے کام پھلدار ہیں یا نہیں اس کا انحصار ہماری بیرونی شخصیت کے ٹوٹ کر مسیح میں دوبارہ پھل لانے پر ہے۔ تاکہ اندر کے آدمی کو راستہ مل سکے۔ جب اندرونی شخص چھوٹ جاتا ہے تو پھر ایماندار اور مسیحی دونوں ہی بابرکت ہوں گے۔

کیونکہ یہ شکستگی کا عمل اتنا تکلیف دہ ہے۔ اِس سے بچا نہیں جا سکتا اگر مسیحی خدمت میں اپنے آپ کو زیادہ سے زیادہ استعمال کرنا چاہتا ہے۔ ایک پاسبان کی حیثیت سے میرے پاس اُن لوگوں کا تانتا بندھا رہتا تھا جو کہ مشورت چاہتے تھے۔ میں بتا نہیں سکتا کہ میں نے کتنے ہی لوگوں کو یہ کہتے سُنا کہ وہ اپنی زندگی میں دور اور اضطراب کا تجربہ رکھتے ہیں اور انہوں نے غیبت کا اظہار کیا ''مجھے نہیں پتا کہ کیا ہو رہا ہے میں نے خُدا سے کہا کہ وہ مجھے بھرپور طریقے سے

استعمال کرے اور میں مخلص ہوں۔ لیکن ایسا لگتا ہے کہ جتنا میں چاہتا ہوں کہ خُدا کی مرضی کو پورا کروں اُتنی ہی مشکلات بڑھ جاتی ہیں۔'' کیا کبھی آپ نے ایسا محسوس کیا؟ آیئے موازنہ کرتے ہیں اِس درد سے گزرنے کے احساس کو شکستگی کے عمل کی روشنی سے دیکھتے ہیں ''میں نہیں جانتا کہ کیا ہو رہا ہے'' کیا آپ کو نہیں لگتا کہ ہم سب نے کبھی نہ کبھی یہ سوچا ہوگا یہ جاننا بہت ضروری ہے کہ ہمیشہ یہ سمجھنے کی ضرورت نہیں ہے کہ ہماری زندگی میں کیا ہو رہا ہے۔ خُدا کی الوہیت ہمیں یہ یاد دلاتی ہیں کہ وہ سب جانتا ہے۔ کبھی ہمیں خود کو صرف برداشت کرنے کی عادت ڈالنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح بہت دفعہ ہم کچھ سمجھ جاتے ہیں کہ کیا ہو رہا ہے۔ جب ہم چوٹ کھاتے ہیں۔

''میں نے خُدا سے کہا کہ وہ مجھے بھرپور طریقے سے استعمال کرے اور میں مخلص ہوں'' اب یہاں آ کر شاید ہماری مشکل کچھ کم ہونے لگتی ہے کیونکہ اگر آپ مخلص ہیں تو پھر وہ آپ کی دعا کا جواب ضرور دے گا۔ لیکن ٹوٹ پھوٹ کی سچائی کو ہمیشہ یاد رکھیں؟ خُدا کبھی بھی کسی مسیحی کو پوری طرح سے استعمال نہیں کرتا جب تک کہ وہ اپنی خود اعتمادی کے آخری سرے تک نہیں چلا جائے پھر وہ مشکلات کو ہماری زندگی میں آنے کی اجازت دیتا ہے جن کو ہم اپنی صلاحیتوں سے حل نہیں کر پاتے ہیں۔ اس اشارہ کو ہرگز نظرانداز نہ کریں کیونکہ یہی بنیاد ہے۔ اگر ہم نے مخلصی سے یہ دعا مانگی ہے کہ وہ ہمیں اپنے لئے استعمال کرے تو وہ ہمیں ضرور اِس بات سے واقف کروائے گا کہ ہم جسم پر بھروسہ نہ رکھیں۔ مخالف حالات کی شدت اصل میں خُدا کا ہی ہاتھ ہے تاکہ ہم اپنی خودمختاری کو ختم کر دیں۔

''لیکن ایسا لگتا ہے کہ جتنا میں چاہتا ہوں کہ خُدا کی مرضی کو پورا کروں اُتنی ہی مشکلات بڑھ جاتی ہیں'' ہم میں سے چند لوگ مخالفت کے ساتھ جینا نہیں چاہتے۔ کیا آپ کو یاد

ہے کہ جسم کی کیا تعریف کی گئی ہے؟ جسم ہماری ذاتی کوشش کی نشاندہی کرتا ہے جو ہم اپنی زندگی میں کرتے ہیں، اپنی صلاحیتوں پر بھروسہ رکھتے ہوئے ایک ایسا شخص جو کبھی شکست خوردہ نہ ہوا ہو عادی ہے کہ خدا کے لئے جینے کی کوشش کرے۔ وہ اکثر اوقات خود کو بحال کرتا اور عزم کرتا ہے کہ وہ خُدا کی خوشنودی کو حاصل کرے گا خُدا کا یہ مقصد ہرگز نہیں ہے کہ ہم خود کو بارہا بحال کرتے رہیں اپنی تمام خوبیوں کے باوجود، لیکن وہ یہ چاہتا ہے کہ ہم اپنی ذات پر بھروسہ نہ رکھیں۔ ہم کبھی خدا کے لئے زندگی گزارنا چاہتے ہیں جبکہ وہ ہمارے ذریعے سے جینا چاہتا ہے۔ یہ بہت اہم ہے کہ ہم اِس فرق کو سمجھ جائیں۔ خُدا کو یہ کہنا کہ وہ ہماری مدد کرے تا کہ ہم اُس کے لئے زندہ رہیں۔ یہ ایک درخواست ہے جس سے ہماری کوشش پر برکت آتی ہے جو کہ یہ ہے کہ ہم وہ کریں جو خُدا ہم سے چاہتا ہے۔ لیکن خُدا ایسا نہیں چاہتا۔ یسوع کی مرضی ہے کہ وہ ہمارے وسیلے سے اپنی زندگی جئے۔ کیا یہاں کوئی فرق ہے؟ شرطیہ! فضل اور شریعت کے درمیان فرق ہے۔ شریعت کسی شخص کو یہ کہنے پر مجبور کرتی ہے کہ ''خداوند میری اپنی مرضی کے حصول میں مدد کر'' یا پھر دیگر الفاظ میں ''میری اپنے قوانین کی پابندی کرنے میں مدد کر''، فضل سے وہ شخص کہے گا، خداوند یسوع مسیح، میں تجھ میں ہوں اور تو مجھ میں پابند ہے۔ اپنی زندگی کو مجھ سے ظاہر کر جیسے تو چاہے'' یہ مسیحیوں کے لئے کوئی عام سی بات نہیں ہے کہ خُدا کے پاس اُن چیزوں کے ایک لمبی فہرست ہے جو وہ چاہتا ہے کہ اُس کے بچے اُن پر عمل کریں۔''

جب خُدا ارادہ کرتا ہے کہ وہ ہمیں توڑ پھوڑ سے گزارے گا تا کہ خود مسیح ہماری زندگی کے وسیلہ سے نظر آئے، تو مشکلات بڑھتی ہی جائیں گی۔ یہ کب رکتا ہے؟ جب ہم اپنی خود مختاری خُدا کو سونپتے ہیں اور ہماری اپنے ذرائع سے اُمید ختم ہو جاتی ہے۔ پیٹر لارڈ نے کہا کہ یہ تو انتہائی توہین آمیز ہے کہ آپ اپنی پوری عمر ایک ایپل پائی (Apple Pie) سیب کا میٹھا، بننے

کی طرح گزار دیں۔ سیب مرمٹ کر ایپل پائی میں بدل جاتا ہے لیکن کیا خدا کو یہ عمل پسند ہے؟ خُدا صرف ہمیں یہ سمجھانا چاہتا ہے کہ ہمیں نجات اس لئے نہیں دی گئی کہ ہم خدا کے لئے کچھ کریں ہم بچائے گئے تا کہ ہم اُسے اپنا شخصی نجات دہندہ مان کر اُس سے میل ملاپ رکھیں۔ کیا اچھے کاموں کا مسیحی زندگی میں کوئی مقام ہے؟ بالکل ہے؟ لیکن یہ تو ہمارے رشتے کا مسیح سے کثرت سے پانا ہے۔ اُس کی زندگی کا ایک ثبوت تو ہمارے وسیلے سے ملتا ہے۔

خُدا کے ساتھ قربت رکھنے سے زیادہ خود کو اُس کی خدمت کے کاموں میں اُلجھائے رکھنا ایک بے بیان دھمکی ہے جو ہر مسیحی کو ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ لوگ جو بڑے ہی مشتاق طریقے سے اُس کی خدمت کرتے ہیں وہ بھی اِس جال میں پھنس جاتے ہیں۔ جب یسوع بیت عنیاہ میں مریم اور مرتھا سے ملنے کو آیا، مریم اُس کے قدموں میں بیٹھ گئی اور اُس نے ہر لفظ کو بہت غور سے سُنا جو اُس کے منہ سے نکلا۔ جب مرتھا دیگر انتظامی امور میں مصروف رہی تا کہ اُس کے آرام کا پورا انتظام کر سکے۔ اِس دوران کھانا پکاتے، صفائی کرتے اُس نے اپنی کمر کس رکھی تھی کیونکہ وہ خود کو ایک بہترین میزبان ثابت کرنا چاہتی تھی۔ جب وہ جلدی جلدی تمام انتظامات کر رہی تھی تو اُس نے دیکھا کہ مریم نے کوئی کام نہ کیا لیکن وہ صرف یسوع سے باتیں ہی کرتی رہی۔ لوقا10 باب10-42 آیت

لیکن مرتھا خدمت کرتے کرتے گھبرا گئی پس اُس کے پاس آ کر کہنے لگی ''اے خدا کیا تجھے خیال نہیں کہ میری بہن نے خدمت کرنے کو مجھے اکیلا چھوڑ دیا ہے، پس اُسے فرما کہ میری مدد کرے خداوند نے جواب میں اُس سے کہا ''مرتھا، مرتھا، تو تو بہت سی چیزوں کی فکر و تردد میں ہے لیکن ایک چیز ضرور ہے اور مریم نے وہ اچھا حصہ چن لیا جو اُس سے چھینا نہیں جائے گا۔

مرتھا تھک چکی تھی لیکن مریم نے آرام کیا تھا۔ وہ لوگ جن کے لئے مسیحی زندگی صرف

خدمت گزاری سے سختی سے بندھی ہے وہ اکثر دوسرے لوگوں کو جو اُن جیسی سخت مشقت نہیں کر رہے ہیں دیکھ کر پریشان ہو جاتے ہیں۔

لوقا کہتا ہے کہ مرتھا کا دھیان بٹ گیا، کس چیز سے اُس کا دھیان ہٹ گیا؟ کیا وہ یسوع ہے ! وہ کیا چیز ہے جس نے یسوع سے اُس کا دھیان ہٹا دیا؟ آپ سمجھ گئے خدمت گزاری! یہ ایک ایسا بھید ہے جسے میں نے اپنی زندگی میں پایا جب پاک روح نے مجھے بتایا کہ تم اُس سے زیادہ وقت جس نے تمہیں بلایا ہے اپنی خدمت کے لئے اُس کی خدمت گزاری میں گزارتے ہو۔ یسوع کی خدمت میں مصروفیت ہماری خود یسوع سے دوری پیدا کر سکتی ہے۔ یسوع مرتھا سے کہہ سکتا تھا کہ ''اب خاموش ہو جاؤ'' جو کچھ تم کر رہی ہو، اچھا ہے لیکن جو مریم کر رہی ہے وہ اہم ہے۔ اب خدمت گزاری اور آرام کی اپنی اپنی حیثیت ہے۔ مرتھا کو توازن کو سیکھنے کی ضرورت ہے۔'' لیکن اُس نے یہ نہیں کیا بلکہ یہ کہا کہ ''بلکہ ایک چیز کی ضرورت ہے اور مریم نے اچھا حصہ چُن لیا، جو کہ اُس سے واپس نہیں لیا جائے گا۔'' کتنی چیزیں ہیں؟ ایک چیز جس کی ضرورت ہے وہ ہے خُدا میں آرام کیا اس بات سے مسیح کی خدمت گزاری کی اہمیت کم ہو جاتی ہے؟ ہرگز نہیں کیا خیال ہے اگر یسوع مریم سے کہتا کہ مجھے ایک گلاس پانی پلا دو؟ وہ جھٹ سے اُٹھ کر فوراً لے آتی۔ اب دوسری طرف اگر یہی بات وہ مرتھا سے کہتا تو وہ شاید سنتی ہی ہیں کیونکہ وہ شاید اُس کے لئے کمرہ ٹھیک کرنے میں مصروف تھی۔ جبکہ وہ ابھی آرام کرنا نہیں چاہتا تھا۔ کیا آپ اس اشارہ کو سمجھ گئے؟ خُدا میں آرام کرنا مسیحیوں کی اولین ذمہ داری ہے۔ باقی سب کچھ اسی سے نکلتا ہے۔

فرنیک ایک دن چرچ جان سے پہلے میرے دفتر میں آیا ''سٹیو'' میں آپ سے بات کرنا چاہتا ہوں۔'' میں بہت کرب سے گزر رہا ہوں۔ میں سنڈے اسکول میں پڑھاتا ہوں

میں کلیسیا میں ڈیکن ہوں، اور کوائر میں پرستش بھی کرتا ہوں پھر ساتھ ہی میں فنانس کمیٹی کی مدد بھی کرتا ہوں۔ میں جو کچھ بھی علم جانتا ہوں اُس کے مطابق خُدا کی ہر طرح سے خدمت کر رہا ہوں۔ پھر بھی میں خوش نہیں ہوں۔ میرے ساتھ کیا مسئلہ ہے؟'' ابھی مریم اور مرتھا کے کردار دیکھنے کے بعد آپ کیا کہیں گے کہ اُس کی مشکل کیا تھی؟ فرینک نے مرتھا کی طرح محسوس کیا، پریشان اور فکرمند بہت سے کاموں کے لئے مصروف مگر غیر مطمئن، کل تک میں بھی ایسا ہی تھا اور شاید آپ بھی؟ کیا کبھی ایسا لگا کہ جتنا زیادہ آپ خُدا کو خوش کرنا چاہتے ہیں آپ کی مشکلات بڑھ جاتی ہیں۔

میں خود بھی بہت عرصے تک خُدا کی خدمت میں مصروف رہا ہوں۔ اور میں محتاط اور پریشان رہتا تھا۔ دراصل جب میں اپنے دفتر کے فرش پر لیٹ کر رو رہا تھا۔ میں اپنے کرب کی دوزخ میں جل رہا تھا لیکن میں پیچھے مڑ کر دیکھتا ہوں تو مجھے خُدا نے سکھایا کہ میں اِس زمین پر ہی آسمانی زندگی کے مزہ کو چکھنے کا تجربہ کروں۔

تیسرا باب:

میری ایک نئی شخصیت

جب میں کالج میں پڑھتا تھا ایک دفعہ ایک ہپنوٹسٹ (Hypnatist) ہماری سائنس کی جماعت میں آ گیا۔ اُس نے جماعت سے چار طالب علموں کو آگے بُلا لیا اور اُنہیں اکٹھے ہی ہپنو ٹائز کر دیا۔ اُس نے اُنہیں پہلے ہی بتا دیا کہ جب آپ بیہوشی سے جگائے جائیں گے آپ کچھ اور ہی شخصیت بن جائیں گے بلکہ اُس نے اُنہیں جانوروں میں تبدیل کر دیا۔ ایک لڑکا بندر اور دوسرا کتا بن گیا۔ ایک لڑکی مرغی وار دوسری پیرو (Turkey) بن جائیں گے۔ اب ہپنوٹسٹ نے کہا کہ ''میں پانچ تک گنتی گن کر چٹکی بجاؤں گا تو آپ لوگ ایک نئی شخصیت میں بدل جائیں۔ اُس نے آہستہ آہستہ گنتی کی اور پھر چُٹکی بجائی اور پھر وہ لوگ اُسی حالت میں پائے گئے جیسا اُس نے کہا تھا۔

اب جو ہوا وہ سب قابلِ دید تھا اُنہوں نے بالکل اُن ہی جانوروں کی طرح حرکتیں کیں جس طرح اُنہیں بتایا گیا تھا۔ کوئی بندر کی طرح چھلانگیں لگانے لگا، کوئی کُتا بن کر بھونکنے لگا، ایک لڑکی مرغی کی طرح دانہ چُگتی اور پھر اس طرح بیٹھ گئی جیسے انڈہ دینے لگی ہو اور جو پیرو بن گئی تھی وہ زمین کھرچنے لگی یہ ایک مضحکہ خیز منظر تھا کہ وہ ولگ جانوروں جیسی حرکتیں کرنے لگے جو وہ سمجھ رہے تھے کہ وہ بن گئے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد اُس ہپنوٹسٹ نے اُنہیں جگا دیا اور اُن کیا صلی حالت جو اُن کی شناخت تھی واپس لے آیا۔ آپ اندازہ لگائیں کہ وہ کتنے شرمندہ ہوئے ہوں گے جب ہم نے اُنہیں بتایا کہ وہ لوگ کیا کیا حرکتیں کر رہے تھے۔

بہت سے مسیحی بھی اپنے رویئے (حرکات) کو جانے بغیر ہی اُسے جاری رکھتے ہیں۔ وہ مقدس بننا چاہتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ ایک مقدس شخص بننے کے لئے بڑی کوشش اور توجہ کی

ضرورت ہوتی ہے۔ یہ عموماً آسان ہے کہ آپ وہی بن کر رہیں جو کہ ''آپ ہیں'' جو آپ ہیں وہی رہیں۔ اب اس سوچ سے ایک اہم سوال اُبھرتا ہے۔ آپ کون ہیں؟ بہت سالوں تک مجھے بھی نہیں پتا تھا کہ میں کون ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ میں نے آٹھ سال کی عمر میں خداوند کو قبول کیا اور میں آسمان کی بادشاہی میں جاؤں گا۔ لیکن میں نے اپنی زندگی ایک فرضی شناخت میں گذاری۔ یہ ایک جھوٹی پہچان تھی جسے میں نے مشورت کی قوت، جسم اور ابلیس کے بہکانے سے مان لیا تھا۔ میں جانتا تھا کہ میں مسیحی ہوں۔ لیکن میں نہیں جانتا تھا کہ میری شناخت حقیقت میں کتنی بدل گئی تھی جب میں نجات یافتہ بن گیا تھا۔ شاید آپ بھی اسی طرح کی غلط فہمی کے ساتھ زندہ رہے ہوں۔

ایک مسیحی زندگی جینے کیلئے یہ بہت ضروری ہے کہ ہم اپنی شناخت کو پہچان لیں۔ بہت عرصہ تک کوئی بھی شخص صرف فرضی پہچان کے ساتھ نہیں جی سکتا ہے۔ خُدا کو پہچان لینے کے بعد یہ دوسری حقیقی سچائی ہے کہ ہم خود کو بھی جان لیں۔ پہلی بات اگر ہم یہ مان لیں ہم کسی بھی جانور مثلاً کہتے ہیں تبدیل ہو چکے ہیں تو کوئی بھی چیز آپ کو بھوک سے نہیں روک سکتی ہے۔

مشورت کی قوت سے اکثر مسیحی دھوکا کھا جاتے ہیں اور یقین کرتے ہیں کہ وہ کچھ اور ہی ہیں جبکہ خُدا نے اُنہیں اور طرح سے بنایا ہے۔ یسوع نے کہا ''سچائی تمہیں آزاد کرے گی'' ہماری مسیحی شناخت ایک آزادانہ حقیقت ہے جو ہم کبھی نہیں سمجھ سکتے۔

آپ ایک نئی شخصیت ہیں!

ڈیبرا گذشتہ ایک گھنٹے تک ایجادات کے بارے میں زبانی دُہرا کر یاد کر رہی تھی۔ وہ اپنی عمر کے بیشتر حصہ میں بڑھتے ہوئے وزن سے بُری لگتی تھی۔ وہ اس معاشرے میں خود کو نا قابلِ قبول بتاتے ہوئے رونے لگی! اُس کے والدین ہمیشہ اُسے بہلاتے رہتے تھے۔ اُس

کے شوہر نے کہا کہ شاید وہ بہتر محسوس کرنے لگے اگر اُس کا کچھ وزن کم ہو جائے۔ ایسا لگتا تھا کہ زندگی میں اُدھورے پن کا یقین دلانے کے لئے یہ پورا پروگرام بنایا گیا تھا۔ اب کسی ماہر مشورت کو بھی یہ بات سمجھ نہیں آتی کہ اُس کی روحانی زندگی خُدا کی توقعات پر پوری کیوں نہیں اُترتی۔ ''میرا خیال ہے کہ میں دوسرے لوگوں کی طرح کبھی بھی اچھی مسیحی نہیں بن سکتی ہوں۔'' اُس نے کہا

''ڈیبر!، اگر ہم خُدا کی قبولیت کو 1 سے لے کر 10 درجہ تک رکھیں تو آپ خود کو کس نمبر پر رکھیں گی۔ میں نے پوچھا ''شاہد تیسرے نمبر پر، اُس نے جواب دیا۔ مزید کئی ہفتوں تک ہم اُس کے جواب کے بارے میں بات چیت کرتے رہے۔ یہ ایک اہم مسئلہ تھا۔ اگر آپ ہوتے تو اس سوال کا کیا جواب دیتے؟ وہ لوگ جو یہ مانتے ہیں کہ خُدا نے اُنہیں پوری طرح سے قبول نہیں کیا اُنہیں مشکل لگتا ہے کہ وہ خدا کی قربت کو حاصل کریں۔ یہ بات کسی کو سمجھانا آسان نہیں ہے۔ تو خود آپ بھی اُس سے کھنچ جاتے ہیں۔ ایسا صرف آپ نے 'محسوس' کیا ہے۔ کیا آپ نے اُن تک رسائی کی؟ اب یہ ایک بیج کی نشو ونما کے مخالف ہیں کہ آپ ایسا رشتہ بنا ہی نہیں پائیں گے جہاں آپ کو لگے کہ دوسرے شخص کو آپ کی زیادہ پرواہ نہیں ہے۔ اور یہی اُصول لاگو ہوگا اور وہ دوسرا شخص کوئی اور نہیں بلکہ خُدا ہو۔ شیطان کا ایک سب سے اہم ہتھیار یہ بھی ہے کہ وہ مسیحیوں کو یقین دلاتا ہے کہ خُدا ہمیشہ تمہیں دیکھ کر چڑ تا رہتا ہے۔ کیونکہ (اُسے تم زیادہ اچھے نہیں لگتے ہو)

بہت سے مسیحی روحانی احساسِ کمتری کا شکار ہو جاتے ہیں اس کے باوجود بھی کہ خُدا اپنے بچوں کے بارے میں بہت اعلیٰ خیالات رکھتا ہے۔ وہ خود اپنے بارے میں بہت گھٹیا رائے رکھتے ہیں۔ وہ سوچتے ہیں کہ خُدا کے فضل سے وہ نجات تو پا چکے ہیں لیکن پھر بھی وہ گنہگار ہیں اور

خُدا کے طرزِ زندگی کو اپنانے کے لئے اُنہیں اُس کی مدد چاہیے۔ کیا آپ بھی خود کو نجات یافتہ گنہگار سمجھتے ہیں۔ جو کہ اپنی صلاحیت سے خُدا کو خوش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس طرح میں نے مسیح میں اپنی شناخت کو پایا۔ مگر وہ ولگ جو یسوع کے وسیلہ سے خُدا کے پاس آتے ہیں خُدا کے نزدیک اُن کی شناخت بہت مختلف ہے۔

اب ان سب کی پہچان میں مشترک کیا ہے۔ مائیکل جارڈن ایک ایتھلیٹ ہے، سیٹو مارٹن ایک مسخرہ ہے۔ ویٹنی ہیوسٹن ایک گلوکار ہے۔ کیا کوئی بات ان سب میں مشترک ہے؟ ان تینوں کی صحیح پہچان ان کے رویہ پر منحصر ہے۔ یہ صرف مشہور لوگوں کی بات نہیں ہے جو اپنے کاموں سے پہچانے جاتے ہیں۔ اگر آج کوئی آپ سے پوچھے کہ آپ کون ہیں؟ آپ کا جواب کیا ہوگا؟ مجھے یقین ہے کہ آپ اُسے اپنا نام ہی بتائیں گے۔ لیکن اگر آپ سے آپکی شخصیت کے بارے میں کچھ پوچھا جائے تو آپ یقیناً وہی کچھ بتائیں گے جس کی وجہ سے آپ کی پہچان ہے۔ اور اگر آپ بھی عام لوگوں کی طرح ہیں تو آپ اپنے کاموں کا ہی ذکر کریں گے۔ مگر خُدا اس طرح نہیں دیکھتا وہ کسی کو رویئے سے نہیں بلکہ اُس کی پیدائش سے جانتا ہے۔
ایسا شخص جس کی پیدائش خُدا کے خاندان میں ہوتی ہے۔ وہ اپنی نئی پہچان بھی پا لیتا ہے۔(2 کرنتھیوں5:17)

پُولوس کہتا ہے کہ جو لوگ مسیح پر بھروسہ رکھتے ہیں وہ نئے مخلوق بن جاتے ہیں۔ لفظ مخلوق، خلق سے نکلا ہے۔ اس لفظ سے مطلب کسی ایسی چیز میں تبدیلی نہیں ہے جو پہلے سے موجود ہو۔ اس کا مطلب ہے کہ کسی چیز کو وجود میں لانا۔ خُدا صرف نجات دیتے وقت آپ کو تبدیل ہی نہیں کرتا۔ وہ آپ کو نئی پیدائش دیتا ہے! اب آپ وہ پہلے کی طرح نہیں ہیں بلکہ اب آپ مسیحی ہیں۔ اب آپ کو ایک نئی پہچان مل گئی ہے۔ کیونکہ اب آپ میں مسیح یسوع کی عقل

ہے۔ اِس سے ہرگز یہ مراد نہیں کہ وہ آپ کے دماغ کو آپ کے اندر سے نکال دیتا ہے بلکہ وہ آپ کے دماغ کو درست کر دیتا ہے اور پھر آپ اُس کے مطابق سوچنا شروع کر دیتے ہیں۔

اپنی نئی پہچان سے ملئے:

وہ شخص جو نجات یافتہ ہو کر پیدا ہوا وہ روحانی انسان ہے۔ خدا کی طرح انسان بھی تثلیثی شخصیت کا حامل ہے۔ خُدا تین شخصیات کا حامل ہے۔ اور آپ تین جسمانی اعضاء پر مشتمل ہیں: جسم، جان اور روح، آپ کا بدن شعوری ہے اور حواسِ خمسہ کے ذریعے اس کا پتہ چلتا ہے۔ آپ کیا جان ذہن، مرضی اور ہیجان ہیں۔ جان کے لئے دوسرا لفظ شخصیت ہے۔ جب آپ کی پیدائش اس دنیا میں ہوئی تو آپ کی روح مردہ ہوگئی لیکن جب خُدا نے آپ کو نجات دی تو نئی پیدائش کے وسیلہ سے وہ روح زندہ ہوگئی۔ آپ کی اصل پہچان آپ کی روح میں ملتی ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ ایک شخص وہ روح ہے جو کہ جان ہے اور جسم کے وسیلہ سے زندہ رہتی ہے۔

مسیح کو قبول کرنے سے پہلے آپ کی کوئی روحانی پہچان نہیں تھی۔ اسی لئے غیر نجات یافتہ اپنی پہچان بنانے کے لئے بہت جدوجہد کرتے ہیں، اُنہیں اپنی شناخت کی بھوک ہوتی ہے۔ لیکن ایک مطمئن شناخت جسمانی درجات سے حاصل نہیں وہتی اگرچہ اس بات کا نچوڑ کہ ہم کون ہیں ہمیں روح کے درجے سے ملتا ہے اور جو لوگ یسوع کو قبول نہیں کرتے وہ مردہ ہیں اور جو مسیح میں ہیں وہ زندہ ہیں۔

"اور اُس نے تمہیں بھی زندہ کیا جب آپ قصوروں اور گناہوں کے سبب سے مردہ تھے۔"

اب روح کو زندگی ملنے کا کیا ذریعہ ہو سکتا ہے؟ وہ تو خود خداوند یسوع مسیح ہی ہے!

جب کوئی توبہ اور ایمان سے اُس کے پاس جاتا ہے۔ خود پاک روح اُس انسان کی روح میں داخل ہو کر اُسے بدل دیتا ہے۔ یسوع کی اُس شخص کے اندر موجودگی کے وسیلہ سے اُسے نئی زندگی ملتی ہے۔ بس ہماری پہچان صرف اتنی ہی ہے کہ ہم مسیح میں ہیں! وہ ہماری زندگی بن جاتا ہے۔ (اعمال 28:17)

کیونکہ اُسی میں ہم جیتے، چلتے پھرتے اور موجود ہیں جیسا تمہارے شاعروں میں بھی بعض نے کہا ہے کہ ہم تو اُس کی نسل بھی ہیں۔"

جینا، چلنا، پھرنا اور حاصل کرنا زندگی کو بیان کرتا ہے۔ لیکن بائبل بتاتی ہے کہ ایمان داروں کے لئے صرف یسوع ہی ہے۔ کلیسوں 4:3 میں ہم پڑھتے ہیں کہ یسوع ہی ہماری زندگی ہے۔ اگر یسوع ہی ہماری زندگی کے انتہائی مدار پر ہے تو پھر یہ پہچان اُس سے کہیں زیادہ اعلیٰ ہے جتنی مسیحی کہتے ہیں۔

ایک ہلچل مچانے والے خاندان کے معاملات کو سمجھتے ہوئے خُدا میں نیا مخلوق ہونے کی حیثیت اور مسیح میں زندہ رہنے کے وسیلہ سے:

آپ ایک مقدس ہیں (1 کرنتھیوں 2:1) میں پُولس نے کرنتھیوں کے لوگوں سے مقدسین کے طور پر خطاب کیا۔ اُسے ضرور اُس پہچان کے بارے میں بتاتا تھا جو کہ نئی روحانی پیدائش سے پھوٹی تھی۔ لیکن اُن کا رویہ یقیناً مقدسوں جیسا نہ تھا۔ اُس نے صرف پہلے باب میں کہا کہ تم مقدس ہو، اور باقی سارے ابواب میں اس نے اِنہیں مقدسوں جیسا طرزِ زندگی اپنانے کی تلقین کی۔ کیونکہ خُدا ہی اُن کو مقدس بلاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ ہم گناہ آلودہ زندگی نہیں جیتے بلکہ خُدا نے ہمیں ایک طرف ہٹا کر مسیح کی فطرت کو ہم میں رکھ دیا ہے۔ آپ خُدا کی کاریگری ہیں۔ (افسیوں 10:2)

کیونکہ ہم اُس کی کاریگری اور مسیح یسوع میں اُن نیک اعمال کے واسطے مخلوق ہوئے جن کو خُدا نے پہلے سے ہمارے کرنے کے لئے تیار کیا تھا۔

آپ خُدا کی دستکاری ہیں اور اُس نے آپ کو ایک روحانی شاہکار بنا کر دنیا میں رکھا ہے۔

آپ راستباز اور پاک ہیں۔ آپ کو راستبازی کے پھل ملے ہیں۔ (رومیوں 17:5)

"کیونکہ جب ایک شخص کے گناہ کے سبب سے موت نے اُس ایک کے ذریعہ سے بادشاہی کی تو جو لوگ فضل اور راستبازی کی بخشش افراط سے حاصل کرتے ہیں وہ ایک شخص یعنی یسوع مسیح کے وسیلہ ہمیشہ کی زندگی میں ضرور ہی بادشاہی کریں گے۔"

خداوند یسوع خود راستبازی ہے۔ جب آپ اُسے قبول کرتے ہیں تو آپ کی روح راستبازی سے بھر جاتی ہے۔ آپ کی روحانی پہچان ہی اصل پہچان ہے۔ جب آپ غیر راستی کو اپناتے ہیں تو اصل آپ کو غیر منتقل بنا لیتے ہیں۔

آپ خُدا کو ہر حال میں قبول ہیں۔ (رومیوں 15:7)

"پس جس طرح مسیح نے خُدا کے جلال کے لئے تم کو اپنے ساتھ شامل کر لیا ہے اُسی طرح تم بھی ایک دوسرے کو شامل کر لو" کیوں مسیح نے آپ کو قبول کر لیا ہے اور وہ خُدا کو پوری طرح سے منظور ہے۔ اُسی کے وسیلہ سے آپ بھی منظورِ نظر ہیں۔ پھر آپ کو خُدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کچھ بھی بدلنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ کی منظوری اس لئے نہیں ہوئی کہ آپ کیا کرتے ہیں بلکہ اس لئے ہوئی کہ آپ کون ہیں۔

یہاں پر برف کے تودے کی ایک مثال ہے۔ آپ سوچ رہے ہوں گے "کہ میں تو کسی مقدس کی طرح محسوس نہیں کرتا۔ میں خود کو کوئی آسمانی شاہکار نہیں سمجھتا۔ میں یقیناً

راستبازی کو پورا نہیں کر پاتا۔ مجھے نہیں لگتا کہ خُدا نے مجھے قبول کیا ہے۔" میں جانتا ہوں کہ آپ کیسے محسوس کر رہے ہیں۔ تو پھر آپ کس بات پر یقین کرتے اپنی سچ پر یا پھر مسیح کے کلام پر۔ شیطان بہت سے مسیحیوں کو یہ یقین دلا رہا ہے کہ تم مسیح میں نیا مخلوق نہیں ہو۔ اُس نے اُنہیں بتایا ہے کہ تمہیں صرف نئے مخلوق کی حیثیت سے عمل کرنا چاہیے۔ کیونکہ یہ تمہارا مسیحی فرض ہے۔

لیکن خُدا ہرگز ایسا نہیں چاہتا اُس نے کہا ہے کہ آپ نیا مخلوق ہیں۔ جب آپ حقیقی ایمان پر یقین لاتے ہیں تو پھر سمجھ جاتے ہیں کہ آپ کو اعمال کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ آپ صرف آپ ہی ہیں۔ آپ یسوع کی فطرت کو اپنی روح سے بہنے اور اپنی شخصیت کے ذریعے اور اپنی زندگی سے ظاہر کرتے ہیں۔ بالکل ایسے دریا کی طرح جس سے آبِ حیات بہتا ہے جو کہ یسوع کہتا ہے کہ کسی کے انتہائی اندرونی شخصیت سے بہتا ہے۔

تو پھر میں ویسا عمل کیوں نہیں کرتا جیسا میں ہوں؟

اُن لوگوں کو یاد کریں جنہوں نے ہپنو ٹائز ہونے کے بعد جانوروں جیسی حرکتیں کیں۔ اُنہوں نے ایسا اس لئے کیا کیونکہ انہوں نے عارضی طور پر اپنے بارے میں کسی جھوٹ کو مان لیا تھا۔ جب اُن کو اُس کیفیت سے باہر نکالا گیا تو وہ پھر پہلے کی طرح ہی تھے۔

کیوں راستباز بھی ناراستی کے کام کرتے ہیں؟ کیوں خود مسیحی اپنی ہی ذات کے تسخیر کے لئے گناہ کا سہارا لے کر جدوجہد کرتے ہیں۔ ایسا اس لئے ہے کہ اُنہوں نے ایک جھوٹ کو مان لیا ہے۔ شیطان، ایک عظیم دھوکے باز ہے اُس نے اُنہیں یقین دہانی کرا دی ہے کہ آپ اپنی انسانیت کے مدار سے گنہگار ہی ہیں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ پہلے تو وہ بچے ہوئے تھے مگر اب نہیں بچ پائیں گے!

اگر وہ ہپنوٹسٹ اُن کی کیفیت سے جگا کر اُنہیں یہ سچ نہ بتاتا کہ تم بندر، کتا، بلی نہیں ہو

تو وہ ان حرکات کو جاری رکھتے۔ آج بھی بہت سے مسیحیوں کو جاگنے کی ضرورت ہے۔

کیا آپ بھی ایک جھوٹی شناخت کے ساتھ زندہ رہنے کے لئے ہپناٹائز ہو چکے ہیں تو پھر آپ خود کو ایک نجات یافتہ گنہگار سے زیادہ کچھ نہیں سمجھتے جو کہ خدا کو خوش کرنے کی کوشش میں لگا ہے۔ آج اِس سچائی کو جانئے اور جاگ جائیں۔ کہ آپ صرف ایک گنہگار نہیں ہیں جسے فضل سے بچایا گیا ہے۔ آپ ایک ایسے مقدس ہیں جس کی زندگی کا مرکز خود یسوع ہے۔ ایک گنہگار جو صرف فضل سے بچایا گیا ہو شیطان کی طرف دفاعی رویہ رکھتا ہے۔ جو شخص یہ جانتا ہے کہ وہ مقدس ہے اُس کا مخالف ہے۔

باب جارج نے اِس سچائی کو اس مثال سے پیش کیا ہے۔ سوچئے اگر کوئی بادشاہ زناکاری پر معافی کی مدت کو بڑھا دے۔ اگر آپ کوئی زانیہ ہوں تو آپ کے لئے یہ خوشخبری ہو گی جی ہاں کیونکہ آپ کو نہ گناہ کی فکر، معافی اور جرم کی سزا پانے کا ڈر ہوگا تو پھر زناکاری کی معافی ایک خوشخبری ہوئی، لیکن یہ ضروری نہیں کہ اِس مدت کو بڑھا دینے کے اعلان سے کسی زانی یا کسی کے طرزِ عمل میں کوئی تبدیلی آ جائے۔ لیکن اگر بادشاہ کسی کسی کو خود آ کر زنا سے معاف کرنے کی بجائے یہ کہے کہ تم مجھ سے شادی کر کے میری بیوی بن کر رہو۔ تو پھر یہ سوچنے کی بات ہے بادشاہ کہ یہ بات یقیناً کسی کو تبدیلی پر مجبور کر دے گی۔ کیونکہ ایک کسی زانیہ سے ملکہ کا درجہ کہیں زیادہ اور باعزت ہے۔ ملکہ بن کر نئی پہچان پانے کی خواہش ضرور اُسے اپنا طرزِ زندگی چھوڑنے پر مجبور کر دے گی۔

جب آپ مسیح کو قبول کرتے ہیں تو شاید آپ کو لگتا ہے کہ آپ کے گناہوں کی معافی ہوگئی ہے۔ لیکن کیا صرف معافی آپ کو متحرک کرنے کے لئے کافی ہے کہ آپ اپنا رویہ بدل سکیں؟ بائبل بتاتی ہے کہ ہم مسیح کی دُلہن ہیں، اور یہی رشتہ ہماری نئی پہچان بن جاتا ہے۔ مسیح میں

ہماری شناخت کی پوری سمجھ ہمیں متحرک کرتی ہے ہم گناہ کی طرف اپنا رویہ بدل سکیں۔

اب اُن چاروں ہپنوٹائزڈ لوگوں کی طرف واپس چلتے ہیں۔ جو اُس کیفیت سے باہر آ کر سوچنے لگے کہ ہم کیسی حرکات کر رہے تھے تو یہ اُنہیں بیوقوفی لگی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ لوگ جو مسیح میں اپنا شناخت پا چکے ہیں کبھی مُڑ کر دیکھیں تو شاید دوبارہ گناہ سے لُطف اندوز ہونے کی کوشش کریں۔ لیکن اگر وہ ایسا کریں تو اُنہیں پتا چلتا ہے کہ اُن کا رویہ غیر مستقل ہے اُن کے اعمال اور کردار میں تضاد ہے اور ایسا تب تک ہوگا جب تک وہ اپنی آنکھیں کھول کر نہ سوچیں کہ ”ایسا کرنا میرے لئے موزوں نہیں ہے۔“

یہ ضروری ہے کہ آپ خود کو ویسا ہی پائیں جیسا خُدا آپ کو دیکھتا ہے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ ایک سُنڈی میٹامورفوسس کے عمل سے گزر کر تتلی بن جاتی ہے۔ ایک سُنڈی اپنے اردگرد خول (Cocoon) بناتی ہے اور پھر تھوڑے عرصہ کے بعد ایک تتلی میں بدل جاتی ہے۔

اگر آپ اُس تتلی کو دیکھیں تو وہ آپ سے کبھی نہیں کہے گی ارے سب ادھر دیکھو ”میں ایک کیڑے سے خوبصورت تتلی میں بدل گئی ہوں!“ کیوں نہیں؟ آخر وہ تھی تو ایک کیڑا ہی لیکن وہ ”بدل“ گئی تھی اور اب وہ ایک نیا مخلوق تھی اور اب آپ یہ نہیں سوچتے کہ وہ پہلے کیا تھی۔ آپ اُس کی موجودہ حالت کو دیکھتے ہیں اور وہ ہے ایک خوبصورت تتلی بالکل اسی طرح خُدا آپ کو مسیح میں اپنے نئے مخلوق کی حیثیت سے دیکھتا ہے۔ اگرچہ آپ نے ہمیشہ ایک خوبصورت تتلی کی طرح عمل نہیں کیا ہے، شاید آپ کسی ایسے پھول پر بیٹھ جائیں جہاں آپ کو نہیں ہونا چاہیے یا پھر شاید آپ بھول گئے ہوں کہ آپ تو ایک تتلی میں بدل چکے ہیں۔ لیکن پھر بھی اپنے پرانے دوستوں کے ساتھ جو کہ کیڑے مکوڑے ہیں پھرتے رہیں۔ اب سچ تو یہ ہے کہ آپ دوبارہ کبھی کیڑے میں تبدیل نہیں ہو سکتے!

چند ہفتوں کے بعد میں نے ایک کربناک ہیجانی کیفیت کا تجربہ کیا اور پھر خُدا نے مجھے میری پہچان کے بارے میں بتانا شروع کیا۔ یہ سمجھنا آسان تھا کہ اُس نے کس طرح مجھے ایک تتلی میں تبدیل کیا۔ اب میں کوئی معمولی کیڑا نہیں تھا! اب اس سے ہرگز یہ نظریہ نہیں نکلتا کہ اپنی شناخت کو پہچاننے کے بعد آپ گناہ سے پاک زندگی گزاریں گے۔ اسی طرح اگر اب مجھ سے کوئی گناہ ہو جائے گا تو میں فوراً اپنی اُس غلطی کو سمجھ جاؤں کہ گناہ اور میری نئی شناخت ایک دوسرے کی ضد پر ہیں۔ خُدا میں اپنے آپ کو پہچاننے سے قبل میں نے جب بھی گناہ کیا ایک مزاحمت کو محسوس کیا۔ اب بائبل ہمیں بتاتی ہے کہ جو لوگ یسوع میں اپنی شناخت رکھتے ہیں اُن کی کوئی مذمت نہیں کرتا۔ خُدا کی طرف سے ساری مذمت جو ہمارے گناہوں کے مخالف تھی اب یسوع پر اُنڈیل دی گئی ہے۔ سو اب میں اُس مزاحمت کو محسوس نہیں کرتا ہوں۔ مگر اب پاک روح نے بڑی سادگی سے میری حماقت سے مجھے روشناس کرایا ہے۔ مجھے میری شناخت یاد دلائی گئی اور ساتھ ہی یہ احساس بھی اپنے گناہوں کو بھول کر اُس طرح سے جیئو جو کہ آپ ہو۔ ایک مکمل پاک، مقبول اور نجات یافتہ مقدس!

اگر آپ کو خود کو ایک مقدس سمجھنے میں کوئی دشواری ہوتی ہے آپ کو اپنے ذہن کو نیا بنانے کی ضرورت ہے۔ خُدا کے کلام کے وسیلے س۔ مشہور خادم ہیری آئرن سائیڈ ایک دفعہ کسی سے اُن لوگوں کی فہرست پر بات کر رہا تھا جنہیں تاریخ میں باقاعدہ مقدس ہونے کا درجہ حاصل ہے۔ آئرن سائیڈ نے اُس شخص سے پوچھا "کیا آپ کبھی کسی مقدس سے ملے ہو"؟ "اوہ کبھی نہیں!" اُس نے جواب دیا "لیکن یہ کتنا سنسنی خیز ہوگا!" آئرن سائیڈ نے جواب دیا "آپ سے مل کر انتہائی خوشی ہوئی، مجھ سے مئیے میں ہوں مقدس ہیری" اور وہ درست کہہ رہا تھا۔ نئے عہد نامہ میں مسیحیوں کو 62 بار مقدس کہا گیا ہے۔ کیا آپ اِس حقیقت کو مان لیں گے یا پھر رد کر

دیں گے؟ آپ گنہگار تھے، خُدا سے جدا تھے لیکن اب تو آپ ایک مقدس ہیں۔ اونچی آواز سے کہیں، کہ میں مقدس ہوں" کہ ایسا بولتے وقت آپ کو لگا کہ آپ کا منہ ٹیڑھا یا زبان لڑکھڑا رہی ہے۔ بولتے رہیے جب تک کہ آپ آسانی سے یہ جملہ بولنے کے قابل نہ ہو جائیں۔ خُدا کے کلام کی سچائی پر یقین کریں۔ کہ آپ ایک مقدس ہیں۔

ایک ایسی تتلی جو کہ معمولی کیڑے کی طرح رہے گی:

پرانے عہد نامہ میں ایک کہانی ہے جو کہ واضح طور پر بتاتی ہے کہ خُدا ہمیں ہماری نئی پیدائش کے وسیلہ سے پہچانتا ہے نا کہ ہمارے کاموں سے۔ ابرہام کا ایک بھتیجا لوط تھا جو کہ کسریوں کے حور سے ابرہام کے ساتھ ہی نکلا تھا۔ اب نوجوان لُوط ایک اچھا دولتمند شخص تھا بائبل بتاتی ہے کہ اُس کے پاس بہت سا مال مویشی خیمے وغیرہ تھے۔ جب اُنہوں نے اکٹھے سفر کرنا شروع کیا تو ابرہام اور لوط کے نوکروں کے درمیان جھگڑا ہونے لگا جو کہ گلہ بانی کرتے تھے۔ آخر کار ابرہام نے لوط کو بلا کر کہا اُن دونوں کو اپنے اپنے راستے جانا چاہیے۔ اُس نے لوط کو یہ حق دیا کہ وہ خود اپنے لئے جگہ کا چناؤ کر لے۔ (پیدائش 13 باب 10-11 آیت)

"تب لوط نے آنکھ سے اُٹھا کر یردن کی ساری ترائی پر جو ضفر کی طرف ہے۔ نظر دوڑائی کیونکہ وہ اِس سے پیشتر کہ خُدا نے سدوم اور عمورہ کو تباہ کیا خداوند کے باغ اور مصر کے ملک کی مانند خوب سیراب تھا۔ سو لوط نے یردن کی ساری ترائی کو اپنے لئے چن لیا اور وہ مشرق کی طرف چلا اور وہ ایک دوسرے سے جُدا ہو گئے۔"

لوط اپنا مال، مویشی، نوکر چاکر اور اپنے خاندان کو لے کر سدوم اور عمورہ کو چلا گیا۔ اُس کی فیصلہ یا چناؤ کی بنیاد صرف سرمایہ کاری پر تھی۔ یہی اُس کی سب سے بڑی غلطی تھی۔

اب لوط اور اُس کا سارا گھرانہ بالکل اُسی ثقافت میں گھل مل گئے۔ لوط کے طرزِ زندگی

سے صاف ظاہر ہے کہ وہ صرف خود پرست شخص تھا۔اُس کے گناہوں کا ایک گہرا ثبوت اِس بات سے ملتا ہے جہاں پیدائش 36:19 آیت میں ہم پڑھتے ہیں کہ اُس کی دونوں بیٹیاں اپنے ہی باپ سے حاملہ ہوئیں۔مگر اُس کے اس رویہ کے باوجود پیدائش 19 باب میں خداوند نے اُسے کہا کہ وہ اپنے گھرانے کو لے کر صدوم اور عمورہ سے نکل جائے کیونکہ خداوند اُسے برباد کرنے کو تھا۔ پھر بھی لوط کے خاندان سے اسے سنجیدگی سے نہیں سمجھا۔انہیں خداوند کی طرف سے آنے والی قیامت کی بات لوط کے منہ سے عجیب لگی۔اور پھر اُس کی بیوی اور بیٹیوں کو تو بالکل آخری لمحہ میں ہاتھ سے کھینچ کر باہر نکالا گیا۔ذرا سی دیر میں ہی خداوند اُس علاقہ کو آگ اور گندھک سے برباد کرنے کو تھا آپ سب جانتے ہیں کہ پھر کس طرح لوط کی بیوی نے پیچھے مُڑ کر دیکھا اور وہ نمک کا ستون بن گئی۔

آپ اِس شخص کے کردار کو بیان کرنے کے لئے کیا کہیں گے۔کیا آپ جانتے ہیں کہ خُدا اُس کے بارے میں کیا سوچتا ہوگا؟

''اور راستباز لوط کو جو بے دینوں کے ناپاک چال چلن سے رہائی بخشی (چنانچہ وہ راستباز ان میں رہ کہ انکے بے شرع کاموں کو دیکھ دیکھ کر اور سُن سُن کر گویا ہر روز اپنے سچے دل کو شکنجے میں کھینچتا تھا۔''(2 پطرس 2 باب 7:8)

خداوند کس طرح سے اِس شخص کو راستباز کہے گا۔ پرانا عہد نامہ میں خداوند نے ایمانداروں کے ایمان کا جواب راستبازی دے کر دیا۔(رومیوں 4 باب 3 آیت) میں ہم سیکھتے ہیں کہ

''کتابِ مقدس کیا کہتی ہے؟ یہ کہ ابراہام خدا پر ایمان لایا اور یہ اُس کے لئے راسبتازی گنا گیا''

کیا اس طرح سے گناہ آلودہ رویہ کی معافی ہوسکتی ہے؟ ہرگز نہیں!لوط سے پوچھئے کہ جب وہ آسمان پر گیا تو کیا اُس کے گناہ اس لائق تھے۔میں پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ لوط کہے گا کہ میں احمق تھا!اُس نے ویسا عمل نہیں کیا جیسا وہ بنایا گیا تھا۔چلیں اب لوط کو تھوڑی نرمی سے دیکھتے ہیں آخر خدا نے بھی تو اُس پر اتنا رحم کیا وہ تو پرانا عہد نامہ کے زمانہ میں تھا۔لوط نے بھی آج کے مسیحی کی طرح یسوع کو اپنے اندر رہنے نہیں دیا۔اب آج کے ایماندار اور لوط کے درمیان بہت فرق ہے۔اُس نے پرانے عہد کے مقدسین کو تو صرف راستبازی کے کام پورا کرنے کو دی مگر آپ کے ساتھ تو اُس نے راستبازی تو شرعی آزمائش کے بعد دی گئی لیکن آپ کو یہ راستبازی یوں ہی مل گئی ہے۔اب اس فضل کے دور میں مسیحیوں کو یسوع کی راستبازی بلا جواز دی گئی ہے۔لوط کو تو وہ راستبازی قرض خواہ کی طرح لینا پڑی مگر آپ کے اندر اس راستبازی کو تخلیق کیا گیا ہے جب آپ نجات یافتہ ہوگئے۔اس جھوٹ پر یقین نہ کریں کہ آپ اب بھی ایک معمولی سا کیڑا ہیں۔بلکہ آپ ایک حسین تتلی میں بدل چکے ہیں۔آج آپ کے پاس بھی لوط کی طرح احمقانہ رویہ کو چُننے کے بھرپور مواقع ہیں۔لیکن بھلا آپ ایسا کیوں کریں گے؟ یاد رکھیں کہ آپ کون ہیں!آپ کی شناخت آپ کی پیدائش کے وقت سے بنا دی گئی ہے نہ کہ آپ کے اعمال سے کیوں بھلا ایک حسین تتلی پھولوں پر بیٹھنے کی بجائے کیچڑ میں رہے گی؟ جب خُدا نے میری شناخت کا بھید مجھ پر آشکارا کیا تو یقیناً میں ہل کر رہ گیا۔زندگی میں پہلی بار،مسیحی ہونے کی حیثیت سے میں نے خود کو اُس نظر سے دیکھا جیسے خُدا مجھے دیکھتا ہے۔کیا کبھی لآپ ایسے مقام تک پہنچے ہیں؟ لیکن اگر اب آپ ایک نئے مخلوق کی حیثیت سے رہ رہے ہیں تو پھر آپ کی پرانی انسانیت کا کیا ہوا؟اب اس بات کا جواب تو کہانی کا سب سے مزے دار پہلو ہے۔

چوتھا باب:

ایک بوڑھا مردہ شخص

شاید آپ نے کبھی ایک (Building) بُل ڈاگ اور (Terrier) ٹیریئر کی کہانی سنی ہوں جو ہر وقت لڑتے رہتے تھے۔ جو بُل ڈاگ تھا وہ مسلسل اچھی خوراک کھانے کی وجہ سے طاقتور تھا جبکہ ٹیریئر کمزور تھا کیونکہ وہ بہت کم کھاتا تھا۔ سو جب بھی یہ کتے آپس میں لڑتے بُل ڈاگ ہمیشہ ہی جیت جاتا تھا۔ اب آپ کیا کریں گے اگر آپ چاہتے ہیں کہ ایک ٹیریئر ہمیشہ ہی جیت جائے اور بُل ڈاگ ہار جائے؟ آپ ٹیریئر کو بہت عمدہ خوراک دیں گے اور بُل ڈاگ کو تقریباً بھوکا مار دیں گے! اس طرح ٹیریئر طاقتور اور بُل ڈاگ کمزور ہو جائے گا۔ اس کہانی سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ ایک مسیحی زندگی میں نئی اور پرانی انسانیت ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ دونوں فطرت ایک دوسرے کے مخالف ہیں۔ اگر آپ ٹیریئر (اپنی نئی فطرت) کو بُل ڈاگ (اپنی پرانی فطرت پر) غالب لانا چاہتے ہیں تو پھر آپ کو نئی انسانیت کی پرورش کرنی ہے اور پرانی انسانیت کو بھوکا مارنا ہے۔ اب اس کہانی میں تھوڑا سا جھوٹ شامل ہے اور یہ اُن لوگوں کو بھٹکا سکتی ہے جو کہ اِسے سچ مان لیں گے اور وہ جھوٹ یہ ہے کہ وہ بُل ڈاگ (پرانی انسانیت) مر گیا بلکہ مار دیا گیا۔

جب خُدا نے مجھے میری مسیحی پہچان کے بارے میں بتانا شروع کیا۔ اپنی پرانی انسانیت کے مردہ ہو جانے کی حقیقت کو ماننا میرے لئے اتنا سہل نہیں تھا یہاں تک کہ میں نوشتہ سے بھی جانتا تھا کہ میری پرانی انسانیت مسیح کے ساتھ مصلوب ہو چکی ہے۔ مجھے لگا کہ میری پرانی انسانیت تو بہت حد تک زندہ ہے۔ جبکہ سچ یہی ہے کہ پرانا سٹیو۔ جو کہ میں پہلے تھا۔ نجات پانے کے بعد مر چکا ہے۔ میں نے اس سچائی کے ساتھ بڑی دھینگا مشتی کی۔ اور یہاں تک کہ خُدا کے

بھید کو پا لینے کے باوجود بھی میں نہیں مانتا تھا کہ یہ سچ ہے۔ میں خود کو باکسر (Boxer) سمجھنے لگا جو میدان میں ایک بہت بلند مخالف شخص کے سامنے کھڑا ہے۔ ہر راؤنڈ میں مار کھاتا ہے۔ اور پھر اُس کا اُستاد حوصلہ بڑھاتا اور کہتا ہے واپس جاؤ اور اُسے مار دو۔ ابھی تو اُس نے تمہیں ہاتھ بھی نہیں لگایا۔ اور آخر کار باکسر نے اپنے اُستاد سے کہا کہ "اب تم ریفری کو دیکھو، کیونکہ کسی نے میرے اندر سے نکل کر ابلیس کو مارا ہے۔"

اب اس احساس سے مانوس ہوں کیا آپ نہیں ہیں؟ پرانی انسانیت کے مردہ ہونے کی بات آپ کو پریشان کر دیتی ہے۔ اب اگلا باب جسم اور ایک مسیحی پر اس کے بار بار حملے کے بارے میں ہے۔ اپنی پرانی انسانیت کے بارے میں آپ کیا مانتے ہیں شاید وہ واحد عظیم حقیقت ہے جس سے آپ کی روحانی فتح کے درجہ کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

آپ کی فطرت کیا ہے؟

ولبیٹر ڈکشنری کے مطابق فطرت "کسی چیز کا اہم کردار یا پیدائشی کردار" آپ کا مسیحی کردار یا فطرت پھر کیسی ہونی چاہیے؟ اپنے دل کی گہرائی سے، اپنی روح سے اور اپنے کردار سے آپ اپنے خُدا کو جلال ہی پہنچانا چاہتے ہیں۔

ٹونی میرے پاس آیا اپنی بھول کو سدھارنے کے لئے جو اُس نے کالج سے موسم کی تعطیل کے دوران کی تھی۔ میں نے یسوع کو قبول کیا، اور پچھلے سال نئی پیدائش پانے کے باوجود مجھے اپنی آزمائشوں پر قابو پانے کی جدوجہد کرنا پڑتی ہے۔ اُس نے بتایا کہ کس طرح وہ گناہ میں گر گیا۔ اُس کے حالیہ چھٹیوں کے دوران کالج کے چند دوستوں کے ساتھ وہ ڈےٹونا کے ساحل پر چلا گیا (Daytona Beach) کبھی میں سوچتا ہوں کہ کیا میں واقعی تبدیل ہو چکا ہوں۔" ٹونی نے کہا

ٹونی: اب تم نشہ کرنے کے بعد کیسا محسوس کر رہے ہو؟ میں نے پوچھا ''انتہائی کربناک'' اُس نے دھیرے سے جواب دیا اور وہ زمین کو گھورتا رہا'' کیا آپ نے مسیحی ہونے سے پہلے نشہ بازی کو اتنا بُرا سمجھا'' میں نے بات کو جاری رکھتے ہوئے کہا نہیں مجھے پہلے نشہ کرنا کبھی بُرا نہیں لگا کیونکہ مجھے لگتا تھا کہ میرا ایسا کرنے سے کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ کیا آپ کو پتہ ہے کہ اب آپ کیوں بُرا محسوس کر رہے ہیں۔ اپنی نئی پیدائش کے وسیلہ سے اب یہ آپ کی فطرت نہیں رہی کہ آپ نشہ آور چیزوں سے لطف اندوز ہوں۔'' پرانے ٹونی کو شاید نشہ آور اشیاء اچھی لگتی ہوں لیکن اب نئے ٹونی کی یہ سب اس لئے پسند نہیں کہ نئے اور پرانے انسان میں فرق ہے۔ جب کوئی مسیح پر بھروسہ کرتا ہے تو پھر وہ گناہ سے لُطف اندوز نہیں ہوتا۔ لیکن جب گناہ سے حاصل شدہ مختصر خوشی موقوف ہو جاتی ہے تو ہم خالی پن اور پچھتاوا محسوس کرتے ہیں۔ کیا آپ نے گناہ کرتے ہوئے اِسے محسوس کیا؟ اگر یہ سچ نہیں ہے تو پھر آپ اپنے اندر ایسی کشمکش محسوس نہ کرتے۔ اگر آپ کی بنیادی فطرت ہی گناہ آلودہ ہے۔ تو پھر آپ کو گناہ کرنا ہرگز بُرا نہیں لگے گا۔ پھر چاہے آپ کتا بن کر بھونکتے رہیں یا مرغی بن کر انڈے دیں۔ جو بھی ہو آپ گناہ میں راحت محسوس نہیں کریں گے۔ کیونکہ اب آپ کی فطرت ویسی ہی نہیں رہی جیسی پہلی تھی۔ اب آپ کی نئی انسانیت کا مرکز یسوع ہے۔ آپ پرانی فطرت کے ساتھ گناہ میں مردہ تھے۔ نجات قبول کرنے سے پہلے آپ کی فطرت گناہ آلودہ تھی۔ اُس وقت آپ کی زندگی کا مرکز آدم تھا۔ آپ خُدا کے لئے مردہ تھے۔ جب سے آپ نے خُدا کو قبول کیا ہے۔ اب بھی آپ کی ایک ہی فطرت ہے پر اب یہ آدمی سے جُڑی ہوئی نہیں ہے۔

آپ مسیحی ہیں اور آپ کا کردار خود مسیح ہے۔

2 پطرس 1 باب 4 آیت ''جن کے باعث اُس نے ہم سے قیمتی اور نہایت بڑے

وعدے کئے تاکہ اُن کے وسیلہ سے تم اُس خرابی سے چھوٹ کر جو دنیا میں بری خواہش کے سبب سے ہے۔ ذاتِ الٰہی میں شریک ہو جاؤ۔''

برائے مہربانی یہ یاد رکھئے کہ خدا کی مرضی ہرگز یہ نہیں ہے کہ وہ اپنی پاک روح کو کسی انسان کی پرانی انسانیت سے جوڑ دے۔ اُس کا کوئی ارادہ نہیں ہے کہ وہ ایسے بچوں کو جنم دے جو آدھے شیطان اور آدھے خُدا کے فرزند ہوں۔ (متی 12 باب 25 آیت) اُس نے اُن کے خیالوں کو جان کر اُن سے کہا جس بادشاہی میں پھوٹ پڑتی ہے وہ ویران ہو جاتی ہے اور جس شہر یا گھر میں پھوٹ پڑے گی وہ قائم نہ رہے گی۔''

خُدا آپ کی شکست کو یقینی نہیں بنائے گا اور وہ آپ کے گھرانے کو آپ کا مخالف نہیں بنائے گا۔ کبھی مجھے بھی ایسا لگتا ہے کہ میرے گھر میں پھوٹ پڑی ہے۔ مگر خُدا نے ہماری شکست کو یقینی بنانے کا کوئی ارادہ نہیں کیا۔ اُس کا کلام ہی میرے اندر گھر رکھتا ہے۔ اور میرے گھر میں پھوٹ نہیں ہے۔

آپ کی دو شخصیات یا فطرتیں نہیں ہو سکتی ہیں۔ جو فطرت آپ کی ہے وہ مسیح کی ہے پھر اُس پرانے انسان کا کیا ہوا؟

پرانا آدمی مر گیا!

پولوس نے اکثر پرانی گناہ آلودہ فطرت کو بتانے کے لئے پرانے آدمی کا لفظ استعمال کیا۔ اب چونکہ ہماری صرف ایک ہی فطرت ہے تو پھر سوال یہ ہے کہ پرانے آدم کا کیا ہوا؟ آیئے 2 کرنتھیوں 5 باب 17 آیت اس لئے اگر کوئی مسیح میں ہے تو وہ نیا مخلوق ہے پرانی چیزیں جاتی رہیں دیکھو وہ نئی ہو گئیں۔

ہم پہلے ہی اِس بات کو جان گئے ہیں کہ خداوند یسوع کو قبول کرنے اور نجات پانے

سے ایک نیا مخلوق پیدا ہوا ہے۔ تو پھر پرانے انسان کا کیا ہوا۔ پولوس کہتا ہے کہ ''پرانا آدم مر گیا'' آپ سب جانتے ہیں کہ کیا ہوتا ہے جب کوئی مر جاتا ہے۔ اب ہماری انسانیت مر چکی ہے اور پھر کبھی واپس نہیں آئے گی۔ شاید آپ نے کبھی یقین ہی نہیں کیا کہ آپ کی پرانی انسانیت مر گئی ہے۔ لیکن صرف ایک لمحہ کے لئے ذرا خود سے پوچھئے: کیا یہ حیرت انگیز نہیں ہے کہ میری پرانی گناہ آلودہ فطرت مر چکی ہے؟

اب یہی بات تو پُر جوش ہے کیونکہ بائبل بتاتی ہے کہ پرانا آدم مر گیا ہے!

یسوع کے ساتھ مصلوب ہونا:

(گلتیوں 2 باب 20 آیت) ''میں مسیح کے ساتھ مُصلوب ہوا ہوں اور اب میں زندہ نہ رہا بلکہ مسیح مجھ میں زندہ ہے اور میں جو اب جسم میں زندگی گزارتا ہوں تو خدا کے بیٹے پر ایمان لانے سے گزرتا ہوں جس نے مجھ سے محبت رکھی اور اپنے آپ کو میرے موت کے حوالہ کر دیا۔''

جب پولوس نے کہا کہ وہ یسوع کے ساتھ مر گیا اُس نے ماضی کی بات کی جب کہ مصلوبیت کا یونانی مطلب فعل جاری ہے جو کہ اشارہ کرتا ہے کہ یہ ایک تاریکی عمل ہے جو آج بھی جاری ہے۔ پھر پولوس کہتا ہے کہ ''یہ میں نہیں ہوں جو کہ زندہ ہے'' اب اِس سچائی سے کوئی بھی انکار نہیں کرسکتا ہے۔ جب مسیح کیساتھ مصلوب ہوئے اور اب زندہ نہیں رہ سکتے۔ پولوس کس کی بات کر رہا تھا ''کہ میں مصلوب ہوا اور اب میں مردہ ہوں؟ وہ اپنی پرانی انسانیت کی بات کرتا ہے۔ ہمارا پرانا آدم تو یسوع کے ساتھ ہی تقریباً 2000 سال پہلے مصلوب ہو گیا اور مر گیا۔ پولوس کہتا ہے کہ پرانی انسانیت ہمیشہ کے لئے مر گئی۔ اور دوبارہ واپس نہیں آئے گی۔ اب جو زندگی تخلیق ہوئی ہے وہ تو کسی بھی طرح خود یسوع کے جینے سے کم نہیں ہے!

ہم گناہ کے اعتبار سے مر گئے!

یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جو گناہ کے اعتبار سے مر گیا وہ پھر سے گناہ کرنے لگے اور کیا آپ نہیں جانتے کہ جن لوگوں نے مسیح کے نام کا بپتسمہ لیا وہ اُس کے ساتھ مصلوب بھی ہوئے تھے؟

(رومیوں 6 باب 8-6-3-2)

2-3 ''ہرگز نہیں ہم جو گناہ کے اعتبار سے مر گئے کیونکہ اُس میں آئندہ کو زندگی گزاریں کیا تم نہیں جانتے کہ ہم جتنوں نے یسوع میں شامل ہونے کا بپتسمہ لیا تو اُس کی موت میں شامل ہونے کا بپتسمہ لیا۔''

8-6 ''چنانچہ ہم جانتے ہیں کہ ہماری پرانی انسانیت اُس کے ساتھ اس لئے مصلوب کی گئی کہ گناہ کا بدن بیکار ہو جائے تا کہ ہم آگے کو گناہ کی غلامی میں نہ رہیں کیونکہ جو موا وہ گناہ سے بری ہوا پس جب ہم مسیح کے ساتھ موئے تو ہمیں یقین ہے کہ اُس کے ساتھ جئیں گے بھی۔''

دیکھیں کہ کتنی دفعہ ان آیات میں کہا گیا کہ ہم مسیح کے ساتھ مصلوب ہوئے۔ ہمارا کونسا حصہ مر گیا؟ ہمارے اندر کا پرانا انسان اب یہ گناہ آلودہ زندگی ہماری تب ہی تھی جب ہم نے مسیح کو قبول نہیں کیا۔ ڈاکٹر مارٹن لوئے یڈ جونز نے ان آیات کو اِس طرح بیان کیا۔

یہ میرے ایمان کا سب سے پر مسرت، پر اعتماد اور پر جلال حصہ ہے، ہم کبھی اپنی پرانی انسانیت کو مصلوب کرنے کے لئے نہیں بلائے گئے تھے۔ کیوں؟ لیکن یہی تو ہو چکا ہے۔ اسی لئے نوشتوں میں کسی کو پرانی انسانیت کو مصلوب کرنے کی دعوت نہیں دی گئی نہ کہیں یہ کہا گیا ہے کہ آپ پرانے انسان کو رخصت کر دیں وہ تو پہلے ہی روانہ ہو چکا ہے۔ اس بات سے بے خبر کہ آپ اس طرح ابلیس کو دھوکا دینے اور بہکانے کی اجازت نہیں دے سکتے، سمجھ جائیں کہ ''پرانا انسان'' جا چکا ہے۔ پرانی انسانیت سے چھٹکارا پانے کا تو صرف یہی ایک طریقہ ہے۔ یہ نئے

عہد نامہ کی پاکیزگی کی نئی تعلیم ہے۔ ساری مصیبت یہ ہے کہ نئے عہد نامہ کے مطابق ہم یہ نہیں جانتے کہ ہم کیا ہیں۔ اور اسی طرح اپنے پرانے کردار سے پیچھا چھڑانے میں ناکام رہتے ہیں اور اُن ہی پرانے کاموں کو جاری رکھتے ہیں۔ اُس کی زندگی موقوف ہوئی۔ اب پرانا آدم ہمارے ساتھ نہیں ہے۔ اگر آپ مسیح ہیں تو پھر پرانا آدم زندہ نہیں ہے۔ اُس کی کوئی حقیقت نہیں اب آپ مسیح ہیں۔

پرانی زندگی لے لی گئی:

کلسیوں 2 باب 11 آیت: اُسی میں تمہارا ایسا ختنہ ہوا جو ہاتھ سے نہیں ہوتا یعنی مسیح کا ختنہ جس سے جسمانی بدن اُتارا جاتا ہے۔

خدا نے ختنہ کا رواج اپنے عہد کو عبرانی لوگوں سے نشان کے طور پر رکھا۔ آدمیوں کی کھلڑی کو اُتارنے کا مطلب تھا کہ اُن کی پرانی انسانیت چلی گئی اور اب وہ خُدا کے لوگ ہیں۔ مگر پولوس کہتا ہے کہ اب اس فضل کے دور میں خُدا نے اپنے لوگوں سے سیدھا نیا عہد باندھا ہے۔ اس نئے عہد نامہ میں ختنہ اندرونی حصہ سے کیا جائے گا یعنی ہماری پرانی انسانیت کو ختم کیا جائے گا۔ چارلس سٹینلے اس آیت کے بارے میں کہتا ہے:

خدا انسان کے جسم کے اُس حصہ کو ختنے کے لئے استعمال کرتا ہے جہاں سے نئی نسل کی پیدائش کا حصول ہوتا ہے۔ اُس کا مطلب ہے کاٹ دینا۔ اُس نے اُس گناہ آلودہ فطرت کو دور کی جو ہمیں ہمارے والدین سے ملی تھی۔ وہ فطرت جو آدم کی فطرت سے زہریلی ہوگئی تھی وہ پرانی انسانیت جو ہماری نافرمانی اور بغاوت پر اُکساتی ہے۔ خُدا نے یہ سب نجات کے وسیلے سے ممکن کیا۔ خدا نے ہم سے وہ کردار واپس لے لئے جو کہ پیدائش سے ہمارے ساتھ تھے شاید کوئی پوچھے کہ کیا آپ کا مطلب ہے کہ میری پیدائش گناہ آلودہ فطرت مجھ سے لے لی گئی۔ یہ

مطلب ہے کہ ختنہ کے ذریعہ سے ہماری پرانی انسانیت کو اُتار کر پھینک دیا گیا ہے“

تو پھر ہماری پرانی انسانیت کا سرچشمہ کاٹ دیا گیا اُس ختنے کے وسیلہ سے جو پاک روح نے کیا۔ خُدا نے صرف مکڑی کے جالے ہی نہیں اُتارے بلکہ اُس نے اُس مکڑی کو ہی مار ڈالا! جب ہم گناہ کرتے ہیں تو وہ ہمارے لئے غیر فطری ہوتا ہے۔ نجات یافتہ ہونے کے بعد گناہ ہماری فطرت میں ہے ہی نہیں۔ ہمارے اعمال اور کردار میں گناہ کے سبب سے تضاد ہے۔

کلسیوں (3-2-3)

عالمِ بالا کی چیزوں کے خیال میں رہو نہ کہ زمین پر کی چیز کے کیونکہ تم مر گئے اور تمہاری زندگی مسیح کے ساتھ خُدا میں پوشیدہ ہے۔

آپ کا پرانا آدم مر چکا ہے!

لیکن میں تو مردہ سا محسوس نہیں کرتا!

احساسات واقعی انسان کو دھوکا دے سکتے ہیں۔ پچھلے سال ہم لوگ کئی بار جارجیا گئے۔ اُن دوروں کے دوران میں نے خود کو ایک جھولے فری فال Free Fall پر بیٹھنے کے لئے راضی کیا۔ یہ ایک ایسا جھولا ہے جو انسان کو بہت اُونچائی تک لے جا کر پھر نیچے لاتا ہے۔ میں بھی اِس جھولے سے لُطف اندوز ہونے کے لئے قطار میں کھڑا ہو گیا اور جیسے ہی میں جھولے بیٹھا ایک نوجوان نے آ کر میری سیٹ بیلٹ باندھ دی۔ اور پھر میرے احساسات نے شور مچا دیا کہ اوہ تم تو مر جاؤ گے، آج نہیں بچ سکو گے۔ اور کہا آپ جانتے ہیں کہ ایک لمحے کے لئے میں نے اُن کا یقین بھی کر لیا پھر میری ساتی زندگی کا ایک منظر میری آنکھوں کے سامنے سے گذرا۔ اور میں نے خود پر قابو پا کر کہا کہ نہیں۔ میں نہیں مر سکتا ہوں اور اس طرح تو بالکل نہیں کیونکہ میں نے اپنی آنکھوں کے سامنے کئی لوگوں کو اس جھولے پر چڑھتے اور اُترتے دیکھا ہے اور کوئی بھی

اِس جھولے پر بیٹھنے سے نہیں مرتا۔ ایک ماہر انجینئر نے اِسے بنایا اور اس کے سارے پرزوں کی باقاعدہ تشخیص ہوتی ہے۔ یہ محفوظ ہے نہیں میں ہرگز نہیں مرونگا۔ پھر میری سوچ نے کہا، اچھا اگر مرو گے نہیں تو تمہاری کمر تو ضرور ہی ٹوٹ جائے گی۔ یہ سب کچھ چند منٹوں میں میرے اوپر اور نیچے جھولا جھولنے کے دوران ہوا۔ اور پھر نہ تو میں مرا اور نہ ہی میری کمر کی ہڈی ٹوٹی۔ یہ اتنا خوشگوار تھا کہ میں اسے اپنی عمر بھر یاد رکھونگا۔ جب میں نے بعد میں اس واقعہ کے بارے میں سوچا تو میرے لئے یہ انتہائی لُطف اندوز تھا لیکن میری عمر کا آدمی دوبارہ ایسا نہیں کرے گا۔

جب آپ کے احساسات اور سچائی میں تضاد ہو تو حقیقت پر عمل کرنا کافی مشکل ہے۔ اب ہماری جیسی زندگی میں کئی بار ایسے انتخاب کرنے کے مواقع آتے ہیں ہوسکتا ہے کہ آپ اپنی پرانی انسانیت کو لے کر بھی ایسی ہی اُلجھن کا شکار ہوں اگر آپ کو احساس نہ ہو کہ آپ کی پرانی انسانیت مردہ ہوگئی ہے تو پھر آپ شاید اس سچائی کو جھٹلا دیں گے۔ لیکن اگر آپ اس بات کو نہ مانیں تو پھر اُن آیات کا کیا کریں جن میں یہ کہا گیا کہ ہم مسیح کے ساتھ مصلوب ہوئے؟ اب جبکہ یہ آپ کے احساسات کے مخالف ہے پھر بھی سچ یہ ہے کہ مسیحی کا صرف ایک کردار ہے۔

خود یسوع نے اِس بات کو واضح طور پر بیان کیا۔ اور کلام میں بھی درج ہے۔ اُس نے کہا کہ آپ نئی پوشاک کا پیوند پرانی پوشاک پر نہیں لگاتے۔ یہ بیکار ہے کہ آپ اِن دونوں کو جوڑیں، اور خداوند یسوع کی بات کو نہیں جھٹلایا جا سکتا۔ یسوع نے کہا کہ آپ نئی مے (روح القُدس) پرانی مشکیزہ (پرانے آدم) میں نہیں ڈال سکتے۔ کیونکہ پرانا آدم تو اُس کی حضوری کے جلال کو برداشت ہی نہیں کرسکتا۔ پھر اسی طرح نور کا تاریکی سے کیا میل۔ پھر بائبل نے کہا کہ ایک ایماندار (خداوند کا فرزند) اپنے آپ کو کسی غیر ایماندار (شیطان کے فرزند) سے کسی رشتے میں نہیں باندھتا۔ ہم جانتے ہیں کہ خُدا پُرانے اور نئے آدم کو انسان کے جسمانی بدن میں باندھ

کر خود اپنی بات سے تضاد نہیں کرسکتا۔

پھر یسوع نے کہا۔ کوئی دو مالکوں کو خوش نہیں کرسکتا۔

متی 6 باب 24 آیت۔ "کوئی آدمی دو مالکوں کی خدمت نہیں کرسکتا کیونکہ یا تو ایک سے عداوت رکھے گا اور دوسرے سے محبت یا ایک سے ملا رہے گا اور دوسرے کو ناچیز جانے گا۔

اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا خُدا جان بوجھ کر دو ایسی شخصیات کو اکٹھا کرسکتا ہے جن میں سے ایک خُدا کے تابع اور دوسرا ابلیس کے تابع ہو؟ نہیں بھٹکے ہوئے لوگوں کا ایک ہی مالک ہے۔ ابلیس اور ایک مسیحی کا بھی ایک ہی مالک ہے۔ اور وہ ہے یسوع۔ یہاں دو مالک کسی کے بھی نہیں ہیں؟

اب اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ آپ سے کبھی کوئی غلطی نہیں ہوگئی۔ جسم اور روح کی یہ جنگ تمام عمر رہے گی۔ پھر بھی ایمانداروں کی مرضی ہے کہ وہ گناہ کریں یا نہ کریں۔ اب یسوع ہی کی زندگی کے وسیلہ سے آپ کو گناہ کے خلاف مزاحمت کر کے فتح پانے کا فضل ملتا ہے۔

اب نئی پہچان کو پا لینے کے بعد اس پہچان کے ساتھ عمل کا موقع آ گیا۔ صرف اِس بات کا علم نجات کا تجربہ کرنے کے لئے کافی نہیں ہے۔ اب سکھایا گیا سچ ہی میری زندگی میں رہنے والا سچ تھا۔ یہ ظاہر ہو گیا تھا کہ خُدا صرف میری زندگی کو تبدیل نہیں کرنا چاہتا بلکہ اُسے لینا چاہتا تھا۔

پنجم باب :

اُس کی زندگی کا تجربہ

میں نے صرف ایک لمحہ میں ہی فیصلہ کر لیا کہ مجھے اُس خط کا جواب، کیسے دینا ہے جو میرے دفتر کی میز پر تھا۔ اور وہ ردِ عمل یہ تھا کہ میں نے خود کو خُدا کے حوالے کر دیا۔ میں نے خود کو خالی کرنے کے بعد خُدا سے کہا کہ وہ صرف اُن ہی چیزوں کو میرے اندر واپس رکھ دے جو اُسے پسند ہیں۔ گذشتہ چند ہفتوں میں مجھے ایسے لگا کہ میں ایک روحانی سمندر میں غوطے کھا رہا ہوں اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کیسے اُبھر کر باہر آ جاؤں۔ میں نے دیکھا کہ خُدا کے پاس خود کو خالی کر دینے کے بعد مجھے خدمت کا کام اور اپنی مسیحی زندگی کو مناسب طور سے گزارنے کی سمجھ نہیں آ رہی تھی پھر میں نے دیکھا کہ فتحمند زندگی گزارنے کے لئے جدوجہد کرنا بالکل بیکار تھا۔ لیکن پھر اس مشکل کا حل کیا تھا؟ میں ہر روز خُدا سے دعا کرتا کہ وہ مجھے کوئی راستہ دکھائے۔

اُس خط پر لکھی ہر ایک بات مجھ چُبھ سی گئی تھی۔ ایک خادم نے مجھے گریس انٹرنیشنل منسٹریز کی جانب سے مدعو کیا۔ اُس پاسٹر نے بتایا کہ کس طرح کسی پہلے سے منعقدہ کانفرنس کے دوران اُس نے بعض سچائیوں کو سکھایا، میں ہمیشہ ہی اُس کے کام کی تعریف کرتا تھا اور سوچتا تھا کہ شاید اُس کی زندگی کے تاثر سے مجھے بھی کوئی فائدہ پہنچے گا۔ میں نے کئی سالوں میں درجنوں سیمیناروں میں شرکت کی لیکن مجھے لگا یہ ضرور باقی سب سے مختلف ہوگا اور وہ واقعی مختلف تھا۔ اور جو کچھ میں نے وہاں سے سیکھا وہ ایسے تھا جیسے خشک زمین پر ایک عرصہ کے بعد بارش ہو تو وہ فوراً اس پانی کو جذب کر لیتی ہے۔ پھر کئی ہفتوں کے بعد میں نے محسوس کرنا شروع کیا کہ میرے اپنے جسمانی ہتھکنڈے جو میں نے اپنی کامیابی کی جدوجہد میں آزمائے بیکار تھے پر یہ خُدا کا منصوبہ تھا کہ وہ مجھے میری خود مختاری کی آخری حد پر لا کر کھڑا کرے۔ زندگی میں پہلی بار میں نے

سیکھا کہ خداوند یسوع میں میری پہچان کیا ہے اور یہ بھی کہ خداوند یسوع میری زندگی میں نہیں بلکہ وہی تو خود میری زندگی ہے۔

ایک دن میں نے دفتر کی میز پر بیٹھ کر اپنی کلیسیا کو استعفیٰ دے دیا اور اصل میں یہ استعفیٰ صرف پاسٹرشپ کے فرائض کے لئے نہیں بلکہ مسیحی زندگی سے بھی تھا۔ میں نے دعا کی خداوند یسوع تو جانتا ہے کہ میں نے تقریباً اپنی تمام عمر غلط انداز سے گزار دی ہے اور میں نے تیرے لئے جینے کی بار بار کوشش کی تا کہ میں اِس دنیا میں تیرے کام کا نشان چھوڑ جاؤں۔ میں نے تیری مدد کے ساتھ بھرپور کوشش کی کہ میں تیرا کام کروں اُن کلیسیاؤں میں جہاں بھی میں بھیجا گیا۔ لیکن آج خداوند میں یہ سب چھوڑ کر جا رہا ہوں اور میں ہرگز مزید کوشش نہیں کرونگا۔ اب میں سمجھ چُکا ہوں کہ تو ہی میری زندگی ہے۔ اور اب جو بھی کرنے کی ضرورت ہے وہ تو میرے وسیلہ سے کر میں تجھ میں آرام کرنے جا رہا ہوں اور جو بھی ہوتا ہے ہو جائے تو ہی میری زندگی ہے۔

کئی دنوں تک تو میں اپنے جذباتی (ماؤنٹ ایورسٹ) Mount Everest یعنی بلندیوں پر رہا۔

میں تو اس نئی زندگی کے تجربہ کے بارے میں بات کرتے ہوئے رُکتا ہی نہیں تھا۔ زندہ تو میں اس سے پہلے بھی تھا مگر ایسا شادمان اور اطمینان نہیں تھا۔ جو میں نے اپنی نجات کے بعد اب آ کر پایا تھا۔ میں اُس مالک کی طرح تھا جس کی زمین میں سے تیل نکل آیا ہو جہاں اُس نے پوری عمر گزار دی ہو۔ میں اپنی بیوی کو دن میں دو یا تین بار فون کرنا اور پھر اُسے لائف ٹائم گارنٹی میں سے پڑھ کر سناتا اور جوں ہی کسی پیغام کی تیاری کے دوران کوئی نئی بات میرے ذہن میں اُبھرتی میں فوراً میلینی کو فون کر کے بتاتا۔ وہ اکثر مذاق سے کہتی کہ مجھے لگتا ہے تم نے دوبارہ

نجات پائی ہے اور اس میں کوئی شک نہیں ایسا ہی ہوا ہے اور آخر کار یہ نظر بھی آنے لگا ہے کہ میری نئی پیدائش ہوئی ہے۔

یہ تبدیل شدہ زندگی فضل کا کوئی دوسرا کام نہیں ہے۔ یہ فضل کے پہلے کام نئی آگاہی اور تعریف ہے۔ میں نے جب وہ دعا مانگی جس میں، میں نے خود کو خُدا کے سپرد کیا تو اُس نے مجھے کچھ نیا نہیں دیا۔ خُدا نجات تو مجھے آٹھ سالہ لڑکے کی حیثیت میں بھی دے چکا تھا مختصر یہ ہے کہ میلینی خود ہی اس نئے پن کا تجربہ اپنی زندگی میں کرے گی اور اب ہم دونوں کے نظریات کچھ الگ تھے۔

یہ مت سوچیے کہ خُدا میں تناسب پانے کے لئے انتشار میں رہنا ضروری ہے۔ یہ آپ کی اپنی جذباتی کیفیت کے لحاظ سے مختلف ہو سکتا ہے۔ جیسے کہ میلینی بھی مناسب طور سے یسوع کے پاس ہی آئی پر اُس نے اُس طرح کا جذباتی انتشار نہیں دیکھا جس کا تجربہ میں نے کیا۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ اس بھید کو پانے کے بعد اُس کی زندگی میں بھی وہی تبدیلی ہوئی جو میں نے محسوس کی تھی۔ اُس کے لئے یہ سادہ سا ایمان تھا جو وہ بغیر جذبات کے رکھتی تھی۔ لیکن ہم دونوں کی کنجی ایمان تھا، جذبات نہیں۔ یہ کسی بھی مسیحی کے لئے احمقانہ بات ہے کہ وہ کسی بھی طرح کے ہیجان یا جذبات کو یسوع کو اپنی زندگی کا مختار بناتے وقت لائے۔
مسیحی زندگی کے کسی بھی پہلو میں جذبات حالات کا نتیجہ ہیں نہ کہ یہ مسیحی زندگی کی بنیاد ہیں!

یسوع ہی ہماری زندگی ہے!

(2 پطرس 1 باب 4:3 آیت) ”کیونکر اُس کی الٰہی قدرت نے وہ سب چیزیں جو زندگی اور دینداری سے متعلق ہیں۔ ہمیں اُس کی پہچان کے وسیلہ سے عنایت کیں جس نے ہم کو

اپنے خاص جلال اور نیکی کے ذریعہ سے بلایا جن کے باعث اُس نے ہم سے قیمتی اور نہایت بڑے وعدے کئے تاکہ اُن کے وسیلہ سے تم اُس خرابی سے چھٹ کر جو دنیا میں بری خواہش کے سبب ہے ذاتِ الٰہی میں شریک ہو جاؤ۔“

اب ہماری اندرونی روح ہی ہماری زندگی کا باطن ہے۔ یسوع کو جاننے سے پہلے ہماری پہچان کا کوئی معنی ہی نہیں تھا کیونکہ ہماری روح تو مردہ تھی، لیکن جب ہم اُس پر بھروسہ کرتے ہیں تو پھر پاک روح ہم پر آتا ہے اور پھر ہمیں وہ پہچان ملتی ہے جو مسیح میں پیوست ہے۔ پطرس کہتا ہے کہ ہم الٰہی فطرت میں حصہ دار ہیں۔ جب ہم یسوع کے پاک روح میں آجاتے ہیں۔ تو پھر ہم کیا ہیں اِس کا فیصلہ روح کے درجہ ہی سے ہوتا ہے۔ اور جو بھی یسوع پر ایمان لاتا ہے۔ مسیحی بن جاتا ہے۔

اب صرف یہ کہنا کہ آپ مسیحی ہیں اس طرح اشارہ نہیں کرتا کہ آپ کوئی تعلیمی باتوں کو پکڑے ہوئے ہیں۔ یہ اس کو بھی نہیں ظاہر کرتا کہ آپ کا طرزِ زندگی کیا ہے۔ یہ ظاہر کرتا ہے کہ آپ اپنے باطن کی گہرائی میں کیا ہیں اور آپ کی زندگی کا مرکز تو یسوع ہی ہے۔ اور وہی آپ کی زندگی ہے۔ (1 کرنتھیوں 17:6) اور جو خداوند کی صحبت میں رہتا ہے وہ اس کے ساتھ ایک روح رہتا ہے۔

جب آپ نے خداوند کو قبول کیا، تو آپ اُس کے ساتھ ایک لافانی بندھن میں باندھے گئے اور اب وہ آپ میں زندہ ہے اور چاہتا ہے کہ اپنی زندگی کو آپ کے ذریعے سے ظاہر کرے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ ایماندار یسوع کے ساتھ ایک ہو جاتا ہے۔ جب ہم اُس میں رہتے ہیں تو پھر وہ خود کو ہمارے طرزِ زندگی سے ظاہر کرتا ہے، ایک مسیحی کی شناخت پر نہیں ہے کہ وہ دنیا میں کہاں کا رہنے والا ہے بلکہ یہ ہے بلکہ اس کا پتا یسوع کے ساتھ تعلق رکھنے سے

چلتا ہے۔

(2 کرنتھیوں 5 باب 15:16) اور وہ اس لئے سب کے واسطے مواء کہ جو جیتے ہیں وہ آگے کو اپنے لئے نہ جئیں بلکہ اُس کے لئے جو اُن کے واسطے مواء اور پھر جی اٹھا پس اب سے ہم کسی کو جسم کی حیثیت سے نہ پہچانیں۔

مسیحی زندگی یسوع پر مشتمل ہے مسیحی زندگی یسوع کے بارے میں نہیں ہے۔ یہ خدا کا منصوبہ ہے کہ وہ ہر مسیحی کو ایسے مقام پر لاتا ہے جہاں سے وہ اپنی ذات کو چھوڑ کر یسوع کو اجازت دیتا ہے کہ اب وہ اُس کی زندگی سے خود کو ظاہر کرے۔

شیلی نے ابھی خداوند کو قبول کرنے کی دعا کی۔ ہر نومولود مسیحی کی طرح وہ اِس اعتماد کے ساتھ جانا چاہتی تھی کہ وہ واقعی مسیحی طرزِ زندگی کو پانے کی خواہشمند ہے۔ اب وہ پہلی شخص تھی جس کو میں نے مسیح سے فضل کے اس بھید کو پانے کے بعد متعارف کروایا۔ اگر وہ میری اس تبدیلی سے پہلے آئی ہوتی تو میں اُسے ایک فہرست دیتا۔ جس پر درست آغاز کرنے کے لئے مشورے لکھے ہوئے۔ لیکن اس بار میں نے مختلف طریقہ اپنایا۔ میں نے اُسے روحانی کام کرنے کے مشورے نہیں دیا۔ بلکہ اُسے بتایا کہ یسوع ہی تمہاری زندگی ہے۔ اور تم اُس کی پابند رہوگی۔ پھر وہ جو بھی کرے گی وہ روحانی ہوجائے گا۔ میں نے اُسے بتایا کہ پاک روح اُسے خود ہی یہ تحریک بخشے گا وہ خدا کے نام کو جلال پہنچائیے۔ میں نے اس بات پر بہت زور دیا کہ کس طرح اب اُس کی شناخت بدل گئی ہے۔ میں نے اُسے بائبل سے یہ بھی سمجھایا کہ کس طرح وہ قادرِ مطلق کے ساتھ شریک ہوکر یسوع میں ایک ہوگئی ہے۔ میں نے اُسکی حوصلہ افزائی کی کہ وہ خداوند یسوع کو تمام اختیارات دے تاکہ وہی اُس کی زندگی سے ظاہر ہو لیکن پھر اُس کی بات سے میں نے خود بھی چونک گیا میں نے آج تک کسی نا مولود مسیحی کو یہ بات کہتے ہوئے نہیں سُنا تھا۔ اور حقیقت تو

یہ ہے کہ خود مجھے بھی اُس بھید کو پانے میں اُنتیس سال گزر گئے۔ اُس نے کہا کہ ''مسیحی زندگی جینا آسان ہے لیکن اگر ہم خود یسوع کو ہی جینے دیں تو'' وہ کوئی سرگرم مسیحی نہیں تھی۔ اُس کا تو ابھی بپتسمہ بھی نہیں ہوا تھا۔ اور پھر بھی اُس نے دیکھا اور باآواز بلند کہہ دیا کہ ''خداوند کے لئے جینا آسان ہے اگر آپ صرف اُسے ہی جینے دیں۔''

میں کیوں نہیں مسیحی زندگی جی سکتا؟

آپ مسیحی زندگی کو کس نظریہ سے دیکھتے ہیں کیا یہ مشکل ہے یا آسان؟ میں نے کئی سال خود کو بارہا بحال کرتے ہوئے گزارے ہیں۔ پر اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ میں نے کتنی جدوجہد کی میں بس ایک پُرعزم چکر میں چلتا رہا۔ میں دل سے چاہتا تھا کہ میں مستقل مزاج رہوں لیکن نہیں کر پاتا تھا۔ کیا کبھی آپ نے ایسا تجربہ کیا تو پھر میرے پاس آپ کے لئے ایک خوشخبری اور ایک بری خبر بھی ہے بُری خبر یہ ہے کہ آپ کبھی بھی مسیحی زندگی کے لائق نہیں بن سکتے۔ آپ جتنی زیادہ کوشش کریں اُتنے ہی آپ کی ناکامی کے مواقع بڑھ جائیں گے کوشش سے ہمیشہ غیبت اور ناکامی پیدا ہوگی۔

میری پاسبانی ذمہ داری کا حصہ ہے کہ میں ہسپتالوں میں جاؤں لاتعداد بار میں نے لوگوں کو سانس دینے کی مشین پر دیکھا ہے۔ دل کے عارضہ کے لئے آپریشن کروانے کے بعد میں نے اکثر لوگوں کو سانس کی مشین پر آنکھیں کھولتے دیکھا ہے کئی لوگوں کو تو اُس مشین کے ساتھ واقعی مسئلہ ہے۔ اب وہ لوگ جو خود کوشش کرتے ہیں مشکل میں پڑ جاتے ہیں۔ اس مقصد کے ئے آلہ تنفس بنائے گئے ہیں۔ وہ خود ہی سانس دیتا ہے مریض کو چاہیے کہ وہ پر اطمینان رہے۔ لیکن جب کوئی شخص بے چین ہوکر ہاتھ پاؤں مارتا اور خود کوشش کرتا ہے تو اس مشین کا نظام بگڑ جاتا ہے اور وہ (الارم) کرتی ہے۔ کیونکہ آپ کا بے چین ہونا اس کے نظام کے خلاف

ہے۔میں نے بتایا ہے کہ یہ ایک خوفناک احساس ہے۔

مسیح کے ساتھ جینا بھی سانس لینے کے مترادف ہے۔ یونانی لفظ 'روح' (Pneuma) سے نکلا ہے جس کا مطلب ہے''سانس''۔(لفظ نمونیا جو کہ بیماری ہے اسی سے نکلا ہے) خُدا نے مسیحی زندگی کو جدوجہد کے لئے نہیں بنایا ہے۔ پاک روح کا بہاؤ ہماری زندگی سے سانس کیطرح ہونا چاہیے۔لیکن بہت سے مسیحی سانس لینا شروع کرتے ہیں تا کہ اپنے خُدا کو خوش کرسکیں۔

یہ ایک بُری خبر ہے مگر اچھی خبر یہ ہے یسوع خود آپ کی زندگی جئے گا۔ جب بھی آپ اُسے اجازت دیں گے وہ ہر بار ایسا کرے گا۔ بہت سے جدید کلیسیاؤں کے رُکن شدید تھک چکے ہیں کیونکہ وہ خدا کو خوش کرنے کی جدوجہد کررہے ہیں۔ آپکے لئے بہتر ہے کہ اگر آپ کسی کلیسیا کا حصہ بن گئے ہیں تو پھر میراتھن (Marathon) دوڑ کی طرح آہستہ آہستہ دوڑیں۔ آپ تیز دوڑنے والوں کا حال خود ہی دیکھ لیں گے۔ غلط مت سمجھئے روحانی خدمت کرنے میں کوئی برائی نہیں ہے لیکن مذہبی سرگرمی کی قیمت 2 روپے نہیں ہے۔ بہت سے مسیحی ضائع ہوگئے کیونکہ اُنہوں نے یہ فرض کرلیا تھا کہ بس اُنہیں ہر حال میں دوڑنا ہے چاہے اِس کام سے وہ کتنے ہی تھک گئے ہوں بہت سے لوگ جدید کلیسیاؤں کو تعلیم دیتے ہیں، کوائر میں گاتے، بچوں کے درمیان خدمت کرتے ہیں اور گھر گھر جا کر بھی تعلیم دیتے ہیں اور اشتہار بازی بھی کرتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود بھی وہ سب روحانی، جذباتی اور جسمانی طور پر تھک چکے ہیں۔ اُن کا جوا بہت بھاری ہے مگر وہ اُسے اُٹھائے رکھتے ہیں کیونکہ اُنہوں نے خدا سے وعدہ کیا ہے (متی 11 باب 28-30 آیت) اے محنت اٹھانے والوں اور بوجھ سے دبے ہوئے لوگوں سب میرے پاس آؤ میں تم کو آرام دونگا میرا جوا، اپنے اوپر اُٹھا لو۔ اور مجھ سے سیکھو کیونکہ میں حلیم ہوں اور

دل کا فروتن تو تمہاری جانیں آرام پائیں گی۔ کیونکہ میرا جواء ملائم ہے اور بوجھ ہلکا۔

اِس طرزِ زندگی کو کتنے ہی مسیحیوں نے آج بھی اپنایا ہوا ہے؟ یسوع نے مسیحی زندگی کو بیان کرنے کے لئے خود 'آرام' اور 'آسانی' اور 'نور' جیسے الفاظ کو استعمال کیا ہے۔ اگر یہ الفاظ آپ کا طرزِ زندگی بیان نہ کریں تو پھر آپ مسیحی زندگی کے اُس معیار پر نہیں ہیں جہاں آپ کو رکھنے کا ارادہ خُدا نے کررکھا ہے۔ میں آپ کے حالات کی بات نہیں کررہا میں آپ کے روحانی نظریہ کی بات کررہا ہوں۔ اگر خُدا کی خدمت میں آپ تلخ ہورہے ہیں تو ضرور کچھ غلط ہے۔ کیوں جدید کلیسیاؤں میں لوگ تھکن سے چور ہوگئے ہیں؟ کیوں بہت سے لوگ مسیحی زندگی جینے کی کوشش میں ناکام ہوجاتے ہیں؟ یہ ان ہی لوگوں کی طرح ہیں جو سانس کی مشین کے ساتھ جدوجہد کرتے ہیں۔ وہ خُدا کے بنائے ہوئے طریقہ کے مخالف چلتے ہیں۔

یسوع کا بدن:

اپنی خدمت کے سالوں میں، یسوع ایک جسم میں رہا۔لیکن آسمان پر اُٹھائے جانے کے دوران اُس کا جسم بادلوں میں آسمان پر چلا گیا۔ جب کہ نیا عہد نامہ ہمیں بتاتا ہے کہ خداوند نے اپنی تعلیم کے کام کو جاری رکھا ہے کیا وہ خدمت کا یہ کام کسی جسم کے بغیر کرتا ہے؟ نہیں۔ بائبل بتاتی ہے کہ ہم آج کے دور میں مسیح کا بدن ہیں یسوع ہمارے ساتھ رہتا ہے اور اُس کی خواہش ہے کہ ہمارے ذریعہ سے اپنی خدمت کے کام کو پورا کرے۔

(1 کرنتھیوں 6 باب 19-20)

''کیا تم نہیں جانتے کہ تمہارا بدن روح القدوس کا مقدس ہے جو تم میں بسا ہوا ہے۔ اور تم کو خدا کی طرف سے ملا ہے اور تم اپنے نہیں کیونکہ قیمت سے خریدے گئے ہو۔ پس اپنے بدن سے خدا کا جلال ظاہر کرو۔''

خداوند یسوع مسیح آج بھی ایک جسم رکھا ہے اور وہ ہے اُس کی کلیسیا! آپ مسیح کے بدن کا حصہ ہیں اگر خداوند کی روح آپ کے اندر ہے تو پھر آپ کو سوچ کے لئے بھرپور پھل لانا ہے۔اور یسوع کو یہ اجازت دیں کہ وہ آپ کے معاملات کو طے کرے۔کوئی بھی روحانی اجتماع اس بات کا ثبوت ہے کہ خداوند یسوع کی پاک روح آپ کے درمیان بلکہ اندر ہے۔یہ آپ کی ذمہ داری ہے کہ آپ اُس کے سامنے خود کو خالی کریں اور اپنے آپ کو اُس کے حوالہ کر دیں۔ اب جو چیز سب سے زیادہ آپ کو خداوند کے آرام میں داخل ہونے سے روکتی ہے وہ آپ کی اپنی خواہش ہے۔ بہت سے لوگ سمجھتے ہیں کہ اُن کے لئے شرط ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ خدا کو خوش کرنے کے لئے کچھ کریں۔ بہت سے لوگ بار ہا خود کو بحال کرتے ہیں۔تو پھر آپ کی ذات ہی ہے جو آپ کی فتحمند مسیح زندگی میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔جس قدر ہم زیادہ مسیحی زندگی جینے کی کوشش کرتے ہیں اُسی قدر ہم خداوند کے بسیرہ کو اپنے اندر رکھتے ہیں تو پھر مسیحی لوگ کیوں اپنی کوششوں سے ایک مسیحی زندگی جینا چاہتے ہیں؟

وہ کوئی اور راستہ نہیں جانتے۔ بہت سے مسیحی سوچتے ہیں کہ خُدا کی صرف یہی مرضی ہے کہ وہ اپنی کاوش کا بہترین حصہ خُدا کے لئے جینے میں صرف کر دیں ہاں یہ منطقی طور پر تو ٹھیک ہی لگتا ہے کہ خُدا ہی چاہتا ہے کہ ہم اپنا بہترین حصہ خُدا کو ہی دیں۔اس طرح فتح مندی کے لئے کوشش کرنے سے بہتر ہے کہ آپ ایک بہترین مسیحی بننے کی کوشش کریں۔

لوگوں کی تسکین ہی اپنی ذاتی کوشش سے ہوتی ہے مسیحی زندگی میں ذاتی کوشش کبھی بھی روحانی تسکین اور اطمینان نہیں دے گی یہ صرف آپ کی انا کی تسکین کرتی ہے اسی طرح قناعت کرنے اور بھرپور ہونے میں بہت فرق ہے۔ میں نے ایک پاسبان کی حیثیت سے تو بہت سالوں تک اس بھرپوری کا تجربہ کیا۔ جب کلیسیا کی حاضری بڑھ جاتی تو میں خود کو بھرپور

سمجھتا جب لوگ میرے سنائے ہوئے کلام کی تائید کرتے تو میری تسکین ہوتی یہاں تک کہ ہر وہ کام جس میں میری کوشش ظاہر ہوتی تھی اُس سے مجھے بہترین اور بھرپور ہونے کا احساس ہوتا ہے۔جب بھی میرے کام کا نتائج کو سراہا جاتا تو میری کوشش کی قدر بڑھ جاتی اور اس سے میں خوش ہو جاتا لیکن پھر بھی کامیابیوں کو سراہنے کے باوجود میں نے قناعت نہیں کی۔ میں زیادہ سے زیادہ کامیابی کا خواہشمند تھا۔یہی مسئلہ ہے ہماری اپنی کوشش اور ہمارے ذرائع کے ساتھ۔جسم تسکین تو پا سکتا ہے مگر مطمئن نہیں ہوتا۔اطمینان تو صرف ہمارے مسیح کے ساتھ گہرے رشتے سے ہی آتا ہے نہ کہ اِس بات سے کہ ہم اُس کے لئے کیا کرتے ہیں (The rolling Stons) اِن کا پرانا گیت اِس کا سب سے بہترین نشان ہو سکتا ہے۔ایسے لوگوں کو بیشک روحانی سنگِ میل نہ ملے لیکن اپنی کوشش سے وہ کلیسیا کے ہیرو جانے جاتے ہیں اور یاد رکھیں کہ خُدا کبھی اُن کوششوں کو نہیں سراہتا جن کا اُس نے ارادہ نہ کیا۔ہاں یہ ضرور ہو سکتا ہے کہ کلیسیا کے لوگ آپ کی بہت تعریف کریں۔

وہ احساسِ گناہ کی وجہ سے متحرک ہیں۔

کچھ مسیحی ایک مستقل شرمندگی میں رہتے ہیں یہ سوچ کر کہ ہم نے خُدا کے لئے کافی کچھ نہیں کیا۔ڈان (Daun) ایک ایسے گھرانے میں پلی بڑھی تھی جہاں اُسے ہر بات میں شرمندہ کیا جاتا تھا۔وہ کہتی تھی کہ میری ماں اکثر مجھ سے ایک ہی سوال پوچھتے تھے کہ کیا تمہیں خود پر شرم نہیں آتی ہے؟ اگر وہ اپنی پلیٹ سے کھانا نہ کھائے یہ پھر اپنی ماں کی کوئی بات نہ مانے اُسے یہی سننا پڑتا تھا۔اور اِس بات سے برطرف کہ وہ کیا غلط اور کیا صحیح کرتی ہے۔ایک ہی سوال اُسے زوردار طمانچہ بن کر پڑتا کہ کیا تمہیں خود پر شرم نہیں آتی ہے؟ بڑی ہو کر وہ ایک معروف مگر ناخوش مسیحی تھی۔اپنی تمام تر روحانی مصروفیت کے باوجود ایک ہی پراسرار آواز اُسے ہر وقت پریشان

کرتی کہ کیا تمہیں خود پر شرم نہیں آتی؟ اب ڈان جیسے لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ خُدا کے لئے کیا دے سکتے ہیں۔ اور وہ اس کوشش میں عمر بھر لگے رہتے ہیں۔ وہ اس طرح فضل کو بھی اپنا کام نہیں کرنے دیتے۔ اس کی کوئی قیمت نہیں ہے، اس لئے نہیں کہ یہ نایاب ہے بلکہ اس لئے کہ یہ بیش قیمت ہے۔ ایسے لوگ یہ جانتے ہیں کہ خداوند وہ سب کچھ کر سکتا ہے جو وہ کرنا چاہتا ہے۔ وہ نہیں جاننا چاہتا کہ آپ کیا کرنا جانتے ہیں۔ یسوع کہتا ہے کہ اُس سے الگ ہو کر آپ کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ بلکہ وہ صرف آپ کو چاہتا ہے۔

وہ خداوند کی رضامندی پانے کی اُمید کرتے ہیں

کچھ مسیحی سمجھتے ہیں کہ خُدا کی منظوری یا اُس کی خوشنودی اِس بات میں ہے کہ وہ کس طرح اُس کی خدمت وفاداری سے کرتے ہیں مگر خداوند کی خوشنودی اور اُس کا پیار تو شرائط سے بالاتر ہے۔ میں نے ایک دفعہ ایک باپ کو اپنے بیٹے سے کہتے سُنا ''اب تم اچھے بچے بن گئے ہو تو خُدا تمہیں پیار کرے گا'' اس سب سے بڑا سچ کوئی نہیں ہے کہ خُدا کی محبت کو کسی کا بھی رویہ ہر گز متاثر نہیں کر سکتا۔ وہ آپ سے محبت کرتا ہے کیونکہ اُس کے فضل میں اُس نے آپ کو چُن لیا ہے آپ خُدا کی منظوری حاصل کرنے کیلئے کچھ نہیں کر سکتے کیونکہ خود یسوع ہی نہیں اُس کی خوشنودی آپ کے لئے حاصل کرنے میں کوئی کسر نہیں اُٹھا رکھی ہے۔ پھر بھی یہاں آج تک ایسے ایماندار ہیں جو یہ جدوجہد کرتے ہیں کہ وہ کسی بھی طرح خُدا کے حضور مقبول ٹھہریں اور اُس کی محبت کو حاصل کریں۔ شاید یہاں کوئی اور بھی وجہ ہو کہ ایک مسیحی اپنی کوشش کے بغیر کس طرح مسیحی زندگی جی سکتا ہے۔ لیکن ایک چیز یقینی ہے کہ کوئی الٰہی عمل آپ کو ایسی جگہ لاتا ہے جہاں سے آپ کی خودمختاری ختم ہو کر یسوع کے اختیار میں بدل جاتا ہے۔ یہ انتہائی مشکل ہے کہ اپنی زندگی کا بیشتر حصہ خودمختار ہو کر گزارنے کے بعد آپ اُسے چھوڑ دیں۔ خُدا اکثر آپ کو ایک

تکلیف دہ عمل سے گزارتا ہے جہاں آپ اپنی خودمختاری خداوند کو سونپ دیتے ہیں۔

کیا آپ خُدا کے لئے زندہ رہنے کی کوشش کرتے ہیں؟ شاید خُدا آپ کو بھی ایسے مقام پر لانے کی کوشش کرتا ہے جہاں آپ اپنی ذات کو خُدا کو سونپ دیں اور اپنے آپ کو پیچھے رکھ کر مسیح کو اپنی زندگی مان لیں۔ یہ انتہائی دردناک ہے کہ آپ خود کو مٹا کر یسوع کو اپنی زندگی جینے کا تجربہ کرنے دیں۔ لیکن آپ یسوع کے یہ الفاظ یاد رکھیں۔ متی 16 باب 25 آیت

''کیونکہ جو کوئی اپنی جان بچانا چاہے اُسے کھوئے گا اور جو کوئی میری خاطر اپنی جان کھوئے گا اُسے بچائے گا۔''

خُدا نے ہر شخص کو یہ شاہانہ دعوت دی ہے کہ وہ یسوع کو قبول کرے۔ اگر آپ اپنی زندگی اُسے دیں گے تو وہ اپنی زندگی آپ کو دے گا۔ واہ کیا زبردست تبادلہ ہے! کیا آپ بھی ایسا تبادلہ کرنا چاہیں گے؟ کیا آپ اپنی مسیحی خدمت کا جوا ہلکا کرنا چاہیں گے؟ کیا آپ کا بوجھ ہلکا ہے؟ اب یسوع کی زندگی پُر لطف ہے نہ کہ ایک پُر تشدد فرض ہے۔ اب اِس حقیقت کا جوڑ جو متبادل زندگی کا تجربہ دیتی ہے ایمان ہے۔ جیسے کہ ہم مسیحی ایمان سے ہو جاتے ہیں اسی طرح ہم فتح بھی ایمان سے ہی پاتے ہیں۔ میرے لئے اس سب کا آغاز تب ہوا جب میں نے اِس باب کے شروع میں دُعا کا ذکر کیا۔ یہ الفاظ نہیں ہیں جو کہ فرق پیدا کرتے ہیں مگر آپ کو رسمی طور پر خُدا کے حوالے ہونا ضرور ہے اور یہ ماننا کہ یسوع ہی آپ کی زندگی کی سچائی ہے۔

جب میں نے خُدا کو اپنی زندگی مان لینے کا تجربہ کیا، میں نے ایک نیا مسیحی ہونے کا تجربہ کیا میں یقین کرنے لگا کہ مسیحی زندگی اس بات کے اردگرد ہی گھومتی رہتی ہے ہمیں کیا کرنا ہے یا کیا نہیں کرنا۔ اور اب یہ خداوند کے فضل میں آزادی کو سیکھنے کا عمل تھا۔

چھٹا باب:

قانون سے بالاتر

کچھ عرصہ قبل میری بیوی چاہتی تھی کہ میں اٹلانٹا میوزیم میں اُس کے ساتھ آ جاؤں۔ یہ جانتے ہوئے کہ مجھے کچھ ثقافتی ورثوں کو دیکھنا میں مشکل سے جانے کو راضی ہوا۔ ہم کئی گھنٹوں تک ایسی تصاویر کے سامنے بے دم کھڑے رہے اور پھر ایک ایسے علاقہ میں گئے جہاں چند پرانی اشیاء پڑی تھیں۔ وہاں ہم نے فرنیچر کے چند قدیم ڈیزائن دیکھے اور پھر ہم برقی زینوں سے گزر کر پلیٹ فارم پر گئے جیسے ہی ہم پہلے پر گئے تو میں نے غور کیا کہ وہاں عارت لکھی تھی کہ ''اس پلیٹ فارم پر مت کھڑے ہوں'' جب میں اِس پلیٹ فارم پر قدم بڑھا رہا تھا میں نے سوچا کہ ''میں جانتا تھا کہ یہ مجھے روک لے گا'' اچانک مجھے خیال آیا کہ میں نے کیا کیا ہے اور پھر میں واپس اُتر گیا۔ وہ عبارت جس نے مجھے منع کیا تھا میرے قدموں کو روکنے کے لئے ایک فوری ردِعمل ثابت ہوا اگر وہ عبارت مجھے نہ روکتی تو میں کبھی بھی اِس پلیٹ فارم پر جانے سے باز نہ آتا۔ بہت سے مسیحی صرف شریعت پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اُن کی سوچ ہے کہ وہ ایسے اعمال کو اپنائیں جو کہ درست ہیں اور باقی سب کو رد کر دیں۔ وہ اکثر خُدا کے کلام کا مطالعہ کرتے ہیں اور ایسی باتوں کے بارے میں سیکھتے ہیں جنہیں وہ رد کرتے ہیں اور باقی باتوں کو اپناتے ہیں۔ اب اُن کو یہ سیکھانے کی ضرورت ہے کہ اُنہیں کس حد تک رہنے کی ضرورت ہے اور کس حد سے آگے جانا ہے اور پھر خُدا کی نظر میں درست بھی رہیں گے۔ اُن کا ایمان ہے کہ اگر وہ صرف روحانی کام کریں گے تو روحانی طور پر بڑھ جائیں گے اور مسیحی زندگی میں فتحمندی سے لطف اندوز ہو سکیں گے۔ اسی طرح ایسی سوچ جو کہ اُصولوں پر مبنی ہوتا کہ آپ مسیحی زندگی میں فتح کو حاصل کریں یہ قانون کی پیروی کہلاتا ہے۔ یہ ایک ایسا نظام ہے جس میں کوئی شخص اپنے اعمال کے ذریعے سے

خُدا کی منظوری یا پھر اُس کی برکت حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ جو لوگ ایسے نظام کے تحت رہتے ہیں اُنہیں شریعت پسند کیا جاتا ہے کیا کوئی غیر نجات یافتہ شخص شریعت پسند ہو سکتا ہے؟ یا پھر کوئی مسیحی ہو سکتا ہے جی ہاں! کیونکہ مسیحی زندگی کے بارے میں آپ کا نظریہ یہ ہے کہ خُدا کی بنیادی دلچسپی صرف آپ کے اعمال میں ہے۔ اگر ایسا ہے تو آپ اس نظام کے کارڈ یافتہ ممبر ہیں۔ خُدا کا رشتہ آپ سے قوانین کا نہیں بلکہ روح کا ہے۔ جب آپ خود سے اپنا رشتہ خُدا کے ساتھ سمجھ جاتے ہیں تو پھر آپ کے قوانین اور ضابطے بھی اپنا توازن بنا لیتے ہیں۔ لیکن جب آپ صرف قوانین کی پاسداری کرتے ہیں تو پھر ناکامی یقینی ہے۔ ڈان اور ڈیبرا دونوں نے مستقل مزاجی سے کچھ عرصہ خُدا کے ساتھ چلنے کی کوشش کی۔ ایک اتوار کی صبح اُنہوں نے مجھ سے کہا کہ وہ مجھے ایک بات بتانا چاہتی ہیں۔ ''اور ہم ایک اہم نتیجے پر پہنچے ہیں ہمیں لگتا ہے کہ ہماری مشکل کا بڑا حصہ کلیسیائی کاموں میں ہماری عدم دلچسپی ہے۔ اب ہم نے ایک دوسرے سے وعدہ کیا ہے کہ ہم ہر اتوار کو گرجا گھر جائیں گے اور کوئی بہانہ نہیں چلے گا۔ یہی ایک طریقہ ہے کہ جس سے ہماری مشکلات ہموار ہو جائیں گی۔ ہم آئندہ سال بھی ایک بار بھی کلیسیا سے رخصت نہیں لیں گے۔ جب میں نے یہ سُنا مجھے خود سے کراہیت سی محسوس ہوئی۔ مجھے غلط مت سمجھئے۔ ہر پاسبان چاہتا ہے کہ اُس کی کلیسیا لاتعداد ہو۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ اس قسم کے رویہ سے انہیں شدید ردِعمل ملے گا۔

ڈان اور ڈیبرا صرف ایک ماہ قبل ہی کلیسیا کا حصہ بنیں تھیں۔ اب اِس عہد میں وہ صرف تین اتوار ہی لگاتار آ سکیں اور پھر وہ کبھی نہیں آئیں۔ انہوں نے آخر کار اپنے گھر کے قریب ایک چرچ میں جانا شروع کر دیا۔ اُنہیں لگا کہ دور جانا اُن کے لئے مشکل ہے اور اس طرح اُن کی وفاداری کو فرق پڑ جائے گا۔ اُنہیں لگتا ہے کہ کلیسیا میں اُن کی لگاتار حاضری سے

اُن کا روحانی درجہ بڑھ جائے گا۔ اُنہیں لگتا ہے کہ کلیسیا میں اُن کی لگاتار حاضری سے اُن کا روحانی درجہ بڑھ جائے گا۔ یقیناً کلیسیا میں حاضری دینا بہت اچھی بات ہے۔ لیکن اُن کی حاضری اُن کے خود پر لاگو قانون میں بدل گئی۔ ''ہمیں ہر اتوار کو چرچ جانا ہے'' اور پھر اس قانون نے وہی کیا جو سب قوانین کرتے ہیں۔ اس نے بغاوت کو محرک کر دیا۔

پہلا کرنتھیوں 15 باب 56 آیت ''موت کا ڈنک گناہ ہے اور گناہ کا زور شریعت ہے''

قوانین پر غور کرتے ہوئے کبھی نافرمانی کو پیدا نہیں کیا۔ لیکن وہ شخص کو نافرمان بنانے میں محرک ضرور کرتا تھا۔ پولوس نے اِس سچائی کو بہت آسان الفاظ میں بیان کیا ہے۔ رومیوں 7 باب 5-6 آیت۔

''کیونکہ جب ہم جسمانی تھے تو گناہ کی رغبتیں جو شریعت کے باعث پیدا ہوتی تھیں موت کا پھل پیدا کرنے کے لئے ہمارے اعضاء میں تاثیر کرتی تھیں لیکن جس چیز کی قید میں تھے اُس کے اعتبار سے مر کر اب ہم شریعت سے ایسے چھوٹ گئے کہ روح کے نئے طور پر نہ کہ لفظوں کے پُرانے طور پر خدمت کرتے ہیں۔''

غیر مستقل مزاجی کی ایک وجہ مسیحیوں کی زندگی میں یہ ہے کہ وہ اس بات کو نہیں سمجھتے کہ وہ شریعت کے اعتبار سے مر گئے ہیں۔ شریعت کہتی ہے کہ ''آپ کو لازماً ایسا کرنا ہے۔'' جبکہ فضل کے وسیلہ سے انسان یہ کہتا ہے کہ ''میں ایسا چاہتا ہوں'' بائبل اور مسیحیوں کا تجربہ زندگی یہ بتاتی ہے کہ قوانین کی فہرست کے مطابق زندگی گذارنے سے آپ کبھی بھی کامیاب طرزِ زندگی کو اپنا نہیں سکتے۔

بہت سالوں تک میں نے یقین کیا کہ ایک اچھا مسیحی بننے کے لئے مجھے بہت سے

اچھے کام کرنے ہیں مثلاً چرچ جانا، بائبل پڑھنا، دعائیں کرنا اور گواہی دینا۔ وغیرہ وغیرہ یہ اعمال اُن لوگوں کی زندگی کے ساتھ پیوست ہو جاتے ہیں جو مسیحی زندگی کا تجربہ رکھتے ہیں۔ لیکن یہ سب خُدا کے گہرے تعلق پر مبنی ہونا چاہیے نہ کہ قربت کو حاصل کرنے کا ذریعہ ہونا چاہیے۔ ڈان اور ڈیبرا جو کہ لگاتار چرچ جانا چاہتی تھیں اُنہیں کوئی نہیں روک سکتا تھا۔ اِس قانون کو گلے لگانے کے بعد وہ گرجا گھر سے ہی خارج ہو گئیں۔

اب اِس مقصد کے حصول کے لئے خود کو منظم کرنے سے بھی مجھے کوئی خوشی نہ ہوئی۔ اس کے باوجود کہ میں نے انتہائی کوشش کی مجھے پھر بھی نہ لگا کہ یہ کافی ہے۔ میری زندگی میں ایسے دن بھی آئے جب میں ہر روز صبح جلدی اُٹھ کر کلام پڑھتا اور کئی گھنٹے دُعا میں گزارتا۔ ہر ایک انسان کے ساتھ گواہی دیتا اور میں بہت سے کلام کے حصوں کو زبانی یاد کر لیا۔ مجھے یہ سب کر کے بھی کوئی خوشی نہیں ملی۔ کوئی اندازہ نہیں کہ میں نے کتنا روحانی سفر طے کیا۔ میں ہر وقت اِس سوچ میں رہا کہ مجھے ''یہ کرنا ہی ہے'' میں نے بہت مشکل سے ہی کسی اور چیز کا مزہ لیا ہوگا۔

میں نے مستقل مزاجی سے کبھی بھی حقیقی خوشی کو نہیں پایا جو مجھے ان اعمال سے ملی۔ جیسے کہ میں ہر روز بائبل پڑھتے ہوئے بڑا ہوا۔ یہاں تک کہ میری ٹریننگ کے دوران ہر اتوار کو ہمیں اِس بات کو لکھنا پڑتا تھا کہ ہم نے بائبل کا کتنا مطالعہ کیا۔ میں نے آہستہ آہستہ یہ ذہن بنالیا کہ کس طرح ایک مسیحی کو اپنی بائبل پڑھنی چاہیے۔ میرا موقف صرف بائبل پڑھنے کی خواہش نہیں تھا۔ بس میں جانتا تھا کہ مجھے ایسا کرنا ہے۔ اس لئے میرے لئے کلام کو پڑھنا صرف ایک قانون بن گیا یہ ایک ایسی بات تھی جو مجھے لازمی کرنا تھی کیونکہ یہ خُدا چاہتا ہے کہ میں کروں۔ میں نے وہی کیا جو مجھے لگا کہ خُدا کو مجھ سے توقع ہے۔ شاید میری خواہش بائبل کو پڑھنا نہیں تھی بلکہ یہ میرا فرض بن گیا تھا۔ یہ خود پر لاگو کردہ قانون جس نے کہا کہ ایسا کرو میرے لئے پھر حکم نہ ماننے کا

محرک بن گیا۔

جیسے کہ پُولس نے رومیوں 5:7 میں کیا! اور دیکھیں جب اُس وقت میں ایسا نہیں کرتا تھا جو مجھے کرنا تھا تو مجھے ایک مزاحمت سی محسوس ہوتی تھی۔ تو پھر قانون نے مجھے باغی بنایا کہ ایسا مت کرو اور پھر میری مذمت بھی کی جب میں نے نہ کیا۔

یہ بات عجیب لگتی ہے کہ میں نے خود بھی اُسوقت بائبل کے مطالعہ سے لُطف اُٹھایا جب میں نے دیکھا کہ مجھے بائبل ایک فرض کی طرح نہیں بلکہ اس خواہش سے پڑھنی چاہیے کہ ہم خُدا کا کلام پڑھ رہے ہیں اور اِس سے ہم خُدا میں شراکت پاتے ہیں۔ ایک فضل سے بھرپور سوچ بائبل کے مطالعہ کے لئے بھوک رکھتی ہے۔ جبکہ ایک قانون سے جڑی ہوئی سوچ صرف تھکان ہی پیدا کرتی ہے جب میں صرف قانون کا پیرو تھا۔ میں نے اس قانون سے بندھا ہوا تھا اور جانتا تھا کہ بس ایسا ہی کرنا ہے اب میں کلام کو آزادی سے پڑھتا ہوں۔

قانون کی پاسداری بغیر زندگی کے

اگر آپ کو ایسا لگتا ہے کہ میں مسیحی کی زندگی میں بائبل کی اہمیت کو کم کر رہا ہوں تو یہ غلط ہے آپ میری بات کو سمجھ ہی نہیں سکے میں جانتا ہوں کہ بائبل ہی میں یہ خاصیت ہے کہ وہ ہمیں خُدا کے کلام سے سیر کرتی ہے۔ لیکن اگر ایک شخص صرف رسمی طور پر کلام کو پڑھتا ہے تو پھر اُس نے پورے بھید کو نہیں پایا ہے۔ ہمیں کلام پڑھنا ہے کہ ہم خُدا سے میل جول بڑھائیں نہ کہ صرف ایک فرض کو پورا کریں۔

نئے عہد نامہ میں فریسیوں سے زیادہ تو کوئی بھی کلام کا مطالعہ نہیں کرتا تھا وہ زبانی ہی بہت سا کلام سنا سکتے تھے مگر یسوع نے اُن کی بائبل سٹڈی کے بارے میں کہا (یوحنا 5 باب 39-40) تم کتابِ مقدس میں ڈھونڈتے ہو کیونکہ سمجھتے ہو کہ اُس میں ہمیشہ کی زندگی تمہیں ملتی

ہے اور یہ وہ ہے جو میری گواہی دیتا ہے پھر بھی تم زندگی پانے کے لئے میرے پاس آنا نہیں چاہتے۔

یسوع کا اشارہ اُن کی بائبل کے مطالعہ کی طرف یہ تھا کہ وہ اُسے صرف رسمی تعلیم کے طور پر پڑھتے ہیں۔ وہ بائبل کو تو جانتے ہیں لیکن ان کی روزمرہ کی زندگی میں کوئی پاکیزگی یا روحانی پن نہیں تھا اُن کی اور آج کے مسیحی کی زندگی میں کوئی فرق نہ تھا۔ لوگ خود کو پاکیزگی سے بہت دور رکھ کر خدا کو خوش کرنے کے لئے بہت کچھ کرتے ہیں۔ مثلاً دُعا کرنا، دہ یکی دینا، چرچ جانا وغیرہ وغیرہ۔ یہاں شاید خدمت کا کام ہو لیکن کیا واقعی کلیسیا کی خدمت ہی ہو رہی ہے؟ کیا چیز ہے جو ایک خالی خدمت اور ایک مسیحی خدمت کو الگ کرتی ہے؟ آج کی زندگی میں کلیسیاؤں کی ایسی بہت سی سرگرمی ہے جو کہ حقیقی زندگی سے بہت دور ہیں بہت سے مسیحی خدا کو خوش کرنے کی کوشش میں لگے ہیں۔ لیکن اس سے اُنہیں خود کو خوشی نہیں ملتی کیونکہ اُن کا موقف صرف قانون کی پاسداری ہے۔

جب کوئی بھی شخص اپنے طرزِ زندگی کو درست بنانے کی فہرست بناتا ہے تو وہ سوچتا ہے کہ اُسے ایسا کرنا ہی ہے۔، پھر آخر کار وہ روحانی طور پر شدید تھک جائے گا پھر جذباتی اور آخر کار جسمانی طور پر بھی اُس کی ہمت ٹوٹ جائے گی۔ اِس طرح بہت سے ایسے لوگ ہیں جو کہ خود کو روحانی چکی میں پیستے رہتے ہیں اس لئے کہ وہ سوچتے ہیں کہ خدا کو اُن سے یہ اُمید ہے۔ پھر وہ خدمت کا کام کرتے رہتے ہیں یہ جان کر بھی کہ وہ کربناک تھکان اور خالی پن محسوس کرتے ہیں۔ وہ قانون کے قیدیوں کی طرح رویہ دکھاتے ہیں وہ اُن قوانین سے بندھے ہوئے ہیں جو اُنہیں لگتا ہے کہ اُنہیں کرنا ہی ہے۔ غلطی سے جن قوانین کو مسیحی زندگی سمجھ بیٹھے ہیں۔

جب ہمارا زور اُن قوانین پر ہوتا ہے جو ہمیں ہر حالت میں ماننے ہیں تو پھر ہم خود کو

فرمانبردار سمجھ بیٹھتے ہیں ہم کئی کاموں کو کرنے کے لئے بندھے ہوئے ہیں۔ جب ہم خود مسیح کو اپنی زندگی مان کر روزمرہ کی زندگی کا تجربہ کرتے ہیں تو پھر مسیحی زندگی کے تمام معاملات جو کہ پہلے شریعت تھے اب ایک قدرتی جذبہ کا بے انتہا بہاؤ ہے۔ ہم شریعت کے مطابق مر چکے ہیں جب ہماری پرانی انسانیت بھی مسیح کے ساتھ مصلوب ہوئی۔ اب ہم صرف ایک شخص کے پابند ہیں۔ وہ ہے خداوند یسوع مسیح پولوس اس آزادی کو اِس طرح بیان کرتا ہے۔

(رومیوں 7-1:4 آیت) اے بھائیو! کیا تم نہیں جانتے (میں اُن سے کہتا ہوں جو شریعت سے واقف ہیں) کہ جب تک آدمی جیتا ہے اُسی وقت تک شریعت اُس پر اعتبار رکھتی ہے؟ چنانچہ جس عورت کا شوہر موجود ہے وہ شریعت کے موافق اپنے شوہر کی زندگی تک اُس کے بند میں ہے لیکن اگر شوہر مر گیا تو وہ شوہر کی شریعت سے چھوٹ گئی پس اگر شوہر کے جیتے جی دوسرے مرد کی ہو جائے تو زانیہ کہلائے گی لیکن اگر شوہر مر جائے تو وہ اُس شریعت سے آزاد ہے۔ یہاں تک کہ دوسرے مرد کی ہو بھی جائے تو زانیہ نہ ٹھہرے گی پس اے میرے بھائیو تم بھی مسیح کے بدن کے وسیلے سے شریعت کے اعتبار سے اس لئے مردہ بن گئے کہ اُس دوسرے کے ہو جاؤ جو مُردوں میں سے جلایا گیا تا کہ ہم سب خدا کے لئے پھل پیدا کریں۔

مسیحی شریعت کے لئے مر گیا۔ ہماری پرانی ذات کا منبع شریعت تھی۔ لیکن اب ہمیں رومیوں 4 باب میں پتہ چلا کہ ہماری پرانی انسانیت۔ جو انسان ہم پہلے تھا مر گیا۔ اب ہم نئی شریعت کے پابند ہیں اور وہ ہے پاک روح کی شریعت جو کہ یسوع کی زندگی ہے۔

زندگی نئے قانون کے مطابق

ایسا شخص جو تمام عمر صرف قوانین کی پاسداری کرے گا وہ غیبت کا شکار ہو جائے گا۔ اس قانون کا مقصد یہ بتاتا ہے کہ خُدا کے ساتھ ایک درست رشتہ کا مطلب ہرگز باطنی وضع داری

نہیں ہے۔ اب ہم ایک نئی شریعت کے مطابق زندہ ہیں کہ باطنی طلب کو نہیں بلکہ اندرونی خواہش پر مبنی ہے۔ جب ہمیں لگتا ہے کہ یسوع ہی ہماری زندگی ہے تو پھر ہم اُس کی خواہشات سے متحرک ہوتے ہیں۔ ہم وہیں کچھ کریں گے جس سے خُدا کے نام کو جلال ملے۔ یہ نئی شریعت قوت دلاتی ہے کہ ہم خدائی طرزِ زندگی کو اپنے اندر سے ظاہر کریں، ہم اب صرف اُصولوں پر نظر نہیں رکھتے بلکہ اپنے اُس کے ساتھ رشتے کی گہرائی کو دیکھتے ہیں۔

رومیوں 8 باب 2 آیت "کیونکہ زندگی کے روح کی شریعت نے مسیح یسوع میں مجھے گناہ اور موت کی شریعت سے آزاد کر دیا۔"

رومیوں 7 باب 5 آیت۔ "کیونکہ جب ہم جسمانی تھے تو گناہ کی رغبتیں جو شریعت کے باعث ہوتی تھیں موت کا پھل پیدا کرنے کے لئے ہمارے اعضاء میں تاثیر کرتی تھیں۔"

رومیوں 6 باب 23 آیت۔ "کیونکہ گناہ کی مزدوری موت ہے مگر خدا کی بخشش ہمارے خداوند یسوع مسیح میں ہمیشہ کی زندگی ہے۔"

شریعت ہمیں یہ تو بتاتی ہے کہ ہمیں کیا کرنا اور کیا نہیں کرنا ہے لیکن وہ ہمیں یہ نہیں سکھاتی کہ کس طرح ہمیں اِس سب پر پورا اُترنا ہے شریعت صرف ہمیں ایک مزاحمت شدہ ناکامی دلاتی ہے۔

دوسرا کرنتھیوں 3 باب 7 آیت۔ "اور جب موت کا وہ عہد جس کے حروف پتھروں پر کھودے گئے تھے ایسا جلال والا ہوا کہ بنی اسرائیل موسیٰ کے چہرے پر اُس جلال کے سبب سے جو اُس کے چہرے پر تھا غور سے نظر نہ کر سکے۔ حالانکہ وہ گھٹتا جاتا تھا۔"

اس میں شریعت کو "موت کی خدمت" کیا گیا ہے اور 9 آیت میں اسے "مذمت کی خدمت" کیا گیا ہے۔ ہم اُصولوں کے نظام کے تحت نہیں ہیں بلکہ اُس کے لئے مر چکے ہیں۔

اوراب ہماری نئی پیدائش ہوئی ہے جو کہ فضل کا ایک غیر فطری رشتہ ہے۔ جیسے کہ واچ مین نی نے کہا فضل کا مطلب ہے کہ خدا نے میرے لئے کچھ کیا شریعت کا مطلب ہے کہ میں خدا کے لئے کچھ کروں۔ خُدا کی یقیناً پاکیزگی اور راستبازی کو پورا کرنے کی مالک شریعت ہے۔ خدا مجھ سے کچھ توقع رکھتا ہے۔ اب شریعت سے چھٹکارا کا مطلب ہے کہ وہ آپ سے مزید توقع نہیں رکھتا۔ بلکہ وہ خود مہیا کرتا ہے شریعت کہتی ہے کہ خُدا چاہتا ہے کہ میں اُس کے لئے کچھ کروں۔ اور شریعت سے رہائی کہتی ہے کہ میں اِس سے آزاد ہوں اور ایسا وہ خود ہی فضل کے تحت کرتا ہے اب مجھے خدا کو خوش کرنے کے لئے کچھ بھی کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ شریعت سے مکمل رہائی ہے۔

یہ سچائی قانون کی پیروی کرنے والوں کے لئے ایک شدید ردِعمل ہے۔ خود میں نے اپنی مسیحی زندگی کے کئی سالوں میں خدا کو خوش کرنے کی بہت کوشش کی۔ اوراب کیسا سکون آیا ہے یہ جان کر کہ خُدا کی ہمارے کاموں میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ وہ سب کچھ کرسکتا ہے جو بھی وہ کرنا چاہے۔ وہ نہیں جاننا چاہتا کہ ہم کیا کرسکتے ہیں۔ جب ہم یسوع کو اجازت دیتے ہیں وہ ہماری زندگی سے خود کو ظاہر کرے تو پھر یہ ایک غیر فطری خدمت ہوئی نہ کہ کوئی روحانی سلسلہ جو کہ بعد میں ہمیں پریشان کردیتا ہے۔ مسیحی زندگی کا مدار کاموں کے اردگرد نہیں گھومتا۔ بلکہ اس کا جڑ ہے جینا۔ مسیحی زندگی خود یسوع کی زندگی ہے۔ ہمارا موقف ایک شخص ہے نہ کہ روحانی کاموں کی بڑائی، جیسے ہی ہم نئی شریعت کا تجربہ کرتے ہیں خدائی حرکات نتیجہ کے طور پر ہم سے بہنے لگتی ہیں۔ یہ اُس مخصوصیت کا ردِعمل نہیں ہے جو ہم اپنی طرف سے کرتے ہیں۔

ایمپلیفائیڈ بائبل (Amplified Bible) کہتی ہے گلتیوں 3 باب 2-3 آیت سے روح کو پایا یا ایمان کے پیغام سے؟ کیا تم ایسے نادان ہو کہ روح کے طور پر شرع کر کے اب

جسم کے طور پر کام پورا کرنا چاہتے ہو۔

اچھا سوال ہے۔ مسیحی زندگی میں داخل ہونے کے لئے ہم نے جو کیا وہ یسوع پر بھروسہ رکھنا تھا۔ کیا اب خُدا ہمارے مسیحی ہونے کے بعد ہم سے کچھ اور چاہتا ہے؟ کیا یہ ممکن ہے کہ چند قوانین کی پاسداری کرنے سے ہمیں نجات مل جائے، کیا یہ ہمارے نجات یافتہ ہونے کے بعد اور بھی خُدا کے نزدیک اہم ہے؟ بالکل نہیں پھر کیوں کچھ مسیحی یہ سمجھتے ہیں کہ اُنہیں بار بار بحال ہونے کی ضرورت ہے؟

ایسا اس لئے ہے کہ ابلیس نے اُنہیں بہکایا ہے کہ اُن کی فتح کا راستہ شریعت کی پیروی سے نکلتا ہے اور وہ جانتا ہے کہ یہی ان کی شکست ہے۔ آپ کے لئے ناممکن ہے کہ آپ شریعت کو پورا کرسکیں۔ اگر آپ واقعی چاہتے ہیں کہ آپ کا طرزِ زندگی الٰہی ہو تو پھر آپ کی نظر صرف خُدا پر ہی ہونی چاہیے۔ نہ کلیسیا، نہ کوئی مذہبی سرگرمی، نہ ہی کوئی اخلاقی اقدار، اور نہ ہی اس کے احکامات کی تعمیل پر۔ بلکہ صرف اُس پر اپنی نگاہ رکھیں۔ جو شخص یسوع کا طرزِ زندگی جی سکتا ہے وہ خود یسوع ہی ہے۔ آپ خود کو بار بار بحال کرنے سے صرف خُدا کے لئے جینے کی کوشش ہی کر رہے ہیں۔ ذاتی کوشش شریعت کی پیروی کا نچوڑ ہے۔ یہ بے جواز ہے کہ آپ خُدا سے اُس کے لئے جینے میں مدد مانگیں۔ شاید یہ آپ کا مقصد ہو، لیکن یہ اُس کا مقصد نہیں ہے۔ کیونکہ وہ اپنی زندگی آپ کے وسیلہ سے جینا چاہتا ہے۔

صلیب کے وسیلہ سے خداوند ہماری ان رسیوں کو کاٹ دیتا ہے جو ہمارے ذرائع سے بندھی ہوئی ہیں۔ اور یہ وہ قدیم ذرائع ہیں جن سے پرانا آدم لطف اندوز ہوا ہے۔ بالکل، اگر آپ وہاں سے دیکھیں جہاں خداوند کھڑا ہے۔ الٰہی زندگی تو آپ کو اُسی لمحہ سے مل جاتی ہے جب آسمان سے آپ کا نیا جنم ہوتا ہے مگر جونہی خداوند لہو کی بحال اور معاف کرنے والی قدرت

اوراب ہماری نئی پیدائش ہوئی ہے جو کہ فضل کا ایک غیر فطری رشتہ ہے۔ جیسے کہ واچ مین نی نے کہا فضل کا مطلب ہے کہ خدا نے میرے لئے کچھ کیا شریعت کا مطلب ہے کہ میں خدا کے لئے کچھ کروں۔ خُدا کی یقیناً پاکیزگی اور راستبازی کو پورا کرنے کی مالک شریعت ہے۔ خدا مجھ سے کچھ توقع رکھتا ہے۔ اب شریعت سے چھٹکارا کا مطلب ہے کہ وہ آپ سے مزید توقع نہیں رکھتا۔ بلکہ وہ خود مہیا کرتا ہے شریعت کہتی ہے کہ خُدا چاہتا ہے کہ میں اُس کے لئے کچھ کروں۔ اور شریعت سے رہائی کہتی ہے کہ میں اِس سے آزاد ہوں اور ایسا وہ خود ہی فضل کے تحت کرتا ہے اب مجھے خدا کو خوش کرنے کے لئے کچھ بھی کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ شریعت سے مکمل رہائی ہے۔

یہ سچائی قانون کی پیروی کرنے والوں کے لئے ایک شدید ردِ عمل ہے۔ خود میں نے اپنی مسیحی زندگی کے کئی سالوں میں خدا کو خوش کرنے کی بہت کوشش کی۔ اوراب کیسا سکون آیا ہے یہ جان کر کہ خُدا کی ہمارے کاموں میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ وہ سب کچھ کرسکتا ہے جو بھی وہ کرنا چاہے۔ وہ نہیں جاننا چاہتا کہ ہم کیا کرسکتے ہیں۔ جب ہم یسوع کو اجازت دیتے ہیں وہ ہماری زندگی سے خود کو ظاہر کرے تو پھر یہ ایک غیر فطری خدمت ہوئی نہ کہ کوئی روحانی سلسلہ جو کہ بعد میں ہمیں پریشان کردیتا ہے۔ مسیحی زندگی کا مدار کاموں کے اردگرد نہیں گھومتا۔ بلکہ اس کا جڑ ہے جینا۔ مسیحی زندگی خود یسوع کی زندگی ہے۔ ہمارا موقف ایک شخص ہے نہ کہ روحانی کاموں کی بڑائی، جیسے ہی ہم نئی شریعت کا تجربہ کرتے ہیں خدائی حرکات نتیجہ کے طور پر ہم سے بہنے لگتی ہیں۔ یہ اُس مخصوصیت کا ردِ عمل نہیں ہے جو ہم اپنی طرف سے کرتے ہیں۔

(Amplified Bible) ایمپلیفائیڈ بائبل کہتی ہے گلتیوں 3 باب 2-3 آیت سے روح کو پایا یا ایمان کے پیغام سے؟ کیا تم ایسے نادان ہو کہ روح کے طور پر شرع کرکے اب

جسم کے طور پر کام پورا کرنا چاہتے ہو۔

اچھا سوال ہے۔ مسیحی زندگی میں داخل ہونے کے لئے ہم نے جو کیا وہ یسوع پر بھروسہ رکھنا تھا۔ کیا اب خُدا ہمارے مسیحی ہونے کے بعد ہم سے کچھ اور چاہتا ہے؟ کیا یہ ممکن ہے کہ چند قوانین کی پاسداری کرنے سے ہمیں نجات مل جائے، کیا یہ ہمارے نجات یافتہ ہونے کے بعد اور بھی خُدا کے نزدیک اہم ہے؟ بالکل نہیں پھر کیوں کچھ مسیحی یہ سمجھتے ہیں کہ اُنہیں بار بار بحال ہونے کی ضرورت ہے؟

ایسا اس لئے ہے کہ ابلیس نے اُنہیں بہکایا ہے کہ اُن کی فتح کا راستہ شریعت کی پیروی سے نکلتا ہے اور وہ جانتا ہے کہ یہی ان کی شکست ہے۔ آپ کے لئے ناممکن ہے کہ آپ شریعت کو پورا کرسکیں۔ اگر آپ واقعی چاہتے ہیں کہ آپ کا طرزِ زندگی الٰہی ہو تو پھر آپ کی نظر صرف خُدا پر ہی ہونی چاہیے۔ نہ کلیسیا، نہ کوئی مذہبی سرگرمی، نہ ہی کوئی اخلاقی اقدار، اور نہ ہی اس کے احکامات کی تعمیل پر۔ بلکہ صرف اُس پر اپنی نگاہ رکھیں۔ جو شخص یسوع کا طرزِ زندگی جی سکتا ہے وہ خود یسوع ہی ہے۔ آپ خود کو بار بار بحال کرنے سے صرف خُدا کے لئے جینے کی کوشش ہی کر رہے ہیں۔ ذاتی کوشش شریعت کی پیروی کا نچوڑ ہے۔ یہ بے جواز ہے کہ آپ خُدا سے اُس کے لئے جینے میں مدد مانگیں۔ شاید یہ آپ کا مقصد ہو، لیکن یہ اُس کا مقصد نہیں ہے۔ کیونکہ وہ اپنی زندگی آپ کے وسیلہ سے جینا چاہتا ہے۔

صلیب کے وسیلہ سے خداوند ہماری ان رسیوں کو کاٹ دیتا ہے جو ہمارے ذرائع سے بندھی ہوئی ہیں۔ اور یہ وہ قدیم ذرائع ہیں جن سے پرانا آدم لطف اندوز ہوا ہے۔ بالکل، اگر آپ وہاں سے دیکھیں جہاں خداوند کھڑا ہے۔ الٰہی زندگی تو آپ کو اُسی لمحہ سے مل جاتی ہے جب آسمان سے آپ کا نیا جنم ہوتا ہے مگر جونہی خداوند لہو کی بحال اور معاف کرنے والی قدرت

کا بھید آشکارا کرتا ہے یا پھر ہماری رہائی کے لئے مسیح اور ہماری مشترکہ موت کی اہمیت سے ظاہر کرتا ہے کہ ہمارا پرانا آدم ہماری نئی انسانیت سے کٹ چکا ہے اب ہمیں جینا ہے اور اب کسی اور کی زندگی کے ذرائع سے ہمیں زندہ رہنا ہے۔

شاید آپ کو کچھ معیوب سا لگے کہ آپ کی نظر اب شریعت کے قوانین کی فرمانبرداری نہیں کر رہی جو کہ آپ سالوں سے کر رہے تھے۔ پھر بھی جب آپ یسوع کو اجازت دیں گے کہ وہ آپ کے وسیلہ سے زندگی جئے تو پھر آپ کا طرزِ زندگی الٰہی ہو جائے گا یسوع نے کسی قانون کو دو ہزار سال پہلے نہیں توڑا۔ اُس نے اُس وقت بھی شریعت کو پورا کیا تھا اور آج بھی وہ ایسا ہی کرنے والا ہے آپ کی زندگی کے وسیلہ سے کیا آپ نے اپنی زندگی خداوند کی فرمانبرداری کرنے میں گزار دی؟ تو بتائیں بھلا آپ کی یہ کوشش کتنی کامیابی رہی؟

کامیابی کے حصول میں شریعت کو پورا کرنے کی کوشش آپ کو غیبت زدہ اور ناکام بنا دیتی ہے لیکن کوئی ہے جو ایسا کر سکتا ہے اور وہ خود یسوع ہی ہے۔ لیکن وہ صرف اُس وقت ایسا کرے گا جب آپ اپنی کوشش چھوڑ کر خود یسوع کو آخر کار اپنے اندر جینے دیں۔ آپ ہرگز یہ مت سوچیں کہ آپ بغیر جنگ کیئے فتح حاصل کر لیں گے۔ جب خُدا نے ایک متبادل زندگی کا بھید مجھ پر کھول دیا تو میں نے مان لیا کہ اب گناہ پھر کبھی میری آزمائش نہیں کرے گا۔ میں کچھ عرصہ تک تو اتنی جذباتی اونچائی پر تھا کہ مجھے لگا میری پرانی انسانیت مجھ سے اُٹھا کر بہت دور پھینک دی گئی ہے۔ لیکن یہ زیادہ دیر تک میرے ذہن میں نہیں رہا کیونکہ میں نے پایا کہ پرانا آدم تو مر گیا مگر جسم اب بھی موجود ہے۔ اب یہ میرے لئے اونچائی سے نیچے اُتر کر یہ دیکھنے کا وقت تھا کہ خُدا اُن پرانے جسمانی نمونوں کا کیا کرے گا جو میں نے ایک عرصے تک اپنائے رکھے تھے۔

ساتواں باب:

فتح بطورِ تحفہ

میں نے فتح حاصل کرنے کی تمام تر کوششیں آزمالیں لیکن پھر بھی مجھے کچھ حاصل نہ ہوا۔ میں نہیں جانتا تھا کہ نہ تو میرے مرنے سے نہ ہی میرے اعمال سے وہ فتح ممکن تھی تمام مسیحیوں کی طرح میں بھی چاہتا تھا کہ میں خُدا کو جلال مخلصی سے پہنچاؤں۔ اپنے دل اور روح کی گہرائی سے ہم چاہتے ہیں کہ ہم بھی خداوند کی راستبازی کا تجربہ حاصل کریں۔ اب مسیحی جس کی زندگی یسوع کے طرزِ زندگی سے مطابقت نہیں رکھتی مشکل میں پڑ جائے گی۔ ایک گنہگار مسیحی کا رویہ غیر فطری ہے۔ دوزخ کسی بھی انسان کا باطن ہے اور اُسی روح کے درجات کے پیشِ نظر آپ کو راستبازی دی گئی تو پھر جب ایک مسیحی گناہ کرتا ہے تو اصل میں وہ خود اپنی ہی فطرت کے مخالف ہے۔ جب بھی کوئی شخص غیر فطری رویہ اختیار کرتا ہے وہ خود بھی اپنے رویہ کے بارے میں درست محسوس نہیں کرتا ہے۔ اب شاید گناہ میں وقتی یا ظاہری طور پر کوئی مسرت ہو لیکن گہرائی میں ایسا شخص ضرور بے چین ہوگا۔ وہ لوگ جنہوں نے یسوع کو قبول نہیں کیا اُنہیں مسلسل گناہ کرنے سے کوئی فرق بھی نہیں پڑتا۔ کیونکہ یہ اُن کی فطرت ہے۔

تو کیا پھر اس کا مطلب ہے کہ ایک مسیحی کامل شخص بن جائے گا؟ ہماری پرانی انسانیت تو یسوع کے ساتھ مصلوب ہو کر مر گئی لیکن یہاں ہماری فتح کے راستہ میں ایک اور بڑی رکاوٹ ہے اور وہ پرانا آدم نہیں بلکہ یہ جسم ہے جس سے ہمیں روزمرہ لڑنا پڑتا ہے۔ کیونکہ جسم بھی ہمارا دشمن ہے پچھلے باب میں جسم کا ذکر کیا گیا کہ یہ اُن تکنیکوں کا منبع ہے جو ہم یسوع کے سامنے خود مختار ہونے کے لئے اپناتے ہیں۔'' اب ظاہر ہے کہ جسم کے احساسات ہمیشہ مکار ہی رہیں گے۔ اب اس کی مثال وہ شخص ہے جو اپنے جذبات کی تسکین یا جنسی تسکین کی خاطر زنا کرتا ہے یا

پھر جسم ایک باعزت شخص کا بھی ہوسکتا ہے جو اپنی کلیسیا میں بائبل کی تعلیم دیتا ہے۔ جسم کی پیروی کرنے کا مطلب یہ ہوا کہ آپ نے وہ طرزِ زندگی نہیں اپنایا جو یسوع کے وسیلہ سے آتی ہے۔

ہم سبھی نے اپنے جسمانی طور طریقے اپنائے ہوئے ہیں ہم سبھی نے ایسی مہارتوں کو سیکھا ہے کہ جن سے ہم کم از کم تکالیف سے گزریں اور اپنی ذات کے دائرے کو بڑھانے کے زیادہ سے زیادہ مواقع پائیں۔ جب تک کہ ہم یسوع کو اپنی زندگی نہیں مان لیں گے تب تک یہی جسمانی نمونے ہمارے کردار اور رویئے سے نظر آئیں گے۔ اب جسمانی طرزِ زندگی کا ایک ناگزیر نتیجہ یہ بھی ہے کہ ہم کبھی بھی روحانی اُتار چڑھاؤ سے پیچھا نہیں چھڑا سکتے یا کہہ لیں کہ غیر مستقل مزاج ہی رہیں گے۔

جسم اور خدمت

جسم کس طرح ہماری زندگی میں کارکردگی دیکھتا ہے اس واقفیت کے بغیر ہماری فتح مندی کا موقف خلط ملط ہو جائے گا۔ بہت سالوں تک میری اپنی زندگی کے بارے میں جانچ پڑتال یہی تھی کہ میں کبھی خُدا کے نزدیک ''اور کبھی'' اُس سے بہت دور تھا۔'' جب بھی مجھے شکست احساس ہوتا تو مجھے لگتا کہ میں خُدا کے ساتھ رابطے میں نہیں ہوں اور اب مجھے خُدا کے پاس واپس جانے کی ضرورت ہے۔ اس سے پہلے کہ میں خود یسوع کو اپنی زندگی مان لیتا میں مستقل شکست خوردہ رہتا تھا۔ جب میں نے خود کو خُدا کے قریب کرنا چاہا تو میں وہ سب کام کرتا جو مجھے خُدا کو خوش کرنے کے لئے کرنا ضروری لگے پھر میں اس سے انتہائی تھک جاتا اور پھر تھوڑے عرصہ بعد مجھے لگتا کہ میں خُدا سے دور رہوں تو پھر وہی چکر چلتا رہتا ہے۔ بحالی اور بیداری اور پھر وہی تھکا دینے والے کام۔

میں ایک ذہنی دباؤ کا مارا ہوا مسیحی بن کر رہ گیا کیا آپ نے کبھی اس قسم کی عدم توجہ والی

مسیحیت کا تجربہ کیا؟ پھر میں نے مختلف کاموں کو خُدا کے لئے کرتے وقت محسوس کیا کہ خُدا مجھ سے توقع رکھتا ہے۔ لیکن خُدا کی یہ مرضی ہرگز نہ تھی۔ یاد رکھیں کہ سچ یہ ہے کہ خُدا کبھی ہم سے دور یا پاس نہیں ہوتا۔ اگر یسوع ہم میں اور ہم اُس میں ہیں تو پھر وہ اِس سے زیادہ قریب کیا ہوگا؟ شاید ہم خُدا سے دوری کو محسوس کریں لیکن یسوع تو ہمارے اندر رہتا ہے اور اُس کا وعدہ ہے کہ وہ ہمیں کبھی نہیں چھوڑے گا۔

ایک فتح مند مسیحی زندگی اُس زندگی سے ہرگز کم نہیں جو یسوع کے فرزند خود اُسے اپنی زندگی سے ظاہر کرتے ہیں ایسا رویہ جو یسوع پر مشتمل نہ ہو تو پھر وہ جسم کی طرف سے آتا ہے۔ فرض کریں خُدا کو خوش کرنے کی کوشش کے دوران جسم کی توانائی سے ہمارے اعمال پھوٹ نکلیں گے۔ ”تبدیل شدہ زندگی خُدا کے ذرائع پر منحصر ہے نہ کہ ہمارے اپنے ذرائع پر، جسمانی زندگی کا انحصار ہے کہ میں کیا کرسکتا ہوں“

شاید ہم جسم پر بھروسہ کرنے اور بہت پُر جوش ہونے کی وجہ سے کلیسیا میں تو بہت تعریف پائیں۔ خُدا کی مرضی ہرگز یہ نہیں ہے کہ وہ مسیحی زندگی جینے میں ہماری مدد کرے یا ہماری منسٹری خدمت میں مدد کرے۔ وہ خود یہ کام کرنا چاہتا ہے۔ ہمارے وسیلہ سے۔ میجر ایان تھامس نے کیا ہے۔

اس سے زیادہ قابلِ نفرت بات کوئی ہو ہی نہیں سکتی کہ جسم پاکیزہ ہونے کی کوشش کرتا ہے! جسم کا جھکاؤ راستبازی کے مخالف ہے۔ لیکن اگر بدن اِس طرح کی راستبازی کو حاصل کرے تو وہ راستبازی ذاتی راستبازی ہے اور ذاتی راستبازی ایک ذاتی شعوری راستبازی ہے اور اس قسم کی راستبازی ہمیشہ خودستائش سے بھری ہوئی ہے۔ یہ ظاہری ردِعمل ہے۔ جو کہ ضرور ہے کہ شیخی سے مبنی ہو اور ایسے فرد کو بھانپ کر اصلاح کرنی ضروری ہے۔ اب دوسری جانب ذاتی

راستبازی جسم کو مجبور کرتی ہے اور وہ ناکام ہو جاتا ہے تو پھر یہ شیخی اور خودستائش کے بجائے خود ترسی میں بدل جاتی ہے اور اس باطنی مشکلات شروع ہو جاتی ہیں اور اِس کو بھی کسی ماہر نفسیات کو دکھانا ضروری ہے! یہ ممکن ہے کہ آپ خُدا کو خوش کرنے کی کوشش میں مخلص ہوں، پر آپ کی مخلصی غلط ہے۔ روحانی جسم کی بات کو پانا مشکل ہے کیونکہ یہ اکثر دوسرے مسیحیوں کی طرح روحانی خدمت سے شاید آپ کو کوئی خوشی مل جائے یا پھر یہ آپ کو روحانی، جذباتی اور جسمانی طور سے نچوڑ کر رکھ دے گی۔ شاید خُدا آپ کی اصل مشکل آپ کو دکھا رہا ہو۔ بہت سے مسیحی آج تھکن سے چور ہو چکے ہیں کیونکہ اُنہیں ایسا لگتا ہے کہ مسیحی زندگی ابتدائی طور پر خُدا کی خدمت کرنے والی زندگی ہے۔ لیکن یہ سچ نہیں ہے۔ مسیحی زندگی ابتدائی طور پر خُدا سے میل ملاپ کرنا ہے۔

شاید آپ کے اندر خُدا کی خدمت کرنے کی خواہش بڑی شدید ہو۔ یہ مسیح کا مخلص احساس ہی تھا کہ اُس نے ہم سب کے لئے اپنی جان دے کر ہم پر احسان کیا۔ اور جب آپ نے اپنا فرض سمجھ لیا ہے کہ ایک مسیحی ہونے کی حیثیت سے آپ بس نکل پڑیں گے۔ ایسے رویہ کو اپنائیں گے جو کہ آپ کو لگتا ہے کہ اب آپ پر لاگو ہو جاتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ آپ کے اردگرد دوسرے لوگوں کی تکلیف آپ سے نہ دیکھی جاتی ہو۔ اور پھر پاکیزہ جذبے آپ کے دل میں جوش مارتے ہوں گے کہ آپ خُدا کے لئے کچھ کریں پھر وہ سب جو ہوا اُس کا نچوڑ یہ ہے کہ آپ کو آپ کے گناہوں سے معافی مل گئی ہے۔ کیونکہ آپ نے خداوند کو نجات دہندہ کے طور پر قبول کیا ہے۔ جس نے آپ کے لئے اپنی جان دی ہے اور اُس نے آپ کو تبدیل کردیا ہے۔ تو پھر اب آپ کے پاس کوئی متبادل نہیں ہے سوائے اس کے کہ آپ اپنے جسم کو یہ سکھائیں کہ اُسے کس طرح کا رویہ اختیار کرنا چاہیے تاکہ یہ بدن الٰہی ہونا سیکھ جائے۔

یہ انتہائی ناممکن سی بات ہے! کیونکہ جسم کی فطرت کبھی نہیں بھولتی۔اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ آپ نے اسے کتنا ہی سمجھایا ہو یہ تو بس غلاظت ہی غلاظت ہے۔تو چاہے اس کی بغل میں بائبل ہو،اور ہاتھ میں مشنری کاموں کے لئے چیک اور چہرے پر ایک مبشرانہ رویہ ہو!

کوئی بھی شخص جس کی مسیحی زندگی کا مرکز خدمت ہے ضرور ہی غیبت زدہ زندگی کا شکار ہو جائے گا۔میں اپنے ذاتی تجربہ سے کہتا ہوں یہ ایک دردناک احساس ہے جب خُدا نے مجھے دکھایا کہ میں اپنی خدمت میں اُس سے زیادہ وقت گزارتا تھا یا کہہ لیں کہ میں اپنی خدمت کے کاموں سے اُس سے زیادہ پیار کرتا تھا جس نے مجھے اپنی خدمت کے لئے بلایا ہے۔

جلدی یا دیر سے ایسا شخص جو خدمت کے سلسلے میں دن رات بھاگتا رہتا ہے۔جھلس کر رہ جائے گا،اور پھر کیا ہی حیرت انگیز احساس ہوگا جب ایک دن ایک انسان کی کوشش جل کر راکھ ہو جائے گی مگر خود مسیح کی زندگی قائم رہے گی۔مسیح کی خدمت جو اُمند کر ہمارے طرزِ زندگی سے باہر نکل رہی ہے کچھ نہیں ہے سوائے جسمانی خواہش کے۔خُدا کو کبھی جسم سے نہیں جلال نہیں مل سکتا۔اس بات سے برطرف کہ وہ بدن کتنی ہی بار بحال ہوا ہے۔

جسم اور گناہ:

ایک مسیحی جو جسم کے تحت زندگی گذارتا ہے۔وہ اپنا روحانی تجربہ کبھی زیادہ بجلی کی مقدار اور کبھی ایک ناکارہ بیٹری کی طرح کرتا ہے۔ایسا شخص ہمیشہ روحانی برق تلاش کرتا رہے گا۔میں نے کتابیں پڑھیں،اور بہت سی کانفرنسوں اور سیمیناروں پر گیا بیداری کی عبادتوں پر گیا۔ٹیپ پر کلام کو سنا،اور ایسا بہت کچھ کیا جس کی بدولت ''میری بیٹری چارج'' ہو جائے یسوع کے لئے آپ نے اس مشکل کا تجربہ کیا؟اس طرح تو میری بہت حوصلہ شکنی ہوئی کیونکہ میں اتنی جلدی خود کو چارج نہیں کر پاتا تھا جتنی جلدی کہ میری بیٹری ختم ہو جاتی۔کیا آپ نے ایسی مشکل

کا تجربہ کیا؟میں نے خود کو گناہ کے جسمانی نمونہ کے لئے نقصان دہ سمجھا۔جب بھی میں نے گناہ کیا میں نے اپنے اندر شرمندی کو محسوس کیا اور خُدا اسے مدد مانگی کہ وہ میرے لئے انتظام کرے۔میں بارہا اس معاملے کو حل کرتا اور جو کچھ بھی بن پاتا وہ کرتا۔جو بھی ہو کوئی مسیحی فتح کا تجربہ حاصل نہیں کرتا گناہ پر جب تک کہ وہ خود کو یسوع کے لئے چارج کرتا رہے۔یسوع خود گناہ پر ہماری قوت ہے۔جیسے ہی ہم یسوع کو اجازت دیتے ہیں کہ وہ ہمارے وسیلہ سے خود کو ظاہر کرے۔ہم آزمائش پر مسلسل فتح کا تجربہ حاصل کرتے ہیں۔یہ امتیاز نہایت ضروری ہے۔یسوع ہمیں فتح نہیں دیتا،وہ تو خود ہماری فتح ہے یسوع کے وعدوں پر ایمان رکھتے ہوئے ہمیں کامیاب مسیحی زندگی کے ذریعہ واسطہ رکھنا ہے۔

1 کرنتھیوں 15 باب 57 آیت ''مگر خدا کا شکر ہے جو ہمارے خداوند یسوع مسیح کے وسیلہ سے ہم کو فتح بخشتا ہے۔''

بائبل واضح طور پر بتاتی ہے کہ فتح وہ تحفہ ہے جو ہمیں یسوع مسیح سے ملتا ہے سو اگر خداوند یسوع ہمارا ہے تو فتح بھی ہماری ہے۔

2۔کرنتھیوں 2 باب 14 آیت ''مگر خدا کا شکر ہے جو مسیح میں ہم کو ہمیشہ اسیروں کی طرح گشت کراتا ہے اور اپنے علم کی خوشبو ہمارے وسیلہ سے ہر جگہ پھیلاتا ہے۔''

کیا خدا ہر روز ہمیں شادمان کرتا ہے؟ ہمیشہ کرتا ہے! کیا وجہ ہے ہماری روزمرہ کی شادمانی کی؟یسوع!

(رومیوں 8 باب 37 آیت) ''مگر اُن سب حالتوں میں اُس کے وسیلہ سے جس نے ہم سے محبت کی ہم کو فتح سے بھی بڑھ کر غلبہ حاصل ہوتا ہے۔'' زندگی کبھی کبھی انتہائی مشکل ہو جائے گی۔لیکن،ہم صرف فاتح نہیں ہیں بلکہ ہم یسوع کے وسیلہ سے فاتح سے بھی بڑھ کر ہیں۔

کیا آپ کے سامنے کوئی تصویر واضح ہوئی۔ ہمیں فتح جنگ سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ ہم ایمان سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ جب ہم یسوع کے پابند ہو کر اُسے اپنی زندگی سے خود کو ظاہر کرنے کی اجازت دیتے ہیں تو ہم درحقیقت فتح میں ہی زندہ ہیں۔

(1 یوحنا 5 باب 4 آیت) ''جو کوئی خدا سے پیدا ہوا ہے وہ دُنیا پر غالب آتا ہے وہ غلبہ جس سے دنیا مغلوب ہوئی ہے ہمارا ایمان ہے۔''

مسیحیوں کو کیا ضرورت ہے کہ وہ اپنے روحانی کھمبے چارج کرتے رہیں جب ہمارے پاس ایک خودکار ''پاور پلانٹ'' ہے جو کہ ایمان سے کسی بھی وقت چارج کیا جاسکتا ہے۔

گناہ کی بجائے خُدا پر غور کریں۔

میں پورے یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ جسم کے ذریعے شکست کو روکنے کیلئے گناہ کی روک تھام کرنا پڑے گی، اگر آپ مرغن غذاؤں سے پرہیز کرنا چاہیں لیکن ہر روز آپ (Pissa Hut) پیزا ہٹ مینو کارڈ پڑھ کر دل میں خوب لطف اندوز ہو رہے ہیں تو پھر آپ نے پرہیز پورا نہیں کیا۔ ہم اگر گناہ سے پیش پیوست رہیں یا گناہ ہمارے ذہن کو اُلجھائے رکھے تو اِس جسم پر فتح حاصل کرکے فتح کا تجربہ نہیں کرسکتے۔ ہمیں یسوع کے لئے جنونی ہونا ہے نا کہ گناہ کے لئے۔

(رومیوں 8 باب 5-6 آیت) ''کیونکہ جو جسمانی ہیں وہ جسمانی باتوں کے خیال میں رہتے ہیں مگر جو روحانی ہیں وہ روحانی باتوں کے خیال میں ہیں۔ جسمانی نیت موت ہے مگر روحانیت نیت زندگی اور اطمینان ہے۔''

فلپ نے گذشتہ سالوں میں کئی بار زنا کیا۔ وہ ایک ایسے خاندان سے آیا تھا جہاں اُس کے ماں باپ نے "an open marriage" وفاداری کا ماحول نہیں رکھا تھا۔ وہ اکثر اپنے ساتھ گھر پر دوسرے ساتھی کو لے آتے۔ اب سوچئے کہ اُس بچے کے ذہن پر کیا اثر ہوا

جب اُس نے اپنے والدین کو ایک دوسرے سے محبت اور وفاداری کے نمونہ پر چلتے ہوئے نہ دیکھا۔ اور اُس کے حصہ میں آنے والی محبت بھی ناکافی تھی کیونکہ وہ دونوں اُن لوگوں کے ساتھ زیادہ وقت گزارتے جو آن کے آشنا تھے۔ فلپ کی ذات کی کمی، اور پھر شادی کے لئے غلط نظریہ رکھنے والے خاندان میں رہنے کے بعد فلپ نے یسوع کو قبول کیا اور اپنی بیوی سے وفادار رہنا چاہتا تھا۔ لیکن پھر بھی ڈرتا تھا۔ اب اُس نے جارحانہ رویہ اختیار کیا۔ اور ایک دن اُس نے مجھ سے کہا کہ مجھے ڈر لگتا ہے کہیں میں پھر سے بھٹک نہ جاؤں اور جہاں بھی میں جاتا ہوں مجھے لگتا ہے کہ آزمائش مجھے گھیر لیتی ہے۔ تو اِس نے ٹیلی ویژن دیکھنا بھی چھوڑ دیا تھا تاکہ وہ جنسی ہوس کا شکار نہ ہو جائے۔ وہ فلمیں دیکھنے سے گھبراتا تھا اور کہنے لگا کہ اب تو میں صبح کام پر جاتے ہوئے اشتہار بھی نہیں دیکھتا۔ فلپ کو لگتا تھا کہ اُس کے ذہن میں ایک بارودی سرنگ بچھی ہوئی ہے اور اگر کسی بھی دن کسی آزمائش کے بارود پر اُس کا پاؤں اچانک آ گیا تو اُس کی روحانیت بم کی طرح پھٹ کر اُڑ جائے گی۔

فلپ کا رویہ الگ نہیں ہے۔ لیکن اُس نے شیطان کو کچھ زیادہ ہی سوار کر لیا ہے۔ شیطان کسی مسیحی سے گناہ نہیں کروا سکتا۔ لیکن فلپ جیسے رویہ کو مسیح کے ساتھ مطابق رکھنے کی سخت ضرورت ہے۔ بائبل بتاتی ہے کہ خُدا ہمیں گرنے نہیں دیتا۔

یہوداہ کا خط 1 باب 24 آیت۔ اب جو تم کو ٹھوکر کھانے سے بچا سکتا ہے اور اپنے پُرجلال حضور میں کمال خوشی کے ساتھ بے عیب کرکے کھڑا کرسکتا ہے۔ فلپ کی مشکل یہ نہیں تھی کہ وہ روحانی طور پر کمزور تھا۔ خُدا کی لامتناہی قدرت اُس کے اندر موجود تھی۔ اُس نے درحقیقت ابلیس کی صلاحیت پر بہت زیادہ یقین بنالیا جو کہ اُسے گراسکتی تھی اُس پاک روح سے زیادہ جو کہ اُسے گرنے سے بچانے کی پوری قدرت رکھتا ہے۔

خُداوند کا مقصد صرف اتنا ہی ہے کہ ہماری ساری زندگی کا دارومدار صرف یسوع پر ہنا چاہیے۔ ہمارے ذہن مسلسل یسوع پر ہی لگے ہوئے ہوں۔ جب ہمارے ذہن یسوع پر لگے ہوں گے تو ہم خدا کے امن کے وسیلہ سے ایک باکردار زندگی کا تجربہ کریں گے۔ مگر ہر وقت کا اُلجھا رہنا ضرور ہی محرک ثابت ہوگا اُن گناہوں کو کرنے کے لئے جن سے ہم پیچھا چھڑانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

گلتیوں 5 باب 16 آیت۔ ''مگر میں یہ کہتا ہوں کہ روح کے موافق چلو تو جسم کی خواہش کو ہرگز پورا نہ کرو گے۔''

جسم پر قابو پانے کی کُنجی ہے پاک روح کی رفاقت یہاں مسیحیوں کے درمیان پاک روح سے بھرپور زندگی میں چلنا پر بہت بحث ہوتی ہے۔ اب اس زندگی کا قلب یہی ہے کہ آپ پاک روح کو اپنے وسیلہ سے کام کرنے دیں۔ یہ خدا کا بتایا ہوا نسخہ ہے۔ پھر بھی ہم خود کو روحانی بنانے کے لئے اپنے اعمال کو دھو نہیں سکتے۔ یہ ممکن نہیں ہے کہ آپ اپنے ماضی میں جا کر اپنے کاموں کو بدل سکیں۔ اور پھر کامیاب ہو جائیں۔ یہ خداوند کی روح ہے۔ جو ہمیں فتح دلاتی ہے۔ جس طرح یسوع کی مصلوبیت اور جی اُٹھنے سے ہمیں ہمارے گناہوں سے معافی ملی ہے تو پھر اُس کی زندگی ہمیں آزاد کرتی ہے۔ گناہ کی قوت سے جب وہ یسوع سے پوری وفاداری سے بندھے ہوئے تھے۔

رومیوں 5 باب 10 آیت ''کیونکہ جب باوجود دُشمن ہونے کے خدا سے اُس کے بیٹے کی موت کے وسیلہ سے ہمارا میل ہو گیا تو میل ہونے کے بعد تو ہم اُس کی زندگی کے سبب سے ضرور ہی بچیں گے۔''

کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ خداوند یسوع ہمیں گناہوں سے چھٹکارا دلانے کے لئے اپنی

جان دے اور پھر ہمارے نجات یافتہ ہونے کے بعد ہمیں گناہ پر غالب آنے کا کوئی راستہ نہ دکھائے؟ ہم گناہ کی قوت سے بچ گئے یسوع کے ہماری زندگی سے منعکس ہونے کے باعث۔ اب میں کبھی بھی اپنی روحانی بیٹری چارج نہیں کرونگا۔ جب ہم یسوع کے پابند ہوتے ہیں تو پھر اس کا مطلب ہے کہ ہماری زندگی سے پوری قوت جاری ہے۔ جب ہم اُس پر بھروسہ رکھ کر آرام چاہتے ہیں تو پھر ہم فتح کا تجربہ کرتے ہیں۔ جب ہم اُس کے پابند نہیں ہوتے تو پھر ہم آف کا بٹن دبا کرنا کام ہو جاتے ہیں۔ یسوع کی زندگی آزمائش سے بچنے کے لئے علاج ہے۔ یہ فلپ کی شکل کا حل بھی ہے۔ یسوع کا طرزِ زندگی جو فلپ سے ہر روز منعکس ہوتا ہے اُسے گناہ سے بچنے کی قوت دے گا اور وہ پھر کبھی زنا نہیں کرے گا۔ اُسے ہر لمحہ صرف یسوع کا پابند ہونے کی ضرورت ہے۔

اور جب تک وہ ایسا کرے گا خداوند آزمائش سے اُسے بچالے گا جسم تو ہمیشہ جسم ہی رہے گا۔

کچھ عرصہ تک جب یسوع نے متبادل زندگی کا بھید آشکارا کیا تو میں نے خود کو چٹان کی بلندی پر محسوس کیا۔ پھر وقت آیا جب میرے جسم نے دوبارہ سر اُٹھایا اور مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ میرے جسم کا تو کچھ بھی نہیں بدلا۔ بلکہ یہ اُتنا ہی غلط نکلا جتنا کہ پہلے تھا۔ لیکن برائے مہربانی یہ سمجھئے کہ یہ صرف اُسی وقت غلط لگتا ہے جب آپ اسے مسیح کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ کبھی کبھار جب ہم یسوع کی پابندی کرنا بھول جاتے ہیں تو یہ غلط جسم انتہائی دلکش لگتا ہے۔ اس کا سامنا کریں اور دیکھیں کہ اگر اس آزمائش میں کشش نہیں ہے تو پھر کیا چیز ہے جو آپ کو گناہ پر اُکساتی ہے؟ کبھی کبھی تو میرے جسمانی نمونے بیدار ہو جاتے ہیں اور میں پھر خود کو جسم سے جُڑا ہوا محسوس کرتا ہوں۔ آپ ہرگز مجھے تنقیدی نظر سے نہ دیکھیں کیونکہ آپ کا اور میرا جسم ایک ہی

طرح کا ہے۔ جسم کو مسیحی بلوغت، روحانی جنگ اور کسی بھی دوسری چیز سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میں نے دیکھا کہ جب میں نے خود کو یسوع کی سُپردگی میں دیا۔ میں نے فتح کو محسوس کیا اور جب میں نے خود کو یسوع کے سپرد نہ کیا تو مجھے شکست ہوئی۔

جب مسیحی لوگ یسوع کے ساتھ پابند ہونے میں ناکام ہوتے ہیں تو پھر وہ اپنی آزادی کے لئے پُراعتماد ہوتے ہیں۔ جیسے باغِ عدن میں آدم اور حوا نے نافرمانی کی۔ وہ مسیحی جو یسوع کے پابند نہیں ہیں آج بھی گناہ میں زندہ ہیں۔ یہ آزادی کا رویہ ضرور ہی کسی نہ کسی گناہ کو جنم دے گا۔ جو کہ اپنی زندگی کی پابندی کرنے کا پھل ہے۔ پھر یہ کہنا چاہیے کہ مسیحی لوگ گناہ کرتے ہیں جب وہ یسوع کی پابندی نہیں کرتے۔ اور کیا وجہ ہو سکتی ہے؟

اگر میں آپ سے کہوں کہ ایک آدمی نے دس منزلہ عمارت سے چھلانگ لگا دی تو آپ یہ نہیں پوچھیں گے کہ کیا وہ زمین پر گر گیا۔ جی ہاں کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ زمینی کوشش (Law of Gravity) کی وجہ سے وہ نیچے ہی آئے گا۔ ایسا سوچنا بھی مضحکہ چیز ہے۔ وہ شخص نیچے نہ کرے ایسا تب ہی ہوگا جب کوئی بری قوت کششِ ثقل کی قوت کو بدل دے یا ختم کر دے۔ اگر وہ آدمی کسی گلائیڈر (Glider) میں بیٹھ کر اُترے گا تو ضرور ہی ہوا کا کوئی قانون مزاحمت کرے گا اور اُسے بچا لے گا۔ کیونکہ گلائیڈر کے ڈیزائن میں کوئی ایسی بات ہے جو اُسے گرنے سے بچائے گی۔ زمینی کشش ختم نہیں ہوئی بلکہ اُسے ایک بڑی طاقت نے کمزور بنا دیا ہے۔ جسم ہمیشہ ہی قانون گناہ اور موت کے درمیان حائل ہے۔ لیکن جب بھی ہم یسوع کے پابند ہوں گے تو ہم روح پاک کی زندگی کے قانون کے ماتحت ہوں گے جو کہ ہمیں جسم کے اوپر قابو پانے کی قوت دیتا ہے۔ اس میں ہماری کوئی بڑائی نہیں ہے جب ہم جسم پر شیخی کرتے ہیں۔ کیونکہ فتح تو بہر حال ہمیں خُدا سے ملی ہے۔ کیا اسرائیلی فتح کا اعلان کر سکتے تھے اگر خُدا یریحو

دیواریں نہ گراتا؟ صرف ایک چیز جو اُنہوں نے کی وہ تھا خدا کی بات پر یقین کہ جو اُس نے کہا ہے وہ ہو جائے گا اور ہوا بھی اُس نے اُنہیں فتح دلائی وہ دیوار کے اِردگرد چکر لگاتے رہے جیسے کہ خُدا نے اُنہیں کہا تھا۔ اس کے باوجود بھی اُن کا عمل انسان منطق کے متضاد تھا۔ اور پھر مقررہ وقت پر انہوں نے فتح کا نعرہ لگایا اور دیوار گر پڑی اور آخر کار وہ شہر اُن کا ہو گیا۔ کیا ہوا ہوتا اگر اُنہوں نے خُدا کا حکم ماننے کے بجائے اپنے جنگی منصوبوں پر عمل کیا ہوتا؟ وہ اپنے زبردست منصوبہ اور بہترین فوج کے باوجود ہار جاتے ہم خُدا کی فتح کا تجربہ بطور تحفہ کرتے ہیں۔ شاید دنیاوی طور پر ایسا ٹھیک لگتا ہے کہ فتح کے لئے لڑنے کی ضرورت ہے۔ لیکن مسیح میں فتح کے لئے جدوجہد کرنے کا مطلب ہے کہ آپ کی ناکامی یقینی ہے۔ خُدا اُن لوگوں کو فتح دلانے کے لئے انتہائی پرعزم ہے جو اُس کے بیٹے یسوع مسیح کے وسیلے سے ایمان سے فتح کو قبول کرتے ہیں۔

جیسے کہ چارلس ٹرم بل نے کہا:

> سچ تو یہ ہے کہ بہت سے سرگرم مسیحی بھی اِس سچائی کو دیکھ نہیں پاتے کہ نجات ایک دو تہوں میں لپٹا ہوا تحفہ ہے۔ کفارۂ گناہ سے رہائی اور پھر گناہ کی قوت سے رہائی۔ اور یہ اُنہوں نے تحفہ خُدا سے لیا ہے۔ بہت سے مسیحی سوچتے ہیں کہ اُن کے لئے گناہوں سے کفارہ تو ہو گیا ہے لیکن وہ یہ بھید نہیں جانتے کہ اس طرح، اُسی کے وسیلہ سے اور اُسی طرح خُدا اور نجات دہندہ پر ایمان لانے کے سبب سے ابھی اور اسی وجہ پر وہ گناہوں کی قوت سے بھی چھٹکارا پا گئے ہیں۔ اور یہ فتح اُن کو اُن کے نجات دہندہ نے اُسی وقت دلا دی تھی جب وہ مصلوب ہوا اور مردوں میں سے جی اُٹھا۔ اگرچہ جانتے ہیں کہ اُنہیں یہ فتح اُن کے اعمال سے نہیں ملی پھر بھی اُنہیں لگتا ہے کہ فتح مندی میں اُن کی اپنی کوشش کا کوئی تو حصہ ہوگا۔

ہماری اپنی کوششیں گناہوں کی قوت پر کبھی بھی غالب نہیں آ سکتی۔ ہمیں اپنی آزاد

مرضی کو استعمال کرنا ہے تاکہ ہم فتحمندی کو بطور تحفہ حاصل کریں اور ہمیں فتح کو حاصل کرنے کے لئے کوشش کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

کئی بار میں اپنے اندر بھی موت اور گناہ کی شریعت کے خلاف جدوجہد محسوس کرتا ہوں۔ اور ایسا میں سچائی کا بھید پا لینے کی وجہ سے محسوس کرتا ہوں میں نے جدوجہد کو ایک لال جھنڈے کی طرح سمجھنا شروع کر دیا ہے۔ خُدا کا ارادہ یہ نہیں ہے کہ ہم فتح کو حاصل کرنے کی جدوجہد کریں۔ کیونکہ ہم اُس آرام میں شامل ہیں تو پھر ہم اُسی کی زندگی کی فتح سے لُطف اندوز ہوتے ہیں۔ ناممکن ہے کہ آپ ایک ہی وقت میں جدوجہد اور آرام کر پائیں گے!

آٹھواں باب:

بداخلاق اقدار

میں نے حقیقت میں اُس وقت مسیحی زندگی سے لطف اندوز ہونا شرع کیا جب میں نے اپنی مسیحی اقدار کو ترک کر دیا۔ بہت سالوں تک میری زندگی اُن ہی اُصولوں کے اردگرد گھومتی رہی جو مجھے لگتا تھا کہ مسیحی زندگی کا نچوڑ ہیں۔ مجھے لگتا تھا کہ ان روایات کو مان کر چلنا ایک انتہائی وجہ ہے۔ میں نے اِ پر بہت نوحہ کیا کہ ہمارے ملک میں (Judeo-Christionethic) یہودی مسیحی اخلاقیات کو مانا جاتا ہے۔ لیکن پھر فضل کو جاننے کے بعد میری سوچ کا پہلو ہی بدل گیا۔ میں نے اب جانا کہ روایات کا کوئی بھی نظام مسیحی یا کوئی بھی ہو مسیحی زندگی کا نچوڑ نہیں ہوسکتا۔ ایک زندگی جس کی بنیاد مسیحی اقدار پر ہے نئے عہد نامہ کی آئینہ دار ہے۔ یہ خُدا کا مقصد ہرگز نہیں ہے ہم کسی بھی طرح کی روایات یا اقدار کے نظام کو اپنا لیں۔ اُس کی خواہش ہے کہ ہماری زندگی کی بنیاد ایک شخص جو اُس کا بیٹا یسوع مسیح ہے۔ اُس پر ہونی چاہیے۔ روایات کا نظام شاید کسی رویئے کو متاثر کرے مگر خُدا کی تو ان روایات میں کوئی دلچسپی ہی نہیں ہے وہ تو رشتہ یا تعلق میں دلچسپی رکھتا ہے۔ اُس کے ساتھ گہرا تعلق ہی الٰہی طرزِ زندگی کو جنم دے گا۔ اگر ہم رویوں پر دھیان دیں تو پھر کبھی بھی ہمیں یہ طرز زندگی حاصل نہیں ہوگا۔

باغ عدن کے دو درخت:

اب درست اور غلط نظام کی نشاندہی کرنے والے طرزِ زندگی کی بنیاد بنی نوع کے وجود میں آنے کے وقت سے ہی ہو چکی ہے۔ خُدا کا مقصد انسانو کو بنانے کا یہ تھا کہ وہ اُن سے راحت پائے گا۔ اپنی محبت کرنے والی فطرت کو اُن پر ظاہر کر کے اور اُن سے خارج کر کے وہ لُطف اندوز ہونا چاہتا تھا۔ اُس نے محبت سے آدم اور حوا کو باغ عدن میں رکھا اُنہیں اِس

سارے باغ پر اعلیٰ اقدار دیا۔ اُن کی آزادی کا ایک پہلو تھا انتخاب کرنے کی اجازت کیونکہ جہاں انسان اپنے لئے چیزوں کو منتخب کرنے کی آزادی نہیں رکھتا وہ آزادی اصل نہیں ہے۔ نتیجتاً باغ میں دو درخت لگائے گئے تھے۔ جس میں آدم اور حوا کو چننے کے لئے کہا گیا تھا۔ اب اُن کے اِس انتخب سے نہ صرف اُن کی اپنی منزل کا تعین ہونا تھا بلکہ تمام نسلِ انسانی کا فیصلہ ہونا تھا۔

(پیدائش 2باب9آیت)

''اور خداوند خُدا نے ہر درخت کو جو دیکھنے میں خوشنما اور کھانے کے لئے اچھا تھا زمین سے اُگایا اور باغ کے بیچ میں حیات کا درخت اور نیک و بد کی پہچان کا درخت بھی لگایا۔''

زندگی کا درخت:

زندگی کا درخت درحقیقت یسوع کی تصویر ہے، پرانے عہد نامہ کی بنیادی سچائیوں کو نئے عہد نامہ کے مکاشفہ نے بیان کیا ہے۔ نیا عہد نامہ اب بتاتا ہے کہ یسوع ہی زندگی ہے۔ ایک شخص کی لافانی زندگی ہونے کی وجہ ہے کہ وہ مسیحی ہے کیونکہ یسوع اُس میں زندہ ہے۔ اُس کو قبول کرنے کا مطلب ہے زندگی کو قبول کرنا۔ اُس نے کہا کہ وہ آیا ہے تاکہ ہم زندگی پائیں۔

(یوحنا10باب10آیت)

جیسے ہی ہم یسوع کے پابند ہوتے ہیں اُس کی زندگی آبِ حیات کے چشموں کی طرح ہم میں سے پھوٹ نکلتی ہے۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ ہم الٰہی زندگی کے اخراج کے لئے کوئی جدوجہد کرتے ہیں۔ اُن کی زندگی قدرتی طور پر اُن مسیحیوں سے جاری ہوتی ہے جو اُس کے ساتھ پیوست ہیں۔ خُدا کا ارادہ تھا کہ آدم اور حوا اُس کے وسیلہ سے عمر بھی جیتے رہیں گے۔ جب تک کہ وہ اس دُنیا میں اُن کا ایک ذریعہ تھا۔ غلط اور درست کا سوال کبھی نہیں اُٹھنا تھا۔ اب دوسرے درخت سے کھانے سے ہی بنی نوع انسان کی مصیبتوں کا آغاز ہو گیا۔

نیک وبد کی پہچان کا درخت:

خُدا نے باغ میں درختوں کا ایک ہجوم رکھا تھا۔ وہاں صرف ایک ہی ایسا درخت تھا جس سے آدم حوا کو کھانے سے منع کیا گیا تھا اور یہ نیک وبد کی پہچان کا درخت تھا۔ اب یہ خُدا نے اُن کی بھلائی کے لئے کیا تھا۔ یاد رہے کہ خُدا نے یہ درخت بنایا مگر پھر بھی انتخاب کا حق اُن کا تھا۔ کیونکہ انتخاب کے بغیر آزادی ناممکن ہے۔ خُدا چاہتا تھا کہ وہ اُسے ہی منتخب کریں۔ اور یہ انتخاب ہونا ابدی زندگی دینا تھا۔ آدم اور حوا کو یہ بتایا گیا تھا کہ جس دن بھی تم نیک وبد کی پہچان کے درخت سے پھل کھاؤ گے مر جاؤ گے۔ تو پھر انتخاب واضح تھا زندگی یا موت وہ خُدا پر مکمل انحصار کر کے زندگی کو جاری رکھ سکتے تھے یا پھر خُدا سے آزاد ہو جاتے۔ شیطان نے حوا کو بہکایا کہ خُدا تم سے کسی اچھی چیز کو باز رکھنے کے لئے تمہیں پھل کھانے سے روکتا ہے۔ اور پھر آخر حوا نے اُس درخت میں سے پھل کھا ہی لیا اور آدم کو بھی کھلایا۔ اور پھل کھاتے ہی اُن کی آنکھیں کھل گئیں۔ پھر وہ نیک وبد کی پہچان کو شعوری طور سے جان گئے۔ پھر اُس دن سے لے کر، اُن کے سب اعمال کا انصاف اچھائی یا برائی کے طور پر اخلاقی اقدار کے نظام کے تحت ہونے لگا۔ اور یہ کسی بھی طرح سے خُدا کا اصل منصوبہ نہیں تھا۔ اُس کی خواہش تھی کہ وہ اُسے اجازت دیں کہ وہی اُن کی زندگی کا اصل چشمہ بن جائے اور اُن کی زندگی کے تمام اختیارات خُدا کے پاس ہی رہیں۔

1990ء کی طرف واپسی:

آئیے اب بیسویں صدی میں چھلانگ لگا کر داخل ہوتے ہیں۔ آدم اور حوا کے گناہ کے نتیجہ میں، آج بھی اُن کی نسل اُن کے منتخب کردہ نظام کے تحت زندگی گزارتی ہے۔ آپ دیکھیں کہ ہر معاشرے کا ایک اپنا اخلاقی نظام ہے اور لوگوں کا انصاف بھی اُسی نظام کی روایتوں

یا اقدار پر مبنی ہے۔ وہ آج بھی چاہتا ہے کہ ہم اپنے ذریعہ کو خُدا کی زندگی میں تلاش کریں۔ نہ کہ اُن قوانین میں جو کہ غلط یا درست کی آمرانہ رائے رکھتے ہیں۔

جب ہم مسیحی ہو جاتے ہیں تو ہم یسوع کی الٰہی زندگی کے مالک بن جاتے ہیں۔ ہم یسوع کے پابند ہو کر اُسی کے طرزِ زندگی کو خود سے خارج کرتے ہیں۔ اس سے پیشتر کہ میں یسوع ہی کو اپنی زندگی مان لیتا میں غلط یا درست کے جنون میں پھنسا ہوا تھا۔ اب تک اگر کوئی شخص یسوع کے ساتھ پیوست نہیں ہے تو پھر اُس کا ہر عمل غلط ہے۔ یسوع میں پیوست ہونے کا مطلب ایمان سے جینا ہے۔ اور یسوع کے ساتھ پیوست ہونے میں ناکامی کا مطلب ہے جسم کی فرمانبرداری۔ جب بھی ہم خود سے کچھ کرتے ہیں تو وہ گناہ ہی ہے جیسے کہ پولوس نے کہا۔ (رومیوں 14 باب 23 آیت)

"مگر جو کوئی کسی چیز میں شبہ رکھتا ہے اگر اُس کو کھائے تو مجرم ٹھہرتا ہے اس واسطے کہ وہ اعتقاد سے نہیں کھاتا جو کچھ اعتقاد سے نہیں وہ گناہ ہے۔"

جب ہم یسوع کی فرمانبرداری کرنے میں ناکام ہوتے ہیں تو گناہ مشکل کی جڑ نہیں ہے لیکن حالات۔ اصل مدعا ہماری آزادی اور خود مختاری کا ہے۔ ایسے مسیحی (Contemporary Christions) اچھائی اور برائی کے بارے میں بحث ومباحثہ میں لگے ہیں۔ کیا مے نوشی ایک مسیحی کے لئے غلط کام ہے؟ کیا ایک مسیحی پوپ گروپ کے گانے سن سکتا ہے؟ کیا فاحشہ فلمیں دیکھنا جائز ہے؟ یہ فہرست کبھی ختم نہیں ہوگی جب ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ ہماری زندگی سے صرف یسوع ہی کو نظر آنا چاہیے۔ یہاں تک کہ اچھا رویہ بھی جس کی بنیاد یسوع پر نہیں ہے۔ گناہ ہے یاد رہے کہ وہ درخت نیک وبد کی پہچان کے لئے تھا۔ مسیحی جلد ہی بھانپ لیتے ہیں کہ کسی انسان کے اچھے کام اگر وہ مسیحی نہیں ہے تو وہ خُدا کے نزدیک کچھ بھی نہیں

ہے۔رومیوں 8 باب 8 آیت ''اور جو جسمانی ہیں وہ خُدا کو خوش نہیں کر سکتے''

کیوں ؟ کیونکہ وہ اپنے ذرائع پر زندہ ہیں نہ کہ مسیح پر ایمان رکھنے کے وسیلہ سے (عبرانیوں 11 باب 6 آیت) اور بغیر ایمان کے ''اُس کو پسند آنا ناممکن ہے۔اس لئے کہ خُدا کے پاس آنے والوں کو ایمان لانا چاہیے کہ وہ موجود ہے اور اپنے طالبوں کو بدلا دیتا ہے۔''

خُدا انسان کے اچھے کاموں سے کبھی متاثر نہیں ہوتا کیونکہ اُس کے لئے یہ ذاتی راستبازی سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔

کیا اب آپ کو سمجھ میں آیا کہ پھل غلط درخت سے لیا گیا ہے۔

درست سوال پوچھنا:

ایک مسیحی کا حتمی سوال یہ نہیں ہونا چاہیے کہ'' کیا ایسا کرنا میرے لئے ٹھیک ہے؟'' بلکہ یہ ہونا چاہیے کہ کیا یسوع میں پیوست ہو کر میں ایسا کر سکتا ہوں۔'' ایک غیر نجات یافتہ شخص اپنی زندگی کی پڑتال غلط یا صحیح کی بنیاد پر کرتا ہے۔مگر یسوع کا طرزِ زندگی ہماری سرگرمیوں سے نظر آنا چاہیے۔اگر ایک مسیحی کا طرزِ زندگی بھی کسی اخلاقی نظام پر ہے تو پھر ایک مسیحی اور غیر نجات یافتہ شخص کے طرزِ زندگی میں فرق ہے بہت سے غیر ایماندار سنہرے اُصول یا پھر دس احکامات کے مطابق زندگی گزارنا چاہتے ہیں۔ابھی حال ہی میں میں نے ایک بورڈ دیکھا جس پر دس احکام لکھے تھے اور نیچے لکھا تھا کہ'' یہ امریکہ کو بچانے کیلئے خُدا کا راستہ ہے'' شاید سننے میں اچھا لگے کیونکہ دس احکام مختصر طور پر خُدا کی راستباز فطرت کو ظاہر کرتے ہیں۔اب یہ دس احکام جو کر سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ یہ ہماری قوم کے لئے مزاحمت اور موت کا پروانہ ہے۔شریعت کا مقصد ہے کہ وہ ضرورت کی آگاہی کو منظّم کرتا ہے۔یہ ایک روحانی بیماری کی تشخیص تو کرتے ہیں مگر اُس کا علاج نہیں بتا سکتے۔اُس بورڈ کی تصدیق کرنے کی ضرورت ہے وہاں پر لکھا جانا چاہیے ''یسوع

مسیح امریکہ کو بچانے کے لئے خُدا کا وسیلہ ہے'' لوگوں پر شریعت کے ذریعہ سے راستبازی کو لاگو کرنے کی کوشش، یہاں تک کہ خود دس احکام بھی بیکار ہیں۔یسوع سے الگ ہو کر، کیا کوئی قوم خُدا کے احکام نبھا سکتی ہے؟ کیا قدرت لوگوں کے پاس رہے گی اِن احکامات کی تابعداری کے لئے ،اگر وہ خود یسوع ہی سے الگ ہو جائیں،ایک پراگندہ معاشرے کے لئے اُن کی بھلائی کی ضامن اخلاق اقدار نہیں بلکہ یسوع مسیح ہے۔کیا یہ بات صرف غیر ایمانداروں کے لئے ہے؟ کیا ایسا لگتا ہے کہ ایک غیر نجات یافتہ شخص کو اخلاقی اقدار کے ذریعہ سے بچایا جا سکتا ہے؟ تو پھر اس طرح اچانک ہی مسیحی اخلاقیات کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔

آپ کو کیوں اپنی اخلاقی اقدار کو چھوڑ دینا چاہیے:

میں پرزُور طریقے سے کہتا ہوں کہ آپ اپنے مسیحی اخلاقی اقدار کو چھوڑ دیں۔شاید یہ بات آپ کو اچھی نہ لگے لیکن میں آپ کو سنجیدگی سے سوچنے پر مجبور کرتا ہوں۔میں خود تو کسی بھی اخلاقی نظام کی حمایت نہیں کرتا ہوں نہ ہی میرا کہنا یہ ہے کہ آپ کا رہنا سہنا کیسا ہے یہ جاننا غیر ضروری ہے۔میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اخلاقی اقدار کے نظام پر غور کرنا خُدا کے مقصد کا حصہ نہیں ہے۔خُدا کبھی نہیں چاہتا کہ آپ کا اخلاقی نظام غلط اور صحیح کی بنیاد پر ہو۔ایسا کرنا کئی طریقوں سے غلط ہے۔غلط اور درست کا جنون آپ کو خود شعوری بناتا ہے۔جبکہ آپ کو خُدا شعوری ہونا چاہیے۔زمین پر گرائے جانے سے قبل اچھائی اور برائی کا آدم اور حوا سے کوئی تعلق نہیں تھا۔اُن کا دھیان اپنے رویہ پر نہیں ہونا چاہیے تھا بلکہ اُن کی زندگی کی بنیاد خُدا سے رشتہ پر ہونی چاہیے تھی۔گرائے جانے کے بعد اُنہیں فوراً خُدا کے بغیر اپنی شناخت کا پتا چل گیا تھا۔جبکہ وہ خدا کے شعور میں رہتے تھے۔وہ اِس بات سے بے خبر تھے کہ وہ ننگے ہیں۔یہاں تک کہ اِس سے پہلے اُنہوں نے خود پر غور کیا ہی نہیں تھا۔جیسے ہی اُنہوں نے نیک و بد کی پہچان کے درخت

سے کھایا اُن کی انا جاگ گئی۔ اُنھوں نے اپنی ظاہری اپنے اعمال اور اپنے رویوں کو پرکھنا شروع کر دیا اُن کی نظریں خُدا سے ہٹ کر خود پر لگ گئیں۔

یہی بات ہے کہ اگر آپ بھی اچھائی اور برائی پر سوچتے رہیں گے تو ایسے ہی ہو جائیں گے۔ میں نے اپنی ذات کا موازنہ کرنے میں کافی وقت گزارا۔ میں نے ہر لفظ سوچ اور عمل کی تصدیق کی۔ جب میں نے دیکھا کہ غلط والے کالم میں میری حرکتوں کا شمار زیادہ ہے۔ تو مجھے شرمندگی ہوئی۔ اور ایک خوش و خرم مسیحی زندگی والے شخص کی خوشی کو 'احساسِ جرم' سے زیادہ کوئی چیز نہیں ٹھگتی۔ اب میں نے اپنی زندگی کا پیمانہ غلط یا درست تو نہیں رکھا بلکہ میرا مقصد سادگی سے خداوند یسوع کا پابند ہونا ہے۔ ایسا کرنے سے درست یا غلط کا مسئلہ واقعات پر مبنی ہو گیا۔ جب میں یسوع کا پیروکار ہو گیا تو پھر اُسی کا رویہ اور اعمال میرے وسیلہ سے نظر آتے ہیں۔ اور جب میں اُس کے ساتھ پیوست رہنے میں ناکام ہو جاؤں گا تو پھر میرے اعمال ہر گز خدائی اخلاق پر نہیں بسے چاہے وہ مدر ٹریسا اور ڈاکٹر بلی گراہم کی تعلیم کے زیرِ سایہ کیوں نہ ہوں۔

کیا آپ نے اپنی ذات کو ذاتی موازنہ میں سرشار پایا۔

ویلس ہیوند نے ایسے لوگوں کیلئے کہا ہے:

ایسے لوگ خود ہی مریض اور خود ہی اپنے معالج بن جاتے ہیں۔ ابلیس کو ایسے ہی احساس اور شعور پرست لوگوں کیساتھ رہنے میں بڑا مزہ آتا ہے۔ وہ ایسے لوگوں کو انتہائی موڈی خود کار معائنہ کرنے میں ماہر اور اپنی مخلصی کو انتہائی انداز سے ماپنے میں مشتاق بناتا ہے۔ وہ اکثر پریشان رہتے ہیں کہ اُنہوں نے کافی دعائیں نہیں مانگیں، کافی کلام نہیں پڑھا اور گواہیاں نہیں دے پائے لیکن اکثر اوقات ایسے پریشان لوگوں کو کوئی اطمینان نہیں ملتا۔ رچرڈ نے (Depression) ذہنی تناؤ کی وجہ سے ہسپتال میں دو ہفتے گزارے۔ جب میں اُس سے

ملنے کے لئے گیا تو ہم نے صرف چند منٹوں تک ہی بات کی اور اُس نے اپنی پریشانی کو بیان کرنا شروع کیا میں نے خداوند کو قبول کرنے کی دعا کی جب اُنتیس سال کا تھا۔ اُس نے کہا اور میں حیران ہوا جب میں نے واقعی مسیح کو پالیا۔ جب ہم نے مزید آدھا گھنٹہ بات کی تو اُس نے اپنے مشکوک کو اظہار کیا۔ اُس نے یہ صرف اپنے مخلصی بلکہ اس بات پر بھی شک تھا کہ کیا خداوند یسوع ہی اُس کا درست انتخاب ہے۔ یہ ظاہر تھا کہ اُس نے اپنی نجات کے تجربہ کو کئی حصوں میں بانٹ رکھا تھا۔

ہر ایک لفظ اور سوچ کا معائنہ کر کے بعد وہ مفلوج ہو کر رہ گیا تھا اُسے ڈر تھا کہ شاید وہ مسیحی نہیں ہے کیونکہ اُس نے غلط چیزوں کو غلط طریقے سے حاصل کیا ہے۔ اور اُس کی یہ پریشانی جو خُدا اور اُس کے رشتہ کے درمیان حاصل ہوئی۔ آخر کار اُس کے سب رشتوں کو متاثر کر گئی۔ وہ اپنی زندگی کی ساری تفصیلات بتاتا رہا اور آخر کار وہ شدید ذہنی تناؤ کا شکار ہو گیا۔

رچرڈ کا تجربہ کچھ زیادہ غیر مشترک نہیں ہے۔ اسی طرح کے تجربہ سے گزر کر کچھ لوگ ہسپتالوں میں بیمار پڑ جاتے ہیں۔ اور بہت سے اپنی ذات کے معائنہ کے بعد روحانی غیبت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ کوئی بھی مسیحی جس کا دھیان اپنی ذات پر ہی ہو مکمل آزادی کو حاصل نہیں کرتا۔ کیا آپ اپنی ذات کو درجات دیتے ہیں جب آپ اپنی ذات کو آزماتے ہیں؟ اپنی ذات سے نظریں ہٹا کر آپ اپنا پورا دھیان مسیح پر لگائیں۔

جب آپ کا طرزِ زندگی فضل سے بھرپور ہوگا تو آپ کو پتہ چلے گا یہ ضروری نہیں ہے کہ آپ اپنے ہی رویئے اور اعمال کے بارے میں جنون رکھیں۔ پاک روح خود ہی اُن چیزوں کی طرف آپ یک توجہ دلائے گا جنہیں بدلنے کی ضرورت ہے۔ اور پھر اگر آپ اپنی زندگی کے اُن پہلوؤں کو خُدا پر چھوڑ دیں تو وہ خود ہی اُنہیں تبدیل کر دے گا۔ آپ کی ذمہ داری ہے کہ آپ

مسیح پر بھروسہ کریں۔ وہی سب کچھ کرے گا جو بھی کرنے کی ضرورت ہے۔ اب یہی تو فضل ہے!

نیک و بد کا جنون انسانی اقدار پر زور دیتا ہے نہ کہ خُدا کے طور طریقوں پر۔ اقدار بھی ایک طرح کا یقین کا نظام ہے۔ اس کی ساخت کسی انسان کے طرزِ زندگی کی بنیاد ہے۔ اسی لئے قانون پرست لوگ کہتے ہیں کہ آپ کا اخلاقی نظام درست ہونا چاہیے۔ وہ بحث کرتے ہیں کہ غلط اقدار ہی غلط رویوں کو جنم دیتا ہے۔ اور اُن کے منطق سے انکار بھی نہیں کیا جا سکتا ہے۔ غیر اخلاقی اقدار کبھی بھی اچھے اخلاق کو جنم نہیں دے سکتی۔ لافانیت باعزت اقدار سے نکلتی ہے۔ اس طرح کی سوچ سے الٰہی طرزِ زندگی حاصل نہیں ہوتی کیونکہ اس کا دارومدار رویہ پر ہے۔ غیر نجات یافتہ لوگ اخلاقی اقدار کو تو اپنا لیتے ہیں لیکن ایک مسیحی اپنی زندگی کا دارومدار کسی بھی چیز پر نہیں رکھتا۔ اُن کا مقصد صرف ایک خوش اخلاقی طرزِ زندگی نہیں ہے۔ بلکہ ایک معجزانہ طرزِ زندگی ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو خُدا پر بھروسہ رکھ کر اُسی میں آرام کرتے ہیں اور اُس کی زندگی کو اپنے وسیلہ سے ظاہر کرتے ہیں۔ جب وہ یسوع کے پابند ہوتے ہیں تو اُس کا الہٰی پن خود بخود ہی اُن کے اعمال اور کردار سے نظر آئیگا۔ کیا آپ دیکھ سکتے ہیں کہ یسوع کے لئے درست جینے کی خواہش ایک نامناسب مقصد ہے؟ غیر نجات یافتہ لوگوں کو اکثر اتنا ہی چاہیے ہوتا ہے۔ اچھے کام کرنا شاید اچھے اخلاقی نظام نتیجہ ہو پر راستی سے جینا صرف یسوع کا ہماری زندگی سے خود کو ظاہر کرنے کے تجربے کے نتیجے میں ہی ہوسکتا ہے۔ ایک عام مسیحی کا مقصد شاید اتنا ہی ہے کہ وہ درست زندگی جئے۔ لیکن ایسا شخص جو الٰہی فطرت کا تجربہ رکھتا ہو خود مسیح میں اِس سے کہیں زیادہ کچھ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

کیا آپ نے سمجھ لیا کہ اخلاقی اقدار کس طرح سے خداوند یسوع کو آپ کی زندگی میں کام کرنے سے روکتی ہیں؟ جب میرا بیٹا اینڈریو صرف 5 سال کا تھا۔ میں اُسے جوتے کی جوڑی

خریدنے کے لئے لے کر گیا۔ اُس نے اپنی پسند کے ڈریس شوز کے جوتے کا انتخاب کیا۔ مجھے لگا کہ وہ جوتا اُس کے پاؤں میں پورا نہیں ہے۔ پھر بھی میں نے اُسے پوچھا بیٹا ''کیا یہ جوتا تمہیں ٹھیک لگتا ہے۔'' اُس نے کہا ''جی ہاں بالکل ٹھیک ہے'' اور اینڈریو کی یقین دہانی کرانے پر ہم جوتا خرید کر گھر لے آئے۔

تقریباً تین دن کے بعد اُس نے شکایت کی کہ میرا جوتا ٹھیک نہیں ہے اور مجھے چبھ رہا ہے۔ میری بیوی میلینی نے نیچے بیٹھ کر اُس کے پاؤں میں جوتا پہنچا کر دیکھا اور بولی ''اسی لئے مجھے خود جانا چاہیے تھا۔'' ایسا بولنے کا انداز بیویوں کا اکثر ہی ہوتا ہے۔

میں نے کہا ''کہ میں نے اُسکے پاؤں کو ہاتھ لگا کر دیکھا تو مجھے ٹھیک ہی لگا تھا'' اب میں نے اینڈریو کی طرف مڑ کر دیکھا اور اُس سے پوچھا کہ ''کیا آپ نے یہی کہا تھا کہ یہ جوتا بالکل ٹھیک ہے۔'' اُس نے جواب دیا ''جی ہاں یہ بالکل ٹھیک ہے لیکن اُس وقت جب میں اپنی انگلیوں کو نیچے دبا کر رکھتا ہوں''

اسی طرح اقدار بھی ایک مسیحی کو پھنسا کر رکھتی ہیں۔ وہ اچھی لگتی ہیں اگر آپ اینڈریو کی طرح اپنی اُنگلیوں کو دبائے رکھیں۔ ایک قانون پرست کی حیثیت سے میں نے ہمیشہ اقدار کی اہمیت پر زور دیا جب سے میں نے فضل کو سمجھا ہے مجھے لگا کہ وہ طرزِ زندگی کتنا تکلیف دہ تھا۔ کیا آپ ایک تکلیف دہ احساس کو سمجھ سکتے ہیں جو آپ کو اُس کوشش کے دوران ہوتا ہے جو کہ ہم اُس کے لئے جینے میں کرتے ہیں اُتار کر پھینک دیجئے اپنا جوتا اور ننگے پاؤں، خُدا کے فضل کے میدانوں میں بھاگ جایئے! وہی اِس بات کا خیال رکھے گا کہ آپ اپنے فضل کی دوڑ میں کسی غلط مقام میں داخل نہ ہو جائیں۔

نیک و بد کا جنون زندگی کے بجائے شریعت پر زور دیتا ہے:

نیک و بد کی پہچان کی بنیاد خُدا کی شریعت ہے۔ ایسا شریعت ہی سے ممکن ہے کہ ہم نیک و بد میں تمیز کر سکتے ہیں۔ پولوس رسول کہتا ہے کہ اُسے کبھی شریعت کے بغیر نیک و بد کی پہچان نہ آتی۔ (رومیوں 7 باب 7 آیت) ''پس ہم کیا کہیں گے کہ شریعت گناہ ہے ہر گز نہیں بلکہ بغیر شریعت کے میں گناہ نہ پہچانتا مثلاً اگر شریعت یہ نہ کہتی کہ لالچ نہ کر تو میں لالچ کو نہ جانتا''

رومیوں 7 باب 8 آیت۔ ''مگر گناہ نے موقع پا کر حکم کے ذریعہ سے مجھ میں ہر طرح کا لالچ پیدا کر دیا۔ کیونکہ شریعت کے بغیر گناہ مردہ ہے۔''

نیک و بد کا کوئی معنی شریعت کے بغیر نہیں ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ آپ شریعت کے بغیر نیک و بد میں انصاف کریں۔ شریعت خُدا کی راستبازی ہے۔ شریعت اُن سے جو اِس پر نظر رکھتے ہیں کہتی ہے کہ تمہیں بالکل اسی طرح نظر آنا چاہیے۔ اس سے ظاہر کہ ہم درست نظر نہیں آرہے لیکن اب ہم اپنا آپ کیسے بدل سکتے ہیں۔ وہ لوگ جو نیک و بد کی شریعت سے بندھے ہیں غیبت زدہ ہی رہیں گے۔ وہ ہمیشہ شریعت میں دیکھتے ہیں کہ اُن کو کیا کرنا اور کیا نہیں کرنا چاہیے۔ وہ کبھی بھی اُن تبدیلیوں سے متاثر نہیں ہوں گے جن کا مکاشفہ کا بھید خود شریعت نے کھولا ہے۔ پولوس رسول خود کو انتہائی کربناک شخص بیان کرتا ہے جب وہ شریعت کے ماتحت جینے کی کوشش کرتا رہا۔ لیکن آپ اُس خوشخبری کو یاد رکھیں جو ہم نے چھٹے باب میں پڑھی ہے کہ اب ہمیں شریعت کی پابندی کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ (رومیوں 7 باب 6 آیت)

''لیکن جس چیز کی قید میں تھے اُس کے اعتبار سے مر کر اب ہم شریعت سے ایسے چھوٹ گئے کہ روح کے نئے طور پر تا کہ لفظوں کے پرانے طور پر خدمت کرتے ہیں۔''

کیونکہ ہم خداوند یسوع کے ساتھ مصلوب ہوئے ہیں، تو پھر ہم شریعت سے رہائی پا گئے ہیں۔ ہمیں ہر گز ایسے نظام کے تحت جینے کی ضرورت نہیں ہے۔ جو غلط اور درست رویہ پر مبنی

ہو۔ اب ہم روح کی زندگی سے لطف اندوز ہونے کے لئے آزاد ہیں۔ خُدا نے پرانے عہد نامہ کے مقدسین سے وعدہ کیا کہ ایسا وقت بھی آئے گا جب وہ اپنی شریعت کو لوگوں کے دلوں پر لکھ ڈالے گا۔ اب وہ دن آ گیا ہے مسیحی ہونے سے قبل آپ شریعت سے منسوب تھے۔ لیکن جب آپ یسوع کے ساتھ مر گئے تو وہ نسبت ٹوٹ گئی۔ پھر آپ کی نئی پیدائش ہوتی ہے۔ اور اپنی نئی زندگی میں آپ کی نسبت ایک نئے شخص سے کی جاتی ہے۔ اور وہ شخص ہے فضل جو کہ خود یسوع مسیح ہے۔ اب جو شخص شرعی تھی وہ بہت سخت تھا اور کبھی اپنی دُلہن سے مطمئن نہیں ہوتا تھا باوجود اس کے کہ آپ نے کتنی ہی سختیاں کیوں نہ برداشت کی ہوں۔ اُس نے کبھی کامل ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ حالانیہ وہ کامل ہی ہے اور آپ سے بھی اسی قسم کی کاملیت کی توقع رکھتا ہے۔ وہ کبھی کچھ بھی اچھا کام کرنے میں آپ کی مدد نہیں کرے گا۔ لیکن جلد ہی نقطہ چینی کرے گا اگر آپ کچھ بھی غلط کریں گے مگر جس شخص کا نام جلال ہے یہ یکسر مختلف ہے وہ جو بھی چاہتا ہے کہ ہو جائے اُسے خود کرتا ہے۔ جو بھی بوجھ وہ آپ کو اُٹھانے کی کہتا ہے وہ ہلکا ہے۔ در حقیقت جب وہ آپ سے کوئی بوجھ اُٹھانے کو کہتا ہے تو وہ خود آپ ہی کو گود میں اُٹھا لیتا ہے۔ یہ ایک بہت ہی پر فضل شوہر ہے۔ آپ کہہ سکتے ہیں کہ وہ ہمیشہ ''قدرت اور سچائی بھرا ہے''

بہت سالوں تک مجھے لگتا تھا کہ 'شرعی آدمی' اور پُرفضل آدمی ایک ہی ہیں۔ پر ایک دن میرے نئے شوہر نے مجھ سے کہا کہ بس ایسا سوچنا چھوڑ دو۔ اب آپ شریعت کی دُلہن نہیں ہیں۔ اگر چہ مجھے پُر فضل آدمی کی دُلہن بنے ہوئے ایک عرصہ ہو گیا تھا پھر بھی یہ پہلی بار تھا جب میں نے اُس کی آواز سنی۔ اُس نے کہا کہ اُسے میری مذمت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ بلکہ اُسے اُس کی دُلہن جیسی بھی ہے اچھی لگتی ہے۔ اُسے میری غلطیاں نظر آتی ہیں اور وہ آرام سے میرے اندر تبدیلی پیدا کرتا ہے۔ لیکن کبھی میرے ساتھ بُرا سلوک نہیں کرتا۔ اب ایسے شخص سے

طلاق لینا ناممکن ہے۔ میں اُس کے ساتھ ایک ہوں اور اب صرف ''موت ہی ہمیں جُدا کرسکتی ہے۔'' مگر ہم دونوں میں سے کوئی بھی مر نہیں سکتا۔

کسی بھی شادی کو نبھانا بہت مشکل ہے جبکہ ایک نئی نویلی دُلہن کو اپنے شوہر کو خوش کرنے کے لئے انڈوں کے چھلکوں پر چلنا پڑے اگر آپ کی زندگی بھی نیک و بد پر دارومدار رکھتی ہے تو پھر آپ آج بھی شریعت کے تابع ہیں۔ کس طرح سے آپ یسوع کیساتھ اپنے رشتہ سے لُطف اندوز ہو سکتے ہیں۔ جب آپ ہر وقت یہ جاننے کی کوشش میں رہتے ہیں کہ کیا کروں اور کیا نہ کروں؟ وہ اُصولوں، قوانین اور ضابطوں کی پروانہیں کرتا۔ وہ آپ سے پیار کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ آپ اُس کی زندگی سے لطف اندوز ہوں اور بدلے میں آپ سے بھی محبت چاہتا ہے اور یہی شادی شدہ زندگی ہے۔

لیکن شرعی شخص اب بھی زندہ ہے لیکن آپ کی دوبارہ کبھی بھی اُس سے شادی نہیں ہو سکتی۔ آپ نئے مخلوق کی حیثیت سے مسیح میں ایک ہو کر لافانی ہیں۔

ایک مسیحی جس نے حال ہی میں فضل میں جینا سیکھا ہے شریعت سے آزمایا جا سکتا ہے۔ اور یہ ایک شدید غلطی ہے۔ جب میں نے اپنی زندگی کو فضل کے اندر جینا شروع کیا تو مجھے لگا کہ میرے لئے فضل کے ساتھ توازن رکھنا کافی مشکل ہے۔ لیکن میں نے جلد ہی سیکھ لیا میری نئی آزادی خود ہی متحرک ہو کر مجھے الٰہی طرزِ زندگی سے مطابق رکھنا سکھایا جو کہ ہزاروں قوانین بھی نہیں کر سکتے تھے۔ اصل میں صرف یہی ایک چیز ہے جو ہمیں ہمیشہ گناہ سے روکتی رہے گی اور وہ فضل ہی ہے۔

نواں باب:

وہ سب جو آپ کو چاہیے محبت ہے

لانس اور اُس کی بیوی برینڈا میرے دفتر میں اپنی شادی کے بارے میں مشورت کرنے آئے۔ لانس نے ایک واضح چڑچڑے پن سے پوچھا "یہ کیا سوچتی ہے کہ میں یہ سب کس کے لئے کرتا ہوں؟" پچھلے پندرہ منٹ سے وہ رو رہی تھی، اُس نے مجھے بتایا کہ کس طرح وہ اُس کی جذباتی ضروریات کو پورا نہیں کر سکا۔ لانس اُس علاقے کا ایک کامیاب کاروباری آدمی تھا اصل میں وہ ایک امیر ترین شخص تھا۔ برینڈا نے جاری رکھتے ہوئے کہا کہ لانس، تم اکثر اوقات گھر سے رہتے ہو اور گھر پر رہ کر بھی نہیں ہوتے ہو۔ لانس نے کہا، اس نے تب کوئی شکایت نہیں کی جب میں پچھلے سال اُسے یورپ کی سیر کے لئے لے کر گیا۔ پھر میں نے اسے زیورات بھی خرید کر دیئے اور پھر ہم (Lake House) جھیل پر سیر کے لئے گئے۔

برینڈا نے چیخ کر کہا "کہ تم سمجھ نہیں رہے ہو کہ میں کیا چاہتی ہوں۔ میرے پاس وہ نہیں ہے جو پہلے تھا۔ جو چیزیں اب ہمارے پاس ہیں وہ پہلے کبھی نہیں تھیں لیکن اُس وقت آپ میرے پاس رہتے تھے۔ جو کچھ بھی آپ میرے لئے کرتے ہیں میرے نزدیک اُس کی کوئی اہمیت نہیں کیونکہ مجھے لگتا ہے کہ آپ کو اب مجھ سے محبت نہیں رہی۔"

لانس نے اپنی بیوی کے رویئے سے تاثر لیا کہ میں اسی طرح کا میل ملاپ خُدا سے بھی نہیں کر پاتا۔ وہ برینڈا کو خوش کرنے کیلئے بہت سا کام کرتا تھا۔ جبکہ وہ صرف اُس کے قریب رہنا چاہتی تھی۔ میری زندگی میں بھی ایسے بہت سے لمحے آئے جب میں خُدا کے لئے کچھ کرنے میں بہت مصروف تھا پر میں نے اُس کی قربت کے احساس کو کھو دیا۔ اور جب بھی ایک مسیحی، قانون پرست یا شریعت پرست بن جاتا ہے تو اُس کا طرزِ زندگی کارکردگی پر ہوتا ہے نہ کہ فضل پر

مگر فضل کے آتے ہی اُس کی دلچسپی یسوع کی قربت میں بڑھ جاتی ہے۔ جبکہ پہلے کی سرگرمیوں میں شاید بھرپوری تھی جو شخص یسوع کو سمجھے آ رہا ہے اُس کی پوری عمر گزر جائے یسوع کو تمام اشیاء سے بڑھ کر جاننے کیلئے۔

اب جبکہ میں فضل میں چلنا سیکھ رہا ہوں۔ مجھے اپنے اور خُدا کے رشتہ سے لطف اندوز ہونے کا موقع ملا ہے۔ کیا آپ نے کبھی کسی کو یہ کہتے سُنا ہے کہ "مجھے فلاں شخص سے پیار ہے مگر مجھے اصل میں محبت نہیں ہے" اس بات کو متبادل زندگی کا تجربہ مناسب طور پر بیان کر سکتا ہے۔ جیسے میں پیشتر کہا کہ میں بہت سالوں تک صرف خُدا کو خوش کرنے کی کوشش کرتا رہا جب تک کہ میں نے یہ نہیں جان لیا کہ وہ ہی خود میری زندگی ہے۔ تو پھر مجھے احساس ہوا کہ میری محبت اُس کے لئے بڑھتی ہی چلی گئی۔ یسوع سے محبت رکھنے کے سبب سے میرے اور خُدا کے تعلق میں تبدیلی آئی۔ اب میں اس رشتے کو ایک نئے پہلو سے دیکھتا ہوں اور مسرت پاتا ہوں۔ کیا آپ کو خُدا کی قربت سے خوشی ملتی ہے؟ یہ محبت ہی ہے جو وہ سب سے بڑھ کر آپ سے چاہتا ہے۔ وہ دولہا ہے اور کلیسیا اُس کی دُلہن ہے ہر دولہا ہی چاہتا ہے کہ اُس کی بیوی اُس کی قربت میں بے پناہ خوشی حاصل کرے۔

کیا آپ نے کبھی ایک نئے شادی شدہ جوڑے کو دیکھا ہے؟ وہ ایک دوسرے کی محبت کے جذبے سے سرشار ہوتے ہیں۔ بائبل ایک کہانی بتاتی ہے جو اس طرح کی محبت کی مثال ہے جو یسوع ہم سے رکھتا ہے غزل الغزلات ایک محبت بھری کہانی ہے۔ جو بادشاہ سلیمان اور نوجوان لڑکی شالومیت کی محبت بھری داستان ہے (مگر یہ روحانی معنی دیتی ہے) اُن دونوں کی قربت تو شہد سی میٹھی ہے۔ جب کہانی شروع ہوتی ہے تو پہلی بات جو وہ کہتی ہے یہ ہے غزل الغزلات (1 باب 2 آیت) "وہ اپنے منہ کے چوموں سے مجھے چومے کیونکہ تیرا عشق مے

سے بہتر ہے''

جب وہ اُس کی چاہت کا ذکر کرتی ہے تو پھر لگتا ہے کہ وہ اُس کی محبت کے لئے کس قدر بیتاب ہے ایک دن شالومیت لڑکی سونے کے لئے بستر پر جاتی ہے پر اُسے سکون نہیں ملتا۔ کیونکہ وہ اپنے محبوب کے ساتھ ہی رہنا چاہتی ہے۔غزل الغزلات 3 باب 1-4 آیت۔

میں نے رات کو اپنے پلنگ پر اُسے ڈھونڈا جو میری جان کا پیارا ہے میں نے اُسے ڈھونڈا پر نہ پایا اب میں اُٹھوں گی اور شہر میں پھروں گی کوچوں میں اور بازاروں میں اُس کو ڈھونڈونگی جو میری جان کا پیارا ہے۔ میں نے اُسے ڈھونڈا پر نہ پایا۔ پہرے والے جو شہر میں پھرتے ہیں مجھے ملے میں نے پوچھا کیا تم نے اُسے دیکھا جو میری جان کا پیارا ہے؟ ابھی میں اُن سے تھوڑا ہی آگے بڑھی تھی کہ میری جان کا پیارا مجھے مل گیا میں نے اُسے پکڑ رکھا اور اُسے نہ چھوڑا جب تک کہ میں اُسے اپنی ماں کے گھر میں اور اپنی والدہ کے خلوت خانہ میں نہ لے گئی۔

کیا آپ کو نہیں لگتا کہ ہر آدمی جب شادی کرتا ہے تو اس قسم کی دُلہن چاہتا ہے؟ اُس کی محبت اور خواہش اُس کے عمل کو مجبور کرتی تھی۔ کوئی بھی کام اور قربانی اُس کے لئے اپنے محبوب کی محبت سے بڑھ کر نہیں تھی۔ اگر ضروری ہے تو وہ آدھی رات میں جا کر بھی اُسے گلیوں میں ڈھونڈے لے گی۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ وہ اُسے کتنا چاہتی ہے۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ خُدا بھی اس قسم کی محبت کا مشتاق ہے۔ میں کتنا بیوقوف تھا کہ سوچتا تھا کہ خُدا کی دلچسپی میرے کاموں میں ہے میں اس طرح کام کر رہا تھا۔ جیسے کہ خُدا کو ایک نوکر کی ضرورت ہے۔ جبکہ وہ حقیقت میں ایک ایسی دُلہن چاہتا ہے جو کہ اُس کے ساتھ شراکت رکھے۔ نہ صرف کہ دُلہن اُسے چاہے بلکہ وہ خود بھی اپنی دُلہن کو اُس سے بڑھ کر چاہتا ہے۔ وہی ہے جس نے اِس طرح کے رشتہ کی شروعات کی غزل الغزلات 4 باب 9 سے 11 آیت ''اے میری پیاری میری زوجہ تو

نے میرا دل لوٹ لیا۔ اپنی ایک نظر سے اپنی گردن کے طوق سے تو نے میرا دل غارت کر لیا۔ اے میری پیاری، میری زوجہ تیرا عشق کیا خوب ہے تیری محبت مے سے زیادہ لذیذ ہے اور تیرے عطروں کی مہک ہر طرح کی خوشبو سے بڑھ کر ہے اے میری زوجہ تیرے ہونٹوں سے شہد ٹپکتا ہے۔شہد تیری زبان تلے ہیں۔ تیری پوشاک کی خوشبو لُوبان کی سی ہے۔

کیا آپ اُس رشتہ کے احساس کا اندازہ لگا سکتے ہیں جو اُن دونوں نے بنایا۔ غزل الغزلات کی یہ کتاب اس قدر نمایاں طریقے سے محبت کو بیان کرتی ہے کہ بعض لوگوں نے سوال کیا کہ یہ کتاب بائبل میں کیوں ہے؟ کلامِ پاک نے ہمیں یہ کہانی دی تاکہ ہم یسوع کی محبت کو کلیسیا کے لئے سمجھ سکیں۔

یسوع چاہتا ہے کہ ہم خود کو سپرد کرنے سے زیادہ کچھ کریں۔

میں نے کلیسیا میں گیت گانے پر زیادہ دھیان دیا ''میں خود کو یسوع کے سپرد کرتا ہوں'' اچھا گیت ہے جو کہ یسوع کو اپنا سب کچھ دینے کی بات کرتا ہے۔ اب اس قسم کی سُپردگی کا تجربہ مجھے تب ہوا جب میں اپنے دفتر کے فرش پر لیٹا رو رہا تھا۔ اسی طرح جب ہم فضل میں چلتے ہیں تو پھر خود کو یسوع کے حوالے کرنے سے کچھ زیادہ ہی کرنا چاہیے۔ یہاں تک کہ شریعت کا پیروکار ہونے کی حیثیت سے بھی مجھے اپنا سب کچھ اُس کے حوالے کرنا بہت اہم لگا۔ جبکہ ہم یسوع کی دُلہن ہیں۔ اُس کے غلام نہیں۔ میرے کہنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم خُدا کے سامنے خود کو خالی نہ کریں۔ لیکن وہ اس سے زیادہ کچھ چاہتا ہے کوئی بھی شخص جذبات سے خالی دُلہن نہیں چاہتا ہر دولہا چاہتا ہے کہ اُس کی دُلہن اُس سے شدید محبت کرے نہ کہ صرف خود کو اُس کے سپرد کر دے۔ جب آپ فضل کے بارے میں مزید چاہتے ہیں تو یسوع کے ساتھ رفاقت کا جذبہ اور بھی شدت اختیار کر لیتا ہے۔

بائبل انسانی رشتہ کو استعمال کرتی ہے تا کہ ہم خُدا کے ساتھ اپنے رشتے کو سمجھ سکیں۔ غزل الغزلات میں ایسے میاں بیوی کا ذکر ہے جو ایک دوسرے کی محبت میں پاگل ہیں۔ ایک اور کہانی جو باپ اور اُس کے بچوں سے محبت کو بیان کرتی ہے وہ مسرف بیٹے کی کہانی ہے۔ یہ کہانی گہری رفاقت اور ایک بے راہ روی کے شکار بیٹے کی ہے۔ اب اِن باپ بیٹے کی کہانی شاید آپ کی زندگی کے چند ستونوں کو گرانے میں مدد دے سکے۔

اُسے یقین تھا کہ اُس کا باپ اُسے کبھی قبول نہیں کرے گا۔ جب اُس نے اپنے ذرائع کو کھو دیا تو اُس نے اپنے باپ کے پاس لوٹنے کا ارادہ کیا۔ اُس نے گھر لوٹنے سے پہلے ایک تقریر کی تیاری کی جو اُس نے سوچا کہ مجھے اپنے باپ کو منانے کے لئے کہنا پڑے گا۔ (لوقا 15 باب 18-19 آیت) ''میں اُٹھ کر اپنے باپ کے پاس جاؤں گا۔ اور اُس سے کہوں گا'' اے باپ میں آسمان کا اور تیری نظر میں گنہگار رہوا۔ اب اس لائق نہیں رہا کہ تیرا بیٹا کہلاؤں مجھے اپنے مزدوروں جیسا کر لے۔''

مجھے پتہ لگتا تھا کہ یہ تمثیل معافی کے بارے میں سبق دیا ہے لیکن فضل کے پہلو سے دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ معافی نہیں بلکہ قبولیت کے بارے میں ہیں۔ یہاں ایک نوجوان شخص ہے جو باغی ہے اور سوچتا ہے کہ اُس کی گناہ آلودہ زندگی کے لئے کوئی معافی نہیں ہے۔ اُس نے اپنے باپ سے معافی کا عزم کیا اُس نے اپنے بارے میں یہ رائے بنالی تھی کہ اب وہ اپنے باپ کے نوکر بننے کے لائق ہے۔ لیکن پھر کہانی بتاتی ہے کہ باپ اُسے مکمل طور پر معاف کر دیتا ہے اور فوراً ہی قبول کر لیتا ہے۔ درحقیقت جب وہ اپنے بیٹے کو دور سے دیکھتا ہے تو اُسے فوراً گلے لگا لیتا ہے اور اُس کا منہ چومتا ہے۔ پھر بیٹا اپنی تیار کردہ تقریر شروع کرنے لگتا ہے۔ (لوقا 15 باب 22-23) ''مگر باپ نے اپنے نوکروں سے کہا'' اچھے سے اچھا لباس جلد نکال کر

اُسے پہناؤ اور اُس کے ہاتھ میں انگوٹھی اور پاؤں میں جوتی پہناؤ اور پلے ہوئے بچھڑے کو لا کر ذبح کرو تا کہ ہم کھا کر خوشی منائیں۔''

ہم نے خُدا کی معافی کی اہمیت کو جان لیا جب ہم گناہ کرتے ہیں اب بائبل بتاتی ہے مکمل معافی تب ملتی ہے جب ہم یسوع کو قبول کرتے ہیں۔ خُدا نے ہماری گناہ آلودہ فطرت کو معاف کر دیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمارے ہر ایک گناہ کی معافی ہو گئی ہے۔ جس طرح میں نے معافی کے بارے میں بتایا۔ ڈینس میرے پاس آیا ''سیٹو کیا آپ کا کہنے کا مطلب ہے کہ میرے مستقبل کے گناہ بھی معاف ہو چکے ہیں۔''

میں نے ڈینس سے پوچھا کہ کب خداوند یسوع نے تمہارے گناہوں کا کفارہ دیا۔ اُس نے کہا'' دو ہزار سال پہلے صلیب پر'' پھر میں نے کہا کہ اُس وقت تمہارے کتنے گناہ مستقبل کا حصہ تھے۔ اُس کے چہرے پر پہچان کا ایک تاثر نظر آیا وہ مسکرائی اور بولی'' میرے تمام گناہ!''

خُدا نے معافی کو کسی اکاؤنٹ میں جمع نہیں کروایا کہ جب ہم چاہیں جا کر اپنے لئے نکلوا لیں۔ ہمارے سارے گناہوں کا قرض دیا جا چکا ہے۔ جب یسوع کی صلیبی موت ہوئی، تب یہ معافی ہمارے لئے موثر ثابت ہوئی جب ہم ایمان سے اپنی زندگی اُسے دیتے ہیں۔ کیا مسرف بیٹے کا باپ کسی وقت بھی اُس سے ناراض ہوا؟ یہاں یقیناً بائبل میں ایسی کوئی بات ہیں ملتی وہ صرف چاہتا ہے کہ اُس کا بیٹا اپنی غلطی کی معافی مانگ لے اور واپس مڑ آئے۔ باپ نے کبھی بھی بیٹے کو قبول کرنے سے انکار نہیں کیا۔ اگر چہ کہ بیٹا ایسا سوچتا تھا۔ شیطان آپ کے اندر ایسی سوچ لاتا ہے کہ خُدا آپ کی بدکرداری کو قبول نہیں کرتا وہ آپ کو کسی دور دراز علاقے میں پھینک دے گا۔ جبکہ آپ جانتے ہیں کہ وہ آپ کو ہر حالت میں قبول کرتا ہے۔ آپ کو اپنے اندر ایک تحریک ملتی ہے۔ کیا آپ اپنی غلطی سے معافی مانگ کر واپس لوٹ جائیں اور اُس کی رفاقت

میں آرام پائیں۔

کیا مسیحی زندگی میں اعتراف کی گنجائش ہے؟ جی ہاں اگر اعتراف کا مطلب ہو کہ آپ نافرمانی سے توبہ کریں اور خداوند کی حمد کریں کہ ہم پہلے ہی سے معافی پا چکے ہیں۔ ہمیں معافی مانگنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمارا باپ ہم سے ایک معاف کرنے والے دل سے رجوع کرتا ہے۔ کیونکہ وہ ہم سے بغیر کسی شرط کے محبت کرتا ہے۔ کیا آپ خود کو خُدا کے گھر میں نامقبول سمجھتے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو آپ کے احساسات آپ سے جھوٹ بول رہے ہیں۔ یسوع مسیح کے وسیلہ سے آپ خُدا میں مقبول ہیں۔ یہ مشکل ہے کہ آپ کسی سے شدید محبت رکھیں یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ آپ کو قبول نہیں کرے گا۔ اگر آپ خُدا کی قبولیت کو جاننے سے قاصر ہیں تو پھر یہ آپ کے اور خُدا کے درمیان رفاقت میں ایک رکاوٹ ہے۔ وہ خود اپنی شناخت نہیں جانتا۔ کیونکہ مسرف بیٹا بھی خود کو نہیں جانتا تھا۔ اُس نے سوچا کہ وہ اپنے باپ سے ملنے کے لائق نہیں ہے۔ اُس نے سوچا کہ اُس نے باپ کے پاس لوٹنے کا حق کھو دیا ہے اور اب اُس کا باپ اُسے رد کر دے گا۔ اُس نے خود کو ایک بُرے شخص کے طور پر دیکھا جو کہ اب صرف ایک ملازم سے زیادہ حیثیت نہیں پا سکتا تھا۔ ایسا ہی رویہ آج کے مسیحیوں میں موجود ہے۔ بہت سے ہیں جو یہ جانتے ہیں کہ کفارہ ہو چکا ہے۔ پھر بھی خود کو ایک بدکردار شخص کی حیثیت سے دیکھتے ہیں۔ جو کہ خُدا کو بہت سے کام کر کے یہ جتانا چاہتا ہے کہ انہیں اپنی بدکرداری پر کتنا افسوس ہے۔ فضل کی زندگی میں داخل ہونے سے پہلے میں نے بھی اپنے گناہوں کی معافی مانگی اور وعدہ کیا کہ میں بائبل کو پہلے سے بھی زیادہ بہتر طور پر پڑھونگا۔ زیادہ مستقل طور سے دعائیں کرونگا وغیرہ وغیرہ میں نے یہ نہیں سوچا تھا کہ مجھے اُس کی معافی کو لینے کی ضرورت ہے لیکن مجھے لگا کہ مجھے اور بھی مخلصی دکھانے کی ضرورت ہے۔ مجھے لگا کہ خُدا اُن کاموں سے خوش ہو جائے گا۔ جو میں نے

فرض کر لئے تھے۔ میں ہر دُعا میں یہ وعدہ کرتا کہ اگلی بار اس سے بہتر کام کرونگا۔

کیا مسرف بیٹے کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ بھی گھٹنوں کے بل چل کر آتا؟ کیا آپ نے اُسے قبول کرنے کے لئے کوئی عذر پیش کیا۔ یہ لڑکا اُس کا بیٹا تھا۔ یہ سچ کوئی نہیں بدل سکتا تھا۔ وہ تب بھی اُس کا بیٹا تھا جب وہ دور دراز کے ملک چلا گیا تھا۔ اور جب وہ دوسرے ملک میں رہ رہا تھا۔ اور آخر کار واپس آ گیا۔ مسرف بیٹا اپنی پہچان بھول گیا تھا۔ لیکن باپ کبھی ایک لمحے کے لئے اُسے نہیں بھولا تھا۔ کوئی بھی چیز باپ کو بیٹے سے جُدا نہیں کر سکتی۔

یہ اہم بات ہے کہ باپ نے اُسے اپنی وراثت میں حصہ دیا۔ کیا آپ کو لگتا ہے کہ اُس کے لئے مشکل ہوگا کہ بیٹا اسے ضائع کر دے گا۔ وہ اپنے بیٹے کے ساتھ ہر روز رہتا تھا۔ اور اُس کی ہر ایک کمزوری سے واقف تھا۔ اُسے بالکل جھٹکا نہیں لگا اِس خبر سے کہ اُس کا بیٹا دور دراز کے ملک میں جا رہا ہے۔ اُس نے اُسے جانے کی اجازت دے دی یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ عیاشی میں ساری دولت اُڑا دے گا۔ کیا آپ کو لگتا ہے کہ خُدا کو آپ کے گناہوں سے کوئی حیرت ہوگی؟ وہ بھی آپ کو جانتا ہے جو بھی آپ کرتے ہیں وہ ایک ایسے خدا سے کیسے چھپ سکتا ہے جو پہلے ہی سے ہر بات کا علم رکھتا ہے۔

مجھے اس بات سے بڑی تکلیف ہوتی تھی جب مجھے لگتا تھا کہ میں نے خُدا کو مایوس کر دیا ہے۔ لیکن یہ حقیقتاً ممکن نہیں ہے۔ مایوسی تب ہوتی ہے جب کوئی توقع ناکام ہو جاتی ہے۔ خُدا کبھی مایوس نہیں ہوتا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ ہم کس موقع پر کیا کرنے والے ہیں۔

میں یہ نہیں کہتا کہ خُدا فکرمند نہیں ہوتا جب ہم گناہ کرتے ہیں۔ یقیناً خدا کو اِس بات سے رنج ہوتا ہے۔ جب ہم احمقانہ انتخاب کرتے ہیں لیکن وہ حیران کبھی نہیں ہوتا۔

کیوں مسرف بیٹے کے باپ نے اُسے جانے کی اجازت دی؟ یہ جانتے ہوئے بھی

کہ وہ دوسری جگہ جا کر خوب عیاشی کرے گا اب کیا فضل میں رہنے والے مسیحی کو یہ آزادی حاصل ہے کہ وہ جو چاہے کر سکتا ہے؟ جی ہاں! آپ کا آسمانی باپ اگر آپ دور دراز کے علاقے میں جانا چاہیں گے تو آپ کو روکے گا نہیں۔ جیسے پولوس رسول نے کہا 1 کرنتھیوں 6 باب 12 آیت سب چیزیں میرے لئے روا تو ہیں مگر سب چیزیں مفید نہیں سب چیزیں میرے لئے روا تو ہیں مگر میں کسی چیز کا پابند نہ ہوں گا۔

پچھلے باب میں ہم نے ذکر کیا ایماندار، نیک و بد کی پہچان کی شریعت سے بندھے ہوئے نہیں ہیں۔ ہم گناہ کے لئے آزاد ہیں لیکن جب ہم اپنی پہچان کا فہم حاصل کر لیتے ہیں تو ہم سمجھ جاتے ہیں کہ بیشک کوئی چیز قانون ساز ہے مگر وہ آپ کی مدد نہیں کر سکتی بلکہ حقیقت دہ نقصان دہ ہے۔ اب کیا ایسا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ''تمام چیزیں شرعی ہیں'' کیا فرض کریں کہ گناہ کی نظر میں بھلا ہے؟ نہیں فضل میں رہنے کا مطلب ہے کہ ہم چاہیں تو گناہ کو منتخب کر سکتے ہیں۔ ہم احمقانہ انتخاب کے لئے آزاد ہیں۔

اگر آپ سنجیدگی سے شریعت اور فضل کے درمیان فرق کو دیکھیں آپ شاہد جاننا چاہتے ہیں ''کیا فضل تمام گناہوں کو ڈھانک دیتا ہے میں باہر جاؤں اور جی بھر کر گناہ کروں اگر میں چاہوں؟'' جی ہاں! اس کا یہی مطلب ہے۔ اس لئے اس سے پہلے کہ آپ اس کتاب کو باہر پھینک دیں۔ اِس باب کو ختم کر لیں۔ جب پولوس فضل کو بیان کرتا ہے۔ لوگوں نے اُس سے یہی سوال پوچھا۔ رومیوں 5 باب ہماری موت اور نیک و بد کے تسلسل کے بارے میں بتاتا ہے۔

اور پھر چھٹے باب کو شروع کرتے ہوئے وہ خود بھی ایک سوال کرتا ہے جو وہ جانتا تھا کہ ہر کسی کے ذہن میں ہو گا۔

''اب ہم کیا کہیں؟'' کیا ہم گناہ ہی میں چلتے رہیں کیونکہ فضل نے ہمیں گھیر رکھا

ہے۔ وہ جانتا تھا کہ لوگ ایسے ہی سوال کریں گے جب بھی خالص فضل کے بارے میں سکھایا جائے گا۔ وہ اُس کا جواب یہ یاد دلا کر دیتا ہے کہ آپ گناہ کے اعتبار سے مر چکے ہیں۔ آپ گناہ کر سکتے ہیں لیکن جب آپ مسیح میں اپنے آپ کو دیکھیں گے تو ایسا نہیں کریں گے آپ کی شناخت کا فہم آپ کے اندر شدید خواہش پیدا کرتا ہے کہ آپ اپنے آسمانی باپ سے رفاقت رکھیں۔ اگر آپ نہیں جانتے کہ آپ کون ہیں؟ آپ خود کو ایک نوکر کی حیثیت میں دیکھتے ہیں نوکر کے لئے یہ مشکل ہے کہ وہ اپنے مالک کی قربت کو حاصل کرے۔ جبکہ باپ اور بیٹا ایک دوسرے کی رفاقت سے لُطف اندوز ہو سکتے ہیں۔ کیا آپ خود کو خُدا کا نوکر سمجھتے ہیں یا بیٹا؟

ایک مسیحی جو یہ سمجھتا ہے کہ خُدا اُسے قبول نہیں کرے گا یا پھر وہ جو اپنی شناخت نہیں پہنچاتا خُدا اسے رفاقت اُسے مشکل لگتی ہے۔

میل جول اُن لوگوں میں ہوتا ہے جو خود کو ایک دوسرے کے ساتھ بانٹ لیتے ہیں اور یہ ایک ایماندار اور خدا کے بیچ میں تب ہو سکتا ہے جب ایک ایماندار اپنے اِس رشتے کو بائبل کی روح سے سمجھنے لگ جائے۔

محبت اور نئے عہد نامہ کے احکام:

ایک قدرتی محرک مسیحی زندگی میں مستقل رہے گا وہ خُدا کی طرزِ زندگی اور اس کا پیار ہے، کوئی بھی اور محرک ناکام ہو سکتا ہے اگر ایک مسیحی اپنا وقت زیادہ سے زیادہ محبت بڑھانے میں گزارتا ہے اور چاہتا ہے کہ مناسب مسیحی رویہ کو تلاش کر لے تو پھر دنیا اُس ے لئے ایک مختلف جگہ ہو گی یہ بات بے بنیاد نہیں ہے کہ غیر نجات یافتہ دنیا مسیحی مذہب کو ایک مخصوص رویہ کا نظام سمجھتی ہے۔ بہت سے مسیحی بھی اسی بات سے جڑ جاتے ہیں۔ وہ خُدا کے احکامات کو اپنی زندگی کے ہر پہلو مس ی رکھنے کے لئے جاننا چاہتا ہیں۔ اب نئے عہد نامہ کے احکام کی ایک ایماندار کی

زندگی میں کیا اہمیت ہے؟ کیا شریعت سے آزادی کا مطلب ہے کہ ہمیں بائبل کے احکام پر عمل نہیں کرنا چاہیے؟ یہ احکامات کو دیکھنے کے لئے دو قسم کے نظریات ہیں۔ ایک جو کہ شریعت سے بندھا ہے اور دوسرا محبت کے پہلو سے فضل کی طرف سے آیا ہے۔ ایک مسیحی جو کہ نئے عہد نامہ کے احکامات کو شریعت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ وہ انہیں منفی سمجھتا ہے احکام وہ ہیں جن کو اُسے ہر حالت میں ماننا ہے وہ اُس پر ایک بھاری بوجھ ہیں اور اُسے مسلسل یاد دلاتے ہیں کہ اُسے اِن سب کی پابندی خدا کی فرمانبرداری میں کرنی ہے۔ ایک پابند قانون کی زندگی میں یہ احساس ہوتا ہے کہ اُسے اِن احکامات کو ماننا ہی ہے کیونکہ خُدا اُس سے توقع رکھتا ہے۔

ایک دن مارک میرے پاس آیا اور اُس کا روحانی کتابچہ اُس کے ہاتھ میں تھا۔ اُس نے کہا ''میں آپ کو کچھ دکھانا چاہتا ہوں۔'' اُس نے اپنا کتابچہ یا ڈائری کھول کر مجھے وہ پانچ مخصوص اندراج دکھائے جو اُسے لگتا تھا کہ کرنے سے وہ اپنی مسیحی زندگی میں فتح کو حاصل کرلے گا۔ اب اُن باتوں کا بیان میں پہلے بھی کر چکا ہوں۔ مثلاً بائبل پڑھنا، دُعا کرنا، گواہی دینا وغیرہ۔ اُس نے واضح کرتے ہوئے کہا ''مجھے لگتا ہے کہ یہ پانچ باتیں مسیحی زندگی کی بنیاد ہیں لیکن میں ایسا مستقل طور پر نہیں کر پاتا۔ میں کیا کروں کہ خود کو اِن باتوں میں وفادار بنالوں۔ مارک نے اپنے احکامات کی فہرست بنالی تھی جو کہ اُسے یقین تھا کہ اُسے فتح بھی دلا دیں گی۔ اب اُس نے ان احکامات کو شریعت کی نظر سے دیکھا تھا نہ کہ فضل کے پہلو سے۔

کیا آپ جانتے ہیں کہ شریعت انسان کے ساتھ کیا کرتی ہے؟ یہ گناہ آلودہ جذبات کو بھڑکاتی ہے، آخر کار مارک ان تمام باتوں پر عمل کرنے میں ناکام رہا۔ اور نتیجہ کے طور پر وہ ایک بہت بڑی پریشانی سے گزر رہا تھا۔ اسی لئے یہ بات ہمیشہ قانون کے پیروکاروں کے ساتھ ہوتی ہے۔ وہ نئے عہد نامہ کے احکامات کو بھی ندامت اور ذاتی مذمت کے

احساس سے دیکھتے ہیں۔ وہ خدا کو خوش کرنے کے لئے بھی کبھی مطمئن نہیں ہوتے اگر مارک نے تمام احکامات کی تعمیل کی ہو پھر بھی وہ سوچے گا کہ سب سے ضروری حکم کونسا ہے اور اس طرح اُس کی پریشانی جاری رہے گی۔ ایک لفظ جو شریعت کبھی نہیں کہے گی وہ ہے ''کافی'' اسی لئے تو شریعت کے پیروکار کبھی مطمئن نہیں ہوتے۔ وہ زیادہ سے زیادہ توانہی کو حاصل کرتے ہیں۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ کتنی کوشش کرتے ہیں وہ کبھی مطمئن نہیں ہوتے۔

یہاں پر نئے عہد کے احکام کو جاننے کا ایک نیا اور بہتر طریقہ ہے۔ جیسے آپ فضل میں بڑھتے ہیں ایک ذہنی نشست آجاتی ہے۔ جو کہ آپ کو احکام کو مثبت طریقے دکھاتی ہے۔ آپ اُنہیں محبت کی بنیادوں پر سمجھنا شروع کرتے ہیں۔ (1 یوحنا 5 باب 3 آیت) اور خدا کی محبت یہ ہے کہ ہم اُس کے حکموں پر عمل کریں اور اُس کے حکم سخت نہیں۔

فضل کے پہلو سے ہمیں احکام کو ایک قانون کی حیثیت سے نہیں دیکھنا چاہیے۔ بلکہ یسوع کی زندگی کے مواقع کی حیثیت سے تاکہ وہ ہم سے ظاہر کرے۔ ہمیں فرمانبرداری میں اُن کا ردِعمل ظاہر کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ یہ احکام مسیحی زندگی کی ایک خوبصورت تصویر ہیں جو کہ یسوع کے طرزِ زندگی کو ظاہر کرتے ہیں ہم جو فضل کے تحت آزاد ہوئے ہیں۔ ہم احکام کو اپنی ذات کی مذمت کے لئے نہیں دیکھتے۔ بلکہ ایک روحانی ادراک کے ساتھ جو کہ خداوند یسوع مسیح اپنی ذات سے ہم پر آشکار کرتا ہے۔ خداوند یسوع نے 2 ہزار سال پہلے شریعت کو ختم نہیں بلکہ پورا کیا ہے۔ جیسے وہ اپنی زندگی ہمارے وسیلہ سے آج جیتا ہے۔ وہ نئے عہد کے احکام کو بھی پورے کرے گا۔ مسیحی یسوع کے پابند ہیں۔ اُس کے احکام کی تعمیل کو منتخب کرتے ہیں اور پھر ایمان سے عمل کرتے ہیں۔ ہر حکم ہم سے یسوع کو منعکس کرنے کا ایک نیا راستہ ہے!

کیا آپ اپنی مسیحی زندگی میں فتحمندی کے لئے کوشش کررہے ہیں۔ آپ احکام پر اپنی

فتحمندی کے دروازے کی حیثیت سے نظر مت رکھیں۔ یسوع خود آپ کی فتح ہے۔ جیسے ہی آپ اُس کی زندگی گزارنے کے لئے پیوست ہوتے ہیں۔ وہ اپنی زندگی کا اظہار آپ کے وسیلہ سے کرتا ہے۔ یہی احکام پھر برکت بن جائیں گے نہ کہ بوجھ۔ آپ ندامت کی بجائے فضل میں چلتے رہنے کا تجربہ حاصل کریں گے۔

یوحنا 14 باب 15 آیت۔ اگر تم مجھ سے محبت رکھتے ہو تو میرے حکموں پر عمل کرو۔

جب میں خود شریعت کا پیروکار تھا۔ میں نے اس آیت کو اس طرح لیا کہ آپ میرے احکام کو مانیں تا کہ یہ ظاہر ہو جائے کہ آپ کو مجھ سے محبت ہے۔ لیکن اس آیت کا مطلب یہ نہیں ہے یسوع کہتا ہے کہ اگر آپ اُس سے محبت رکھتے ہیں تو اُس کے احکام کو بھی مانیں گے۔ کیا آپ نے فرق دیکھا؟ ایک پہلو بوجھ کو واضح کرتا ہے اور دوسرا پہلو جدوجہد سے رہائی ہے۔ احکام کی پابندی سے ناکامی ایک شکل کی وجوہات ہیں یہ خود ایک مشکل نہیں ہے اس میں مسئلہ نافرمانی کی وجہ محبت کی کمی ہے۔ اگر ہم ہر روز تابعداری کے لئے فرمابردار رہیں گے تو پھر مسئلے کا حل یہ ہے کہ اُس سے زیادہ محبت رکھیں۔ اب اس جواب سے ایک اور سوال نکلتا ہے کہ ہمیں کس طرح اپنے آسمانی باپ کی محبت میں بڑھنا ہے؟

اُس کو جاننا ہی اُس سے محبت رکھنا ہے:

ذرا سوچیئے کہ اگر یسوع اُس کمرہ میں آجائے جہاں آپ ہیں۔ وہ آپ کی طرف بڑھے اور آپ کے قریب بیٹھ جائے اور پھر آپ دونوں باتیں کرنے لگ جائیں اور جب وہ اُٹھ کر جانے لگے تو آپ کہیں کہ خداوند کیا میں آپ سے ایک سوال پوچھ سکتا ہوں میں نے بہت سا وقت اور توانائی اس دنیا کی چیزوں کے لئے گزارا ہے اور اب میں اپنے باقی وقت کو واقعی کسی کام لانا چاہتا ہوں۔ تو بھلا بتایئے آپ کے احکام میں سے سب سے اہم حکم کونسا ہے؟ کیا خیال

ہے یسوع کا جواب کیا ہوا؟ یہ جواب ہر کوئی جانتا ہے کیونکہ خود یسوع کے دنیاوی خدمت کے دوران ایک شخص نے یسوع سے پوچھا تھا ایک مذہبی رہنما نے اُس سے یہ پوچھا تھا۔ (متی 22 باب 36-38 آیت)

اے استاد۔ توریت میں کونسا حکم بڑا ہے اُس نے اُس سے کہا کہ خداوند اپنے خدا سے اپنے سارے دل، اپنی ساری جان اور اپنی ساری عقل سے محبت رکھ بڑا اور پہلا حکم یہی ہے۔''

جب یسوع سے پوچھا گیا کہ اُس کا حکم عظیم کیا ہے تو اُس نے کہا کہ خُدا سے محبت رکھی جائے۔ ایک شخص کی محبت کا تناسب بالکل اتنا ہی ہوگا جتنا وہ اُسے جانتا ہے اسی لئے اُسے جاننے کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ یسوع کا لگاؤ اپنے پکڑوائے جانے کے وقت اِس بات میں تھا کہ اُس کے قید ہونے اور اُن سے جُدا ہو جانے کے بعد اُس کا شاگردوں کے دل میں خداوند کے لئے محبت میں کمی نہ ہو۔ اب ذرا اُس دُعا کے آخری الفاظ پر غور کیجئے جو اُس نے آخری کھانے کے وقت بالاخانہ میں کہے۔

(یوحنا 17 باب 25-26 آیت) اے عادل باپ! دُنیا نے تو تجھے نہیں جانا مگر میں نے تجھے جانا اور انہوں نے بھی جانا کہ تو نے مجھے بھیجا اور میں نے اُنہیں تیرے نام سے واقف کیا اور کرتا رہونگا تا کہ جو محبت تجھ کو مجھ سے تھی وہ اُن میں ہو اور میں اُن میں ہوں۔

یسوع نے کہا کہ اُس نے باپ کے نام سے اعلان کر دیا ہے تا کہ رسول خُدا کی محبت کو بانٹ لیں اور خُدا باپ اور بیٹے کے درمیان ہی زندگی گزاریں۔ خُدا کا نام لینے کا مطلب ہے۔ آپ اُس کے کردار سے پردہ ہٹاتے ہیں۔ یہ یسوع کا مقصد تھا کہ وہ خُدا کو ظاہر کرے تا کہ باپ اور بیٹے دونوں کا پیار شاگردوں میں بسا رہے۔

آج بھی پاک روح کی خدمت یہ ہے کہ وہ خُدا کی فطرت کو بیان کرتی ہے، تا کہ ہم

اُس کی الٰہی محبت میں داخل ہو جائیں۔ اے آسمانی باپ ہم تیری محبت کے اظہار میں کہیں کم پڑ جائیں تو پھر پاک روح سے کہہ کے ہمارے حالاتِ زندگی میں مجھے زیادہ بھرپور طریقے سے ظاہر کرے۔ اگر آپ خُدا کو جاننے کے لئے بیتاب ہیں وہ آپ کو ضرور اپنی پہچان بخش دے گا! جیسے ہی آپ اُسے زیادہ جان لیں گے، آپ اُس سے زیادہ محبت رکھیں گے۔ میرا نظریہ خُدا کے بارے میں بدل گیا ہے۔ جب سے میں نے اُسے فضل کے تحت جانا ہے۔ جبکہ اس سے پہلے، میں نے اُسے ایک ایسے خدا کے روپ میں دیکھا تھا جو کہ محبت فرض کے طور پر طلب کرتا ہے۔ اب میں دیکھتا ہوں کہ خُدا ایک ایسا شخص ہے جس کی میں کوئی مدد نہیں کر سکتا صرف اُس سے محبت ہی کرنا چاہیے اور جتنا بہتر طور سے میں نے اُسے سمجھا ہے وہ واقعی محبت کے قابل ہے!

دہم باب:

جب فرض لطف بن جاتا ہے

اب فضل نے کچھ اپنا راستہ تبدیل کر لیا ہے۔ میں مسیحی زندگی کے چند پہلوؤں کو دیکھتا ہوں۔ اب یہ جانتے ہوئے مجھے کئی 'مسیحی فرائض' کو پورا کرنے کی پابندی سے چھٹکارا مل گیا ہے۔ میں خود کو آزاد محسوس کرتا ہوں۔ ایک شریعت کے پیروکار کی حیثیت سے مجھے یہ آرام کبھی نہیں ملا تھا کیونکہ میں نے خودساختہ قوانین بھی بنا رکھے تھے۔ اب مسیحی قوانین کے نظام کو جب میں نے بائبل میں پڑھا تو مجھے پر ذمہ داریاں عائد ہو گئیں۔

شاید آپ بھی اپنی مسیحی زندگی میں اس قسم کے فرائض کو دیکھتے ہیں جب آپ فضل میں چلتے ہیں تو آپ دیکھتے ہیں کہ کس طرح فضل کے ذریعہ سے یہ ذمہ داریاں آپ کو ایک پُر لطف مقام تک پہنچا دیتی ہیں۔ اپنے ماضی پر انحصار کرتے ہوئے ہر ایک کا ایک خاص نظریہ ہے ان وراثتی قوانین کے لئے جو کہ مسیحی زندگی میں ملے ہیں۔ میری اپنی روایات نے بتایا کہ میں کئی پہلوؤں میں تو بہت اچھا ہوں جو مجھے لگتا ہے کہ کامیاب مسیحی طرزِ زندگی ہے۔

بائبل کی رُو سے جینا:

جب میں نوجوان تھا تو کسی نے مجھے بائبل دی پہلے صفحے پر درج تھا "یہ کتاب آپ کو گناہ سے اور گناہ آپ کو اِس کتاب سے دور رکھے گا" مجھے اس بات کی سمجھ آ گئی۔ بیشک میں نے تلاش کرنا شروع کیا کہ یہ آسان نہیں ہے۔ کیونکہ میں جانتا تھا کہ گناہ تو ضرور ہی مجھے اِس کتاب کو پڑھنے سے روکے گا لیکن یہ ضروری نہیں کہ یہ کتاب بھی مجھے گناہ کرنے سے روک دے۔
اب بلوغت کی عمر میں لڑکے دو چیزوں پر سوچتے ہیں ایک خوبصورت گاڑیاں اور دوسری ہے لڑکیاں۔ لڑکے گاڑیوں کے بارے میں زیادہ سوچ کر خود کو مشکل میں نہیں ڈالنا چاہتے مگر

لڑکیوں کی بات اور ہے۔ اس عمر میں یہ سوچ زیادہ حاوی ہوتی ہے۔ جب میں اِس نوعمری میں تھا تو میں نے کتاب کو پڑھا جس میں لکھا تھا کہ ابلیس کو روکنے کا کیا طریقہ ہو سکتا ہے کہ وہ آپ کو آزمائش میں نہ ڈالے۔ اُس مصنف کا مشورہ تھا کہ آپ اپنی ہر کمزوری کے لئے اُس کے مخالف ایک آیت لکھئے۔ اور پھر جب بھی ابلیس آپ کو آزمائے آپ اپنے کلام کی تلوار سے اُس کا سر کاٹ دیں۔ اور پھر میں نے ایسا ہی کیا۔ میری جیب ہر وقت ایسے کارڈ سے بھری رہتی جن پر میں نے اپنی نوجوانی کو گڑھے میں گرنے سے بچانے کے لئے آیات درج کیں تھیں۔ ایک کارڈ اُن میں سے کچھ زیادہ خراب ہو کر مڑ سا گیا تھا۔ اُس پر یہ آیت لکھی تھی۔ 1 پطرس 2 باب 11 آیت۔ اے پیارو میں تمہاری منت کرتا ہوں کہ تم خواہشوں سے پرہیز کرو جو روح سے لڑائی رکھتی ہیں۔

اب ایک نوعمر لڑکے کے لئے تو پوری دنیا ہی خوبصورت لڑکی ہے۔ یہ سب کرنے پر بھی ہوس پر قابو پانا مشکل تھا۔ اور ہر بار میں اپنے جذبات کو ایک ٹرین کی طرح قابو میں رکھتا اور اُسے پٹڑی سے اُترنے نہ دیتا تھا۔ اور پھر میرے اندر مذمت کا احساس پیدا ہوتا۔ اور میں خود کو کیچڑ کہتا۔ خُدا کبھی مجھے استعمال نہیں کر پائے گا۔ میں اکثر سوچتا کہ بائبل ایسے موقعوں پر میری مدد کیوں نہیں کرتی۔ کئی سال گزرنے کے بعد آزمائش نے اپنا روپ بدل لیا۔ لیکن میرا طریقہ اس پر قابو پانے کے لئے وہی تھا۔ میں نے وہ کارڈز تو جیب سے نکال دیئے تھے لیکن میں نے بائبل کے مطالعہ کو نہیں چھوڑا تھا اور یہ اُس وقت ہوا جب میں نے فضل کو جانا۔ میں بائبل کی تعلیم پر اپنے طرزِ زندگی کو رکھنا چاہتا تھا۔ جو کہ بائبل کی روایات کے نظام کو پکڑے رہنے سے زیادہ کچھ نہیں تھا۔ کیا یاد ہے کہ آٹھویں باب میں کیا ذکر ہوا۔ خُدا نہیں چاہتا کہ ہم کسی بھی اخلاقی نظام کے پابند ہوں۔ بائبل تو تاریکی کی قوتوں کے خلاف ایک ہتھیار ہے۔ یاد رکھیں کہ ابلیس بھی کلام

کو جانتا ہے اور اُس نے اس کا اظہار بھی کیا۔ جب اُس نے جنگل میں یسوع کو آزمایا۔ بائبل گناہ کے خلاف ہتھیار ہے۔ آیات کو یاد کرنے کا مطلب ہے اپنی بندوق میں بارود بھرنا لیکن صرف محبت ہی وار کرسکتی ہے۔ مجھے یاد ہے کہ اپنی جوانی میں میں نے ابلیس پر یہ بندوق تان لی اور پھر کہا ٹھائیں! ٹھائیں! (گولی کی آواز) اور اس میں کوئی حیرت نہیں کہ ابلیس نہیں رُکا۔ خُدا کو اب تک مجھے اپنی محبت کے بارے میں کچھ سکھانے کی ضرورت ہے۔ جونہی آپ خُدا کی لمحہ بہ لمحہ پابندی کرتے ہیں آپ کی محبت یسوع کے لئے آپ کو ابلیس کے خلاف مزاحمت کرنے کے قابل بناتی ہے۔ اُس کی زندگی جو آپ کے اندر موجود ہے۔ آزمائش کے خلاف مزاحمت پیدا کرتی ہے۔ خُدا پر بھروسہ میں ناکامی آپ کو آپ کی اپنی قوتِ مدافعت پر چھوڑ دیتی ہے یہاں پر پھر سے خودمختاری آزمائش کے خلاف یک طرفہ جنگ ہے!

بائبل کو سیکھنا:

یہاں بائبل کے بارے میں ایک اور غلط نظریہ بھی ہے جس کی اصلاح فضل کرتا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ بائبل کے حصوں کو سیکھنا ضروری ہے لیکن کیوں؟ ایک بنیاد پرست مسیحی ہمیشہ بائبل کو پڑھتا ہے معلومات حاصل کرنے کے لئے۔ اس طرح کی بائبل سٹڈی آپ کے لئے نقصان دہ ثابت ہوسکتی ہے۔ پولوس نے واضح طور پر کہا ’’علم ہوا میں اُڑ جاتا ہے‘‘ آج جدید کلیسیا میں ایسے بہت سے لوگ ہیں جو کہ ایک بائبل کانفرنس سے اُٹھ کر دوسری میں جاتے ہیں تا کہ وہ کچھ علم حاصل کرسکیں۔ مسیحی ٹیلی ویژن اور ریڈیو اسٹیشن پھل پھول رہے ہیں۔ یہاں بائبل کے بارے میں معلومات کی کوئی کمی نہیں ہے۔ اب میں حیران ہوتا ہوں کہ یہاں دنیاوی ذہن رکھنے والوں کی تعداد زیادہ کلیساؤں میں بڑھ رہی ہے۔ شریعت کے پیروکار کے لئے بائبل ایک معلومات ہے اور فضل کے ماننے والوں کے لئے یہ مکاشفات کا بھید کھولتی ہے۔ میں نے ایک

ایسے چرچ کے بارے میں سُنا جو کہ پاسٹر کی سیمنری ٹریننگ کے خلاف تھا۔ میں ہرگز یہ نہیں کہتا کہ بائبل کو نظر انداز کرنا کوئی اچھی بات ہے۔ لیکن بائبل کی معلومات مکاشفات کے بغیر نامکمل ہے!

یہ ممکن ہے کہ آپ تعلیمی باتوں پر تو عبور حاصل کرلیں لیکن یسوع کی زندگی کا تجربہ نہ رکھیں۔ میں نے اکثر سُنا ہے کہ بائبل مقدس کو ایک محبت نامے سے تشبیہ دی جاتی ہے اور یہ بہت خوب تشبیہ ہے۔ ایک پُرفضل طریقہ ہی بائبل سٹڈی کے لئے بھوک پیدا کرتا ہے کہ آپ یسوع کو جانیں اور اُس کی آواز کو سنیں۔

کچھ عرصہ پہلے میں آدمیوں کی بحالی کے لئے گیا اور اُس کا اثر مجھ پر کئی دنوں تک رہا۔ اُس جگہ پر جب میں رات کو سونے لگا تو میں نے ایک محبت نامہ دیکھا جو کہ میری بیوی نے میرے ٹوتھ برش کے ساتھ رکھ دیا تھا میں نے اُسے پڑھا اور مسکرایا۔ پھر اگلے دن مجھے ایک اور نوٹ ملا جو کہ میری بیوی نے میری قمیض کے نیچے رکھا تھا۔ اُسی دن شام کو ایک اور نوٹ اور پھر اگلے دن ایک اور ہر ایک دن گزرنے کے ساتھ یہ نوٹس میرے لئے حساس بنتے گئے۔ اور پھر آخری دن مجھے وہ نوٹ ملا جو سب سے زیادہ اہم تھا اور وہ اُس نے میرے سوٹ کے اندر کی جیب میں چھپایا تھا۔ اِس پر تو اس کا پرفیوم بھی لگا ہوا تھا۔ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اِن محبت ناموں کا مجھ پر کیا اثر ہوا ہوگا؟ آپ کیا سوچیں گے اگر میں کہوں کہ میں نے اِن محبت ناموں کو ایک پوسٹر بورڈ پر لگایا اور پھر ہر شام جب میں گھر آتا تو اپنی بیوی کو نظر انداز کر کے میں سیدھا اُس بورڈ کے پاس جاتا۔ آپ سوچیں گے کہ میں تو پاگل ہی ہوگیا ہوں وہ حروف تو عظیم تھے لیکن یہ صرف میرے جذبات کو میری بیوی کی طرف کھینچتے تھے۔ یہی کام پاک روح نے بھی کیا جب اُس نے ہمیں فضل کی طرف کھینچا۔ اُس نے کلام کو استعمال کیا کہ خُدا کی محبت کے بھید کو کھولے اور

ہمارے اندر یہ خواہش پیدا کی کہ ہم اپنے خُدا کو اور بھی قریب سے جان لیں۔ فضل بائبل کو ذاتی طور پر بیان کرتا ہے۔ اور پھر یہ اسے ہماری تعلیم کی وجہ بناتا ہے۔ جبکہ پہلے اسی کو مسیحی تعلیم کا مقصد مانا جاتا تھا۔ ایک فرد کے طور پر خُدا کا پُر تاثیر کلام ۔شریعت کے پیروکار بائبل کے تعلیم یا خدا کے کلام پر سارا دن بحث کر سکتے ہیں۔ لیکن اِس کلام کو سننے اور سمجھنے کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے اور انسان کو بہرہ پن ہو جاتا ہے۔ صرف فضل ہی ایک بہرے کو اِس قابل بناتا ہے کہ وہ اُس کے کلام کو سن سکیں۔ بائبل خدا کا زندہ کلام ہے جو الٰہی زندگی کے تاثر سے بھرپور ہے۔

کیا آج آپ نے تنہائی میں خُداوند کے ساتھ وقت گذارا:

ایک اور پہلو جو ڈرامائی طور پر میری زندگی میں بدل گیا وہ ہے میری دُعائیہ زندگی میرے مسیحی طرزِ زندگی کا ایک مشکل ترین پہلو تھا مستقل مزاجی سے ''خُدا کے ساتھ وقت گزارنا'' جب تک میں نے یسوع کو اپنی زندگی کے طور پر قبول نہیں کیا تھا۔ اور جب بھی میں اپنا وقت اکیلے خُدا کے ساتھ گزارتا تو اُسے اپنا (Quite Time) خاموش وقت کہتا اور یہ واقعی خاموش تھا بعض اوقات تو اتنا خاموش ہوتا تھا کہ میں دُعا کرتے کرتے سو ہی جایا کرتا تھا۔ شریعت کے پیروکاروں نے دُعا کو ایک یک طرفہ بیزار کرنے والی سرگرمی بنا دیا تھا۔ جبکہ فضل نے دُعا کو ایک پُر لطف گفتگو بنا دیا ہے۔ کیا آپ کی دُعائیہ زندگی کا دارومدار لگا تار اور ایک چکر میں چل رہا ہے؟ مجھے ایک زوردار جھٹکا لگا یہ جان کر میری دعاؤں اور فریسیوں کی دُعاؤں میں کوئی فرق نہیں تھا۔ اب میں دُعائیں نہیں پڑھتا بلکہ صرف دُعا کرتا ہوں۔

جب میری بیٹی ابھی چھوٹی تھی۔ ہم اُسے سُلانے سے پہلے اُس کے ساتھ دُعا کرنے لگے ہم اُس کے بستر کے پاس گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور اُس نے دُعا شروع کی اُس نے کہا ''خُدا عظیم ہے وہ بھلا ہے اور میں اُس کا شکر کرتی ہوں کہ وہ ہمیں کھانے کے لئے خوراک مہیا

کرتا ہے۔'' یہ کہتے ہی وہ چُپ ہو گئی اور بول اُٹھی اوہ مجھے لگتا ہے کہ میں نے غلط دُعا مانگی ہے۔ میں اکثر بڑوں کو غلط دعائیں کرتے سنتی ہوں اور آج میں نے بھی وہی کیا ہے؟ کیا میں ٹھیک کہہ رہی ہوں۔ لوگ ایک ہی دُعا کو ہر وقت ہر جگہ ہر موقع پر پڑھتے ہیں۔ مجھے یاد ہے جب میں چھوٹا تھا تو میں نے لوگوں کو ویت نام میں لڑنے والے فوجیوں کے لئے دُعائیں کرتے سُنا۔ اور جب جنگ ختم ہو گئی اور فوجیں واپس آ گئیں تو پھر بھی میں نے ایک شخص کو یہی دُعا کرتے سُنا میں نے سوچا کہ شاید کسی نے اسے بتایا نہیں کہ جنگ ختم ہو چکی ہے۔ مجھے پتا ہے کہ آپ سوچتے ہوں گے کہ شاید میں بڑھا چڑھا کر بات کر رہا ہوں۔ لیکن یہ سچ ہے کہ ہم بڑی آسانی سے رٹی رٹائی دعاؤں کے جال میں پھنس جاتے ہیں اور فضل کے اندر خُدا کے ساتھ شراکت نہیں کرتے اور پھر ایسی ہی دعائیں پڑھتے رہنا ایک فرض بن جاتا ہے۔ فضل ہماری دعاؤں کی فطرت ہی بدل ڈالتا ہے۔ یہ ہماری دُعاؤں کے سلسلہ کو جاری رکھنے کے لئے محرک رکھتا ہے ہماری روزانہ کی دعائیہ ترتیب کے مخالف ہے۔

جب سارہ اپنے کام سے گھر آتی ہے وہ ایک ہی ترتیب سے روزانہ کے کام کرتی ہے۔ روزانہ کے میاں بیوی کے مسائل بچوں کی ضروریات اور گھر کا کوئی چھوٹا سا کام ہو جانے کے بعد وہ اِس گفتگو کو ختم کرتے ہوئے وعدہ کرتی ہے کہ وہ ہمیشہ ایک اچھی بیوی بن کر رہے گی۔ وہ ہر روز اس ترتیب سے چلتی رہتی ہے چاہے کبھی کبھی اُس کا دل نہ بھی چاہتا ہو۔ اور پھر یہ سب تقریباً آدھے گھنٹے کی بات ہے اور اُس کے بعد شام کو وہ اپنے شوہر کو اچھا خاصا نظر انداز کرتی ہے۔

آپ کو کیا لگتا ہے سارہ کا رویہ کیسا ہے؟ مجھے لگتا ہے کہ سارہ ایک خیالی کردار ہے۔ اگر کوئی بھی عورت اس طرح کے نظام میں زندگی گزارتی رہے گی تو پھر وہ اپنے شوہر سے درست

رفاقت نہیں رکھ رہی۔ یہی مثال بہت سے مسیحیوں کی دعائیہ زندگی کو بیان کرنے کے لئے کافی ہے۔اُنہوں نے ایک ہی دعا کو ہر وقت پڑھنے کا عزم کر رکھا ہے۔اُن کی دُعا کا ایک فارمولا ہے جس کے چار یا پانچ اقدام ہیں اور پھر وہ اِس ترتیب میں چلتے رہتے ہیں چاہے اُنکا دل چاہے یا نہ چاہے۔میں آپ کو اُبھارتا ہوں کہ آپ خود سے سنجیدگی سے پوچھیں۔کیا خداوند اپنی دُلہن سے اسی قسم کی ملاقات چاہتا ہے؟

فضل کو پانے سے قبل دعا میرے لئے صرف ایک کام تھا جو مجھے کرنا ہی تھا مگر اب یہ میرے لئے ایک فرض سے کہیں زیادہ ہے۔کیونکہ یہ ایک رویہ ہے اگر میں یسوع میں ہوں تو پھر یہ خُدا کے ساتھ ایک کھلی شراکت ہے۔کسی وقت میں الفاظ ضروری ہیں اور کسی اور وقت میں ضروری نہیں۔ہمارے بچے کہتے ہیں کہ میں اور میری بیوی کئی بار بات کئے بغیر چلتے رہتے ہیں۔ وہ ٹھیک ہی کہتے ہیں اُنکا خیال ہے کہ ہم اکثر ایک دوسرے کا ذہن پڑھ لیتے ہیں۔یہ بالکل بھی غلط نہیں ہے ہم پچھلے بائیس سالوں سے ساتھ رہے رہے ہیں۔اور ایک دوسرے کا ذہن خوب جانتے ہیں۔کسی وقت بولتے رہنا ضروری نہیں۔شاید پیار بھری ایک نظر ہی کافی ہے۔آواز کے بغیر ہی رسائی ممکن ہے۔میں ہرگز پریشان نہیں ہوتا اگر میلینی (میری بیوی) مجھ سے بات نہ کرے۔ہاں کبھی خاموشی کسی ناراضگی میں بھی ہوتی ہے تو پھر آپ خود سمجھدار ہیں اپنے مسئلہ کو جلد ہی سلجھالیں۔جھگڑا نہ ہو تو خاموشی میں بھی راحت ہے۔جب ہم جوانی میں ایک دوسرے سے شادی سے پہلے ملتے تھے تو مجھے ہر وقت بولتے رہنا اچھا لگتا تھا مگر اب ہماری رفاقت کے اتنے سالوں کے بعد یہ ضروری نہیں۔ایسا قدرتی طور پر ہوتا ہے میں تو شاید چلا ہی اُٹھوں گا اگر میلینی زیادہ دیر تک مجھ سے بات نہ کرے اور بعض اوقات ہم کسی منصوبہ یا ایجنڈا کے بغیر ہی ایک دوسرے سے بات کرتے ہیں۔یہ نہیں کہتا کہ دُعا کے لئے کوئی خاص وقت مقرر کرنا

نامناسب ہے۔میرے کہنے کا مطلب ہے کہ بغیر کسی زندگی کے مقررہ اوقات کی دُعاؤں کا کوئی فائدہ نہیں۔جوں ہی آپ فضل میں بڑھتے ہیں۔آپ دُعا کو ایک مذہبی فریضہ سے زیادہ ایک طرزِ زندگی سمجھتے ہیں۔آپ خود کو اپنے باپ سے درجنوں بار بات کرتے دیکھو گے صرف ایک مخصوص وقت میں ہی نہیں۔آپ خُدا سے ہر خاص و عام بات کریں گے کسی نے کہا کہ وہ خُدا سے چھوٹے مسائل پر بات نہیں کرتا کیونکہ وہ بہت مصروف ہے۔یاد رکھیں کہ خُدا کے نزدیک ہمارا ہر مسئلہ چھوٹا ہے۔اُسے بڑے معاملات کو الجھانے کے لئے زیادہ توانائی کو استعمال کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔وہ تو قادرِ مطلق ہے! آپ اُس کی توانائی کو اپنے مسائل سے خارج نہیں کر سکتے۔اگر اُس نے آپ کے سر کے بال بھی گنے ہوئے ہیں تو پھر سمجھ جائیں کہ وہ آپ کی زندگی کی ہر ایک تفصیل کو جانتا ہے اور آپ کے لئے فکرمند ہے۔اس سے بر طرف کے آپ کے مسائل چھوٹے ہیں یا بڑے۔

خُدا کی آواز کو سننا:

فضل کے تحت دُعائیہ زندگی کا ایک اور پہلو یہ بھی ہے کہ خُدا ابھی آپ سے بات کرتا ہے۔خُدا نے بائبل میں کئی لوگوں سے بات کی تو پھر اُس کی گفتگو کا کوئی طریقہ مخصوص نہیں ہے۔ وہ بولے گا جب آپ فضل میں اُس سے جُڑ جائیں گے نا کہ اپنی مسیحی کارکردگی سے۔خُدا نے کبھی بھی آواز سے بات نہیں کی۔لیکن پھر بھی وہ بھرپور طریقے سے بات کرتا ہے۔کیا آپ توقع کرتے ہیں کہ جب آپ کلام پڑھیں یا دُعا کریں تو وہ آپ سے بات کرے۔بہت سے جدید مسیحی کبھی یہ توقع ہی نہیں کرتے کہ خُدا شخصی طور پر اُن سے بات کرے۔جیک ٹیلر اُن کی خاموشی کی توقعات کو یوں بیان کرتا ہے۔

یہ بات ایک مخالف تعلیم کا اشارہ کرتی ہے کہ خُدا پہلے تو لوگوں سے بات کرتا تھا مگر

آج کل خاموش ہے۔ یہ نظریہ رکھنا کہ خُدا نے ہمیں مقدس کتاب تو دی لیکن خود وہ اب اپنی بنائی ہوئی دنیا سے رسائی نہیں چاہتا۔

کیا آپ اُس کی آواز کی لہر کو پکڑ سکتے ہیں؟ کیا آپ جانتے ہیں کہ آج بہت سی کلیسیائیں ایک عالمی روحانی نظریہ رکھتی ہیں؟ آپ کہیں گے کہ "مجھے نہیں لگتا کہ کسی نے ایسی شہادت دی ہو" یہ سچ ہے اور بہت سے مسیحی آج اس طرح کی بدعت کا شکار ہو چکے ہیں۔ کچھ کہتے ہیں کہ خُدا بائبل کے ذریعے اپنی ہر ایک بات ہم تک پہنچا چکا ہے اور یہ برحق اور مکمل (بات) کلام ہے۔ ہمارے پاس وہ تمام مکاشفات موجود ہیں۔ جن کی ہمیں ضرورت ہے اور خاموشی کا مفروضہ آج بہت سے کلیسیاؤں میں گھوم رہا ہے۔

میں نے پایا کہ "خُدا نے کہا یہ لفظ بائبل میں 577 دفعہ آیا اور خُدا نے بتایا 143 دفعہ آیا۔ اب کل 720 دفعہ بائبل کے مطابق خُدا نے براہ راست بات کی۔ کیا آپ اُس کی آواز سنتے ہیں؟ یسوع کہتا ہے کہ اُس کی بھیڑ اُس کی آواز پہچانتی ہے لیکن کئی مسیحی نجات یافتہ ہونے کے بعد اِس آواز کو پھر کبھی سننے کی اُمید ہی نہیں کرتے۔ خُدا کی خواہش ہے کہ وہ اپنے بچوں سے براہ راست مکالمہ میں بات کرے۔ فضل انسان کے کانوں کو اس طرح کھولتا ہے جیسے شریعت نے کبھی بھی نہیں کیا ہوگا۔ ایک شرعی شخص ہونے کی حیثیت سے میں وہی کرنا چاہتا تھا جو خُدا مجھ سے چاہتا ہے۔ لیکن اب فضل نے مجھے بتایا کہ خُدا مجھے جانتا ہے۔ جب میں نے اُسے جانا تو مجھے پتہ چلا کہ مجھے بغیر جدوجہد کے اُس کی مرضی کو پورا کرنا ہے۔ جس نے یکسر ہی میری طرزِ زندگی کو بدل دیا۔ خُدا کی مرضی کوئی راستہ نہیں ہے بلکہ ایک شخص ہے جس کا نام یسوع مسیح ہے۔ جونہی ہم یسوع کو قبول کرتے ہیں ہم اُس کی مرضی سے کبھی انکار نہیں کر سکتے۔ کیونکہ یسوع کی زندگی ہم میں سے ہر لمحہ منعکس ہو رہی ہے۔

جب آپ یسوع سے پیوست ہوتے ہیں تو آپ جانتے ہیں کہ پاک روح آپ کی سوچ اور فیصلوں کو راہِ راست پر لاتا ہے۔ شاید کوئی بھی آدمی پولوس رسول سے زیادہ یسوع کے لئے استعمال نہیں ہوا۔ ہمیں ایسا کوئی موقع نہیں ملتا جب اُس نے کب، کہاں، کیا کرنا ہے جاننے کے لئے بہت وقت گزارا ہو۔ اُس نے خُدا کی مرضی کو جاننے کے بجائے اُسے ہر حالت میں پورا کیا۔ اُس کا رویہ 1- کرنتھیوں 2 باب 16 آیت میں ملتا ہے۔ "ہم میں مسیح کی عقل ہے"

پولوس کا طرزِ عمل قدرتی ہے۔ اب یہ ظاہر ہونا چاہیے کہ مقدسین کیلئے یہ قدرتی ہے کہ وہ خُدا کے نام کو جلال دیں۔ اگر ہم یسوع کے پابند ہیں تو پھر وہ ہر لمحہ ہمارے وسیلہ سے اپنی زندگی کو منعکس کر رہا ہے۔ شیطان ہمیں ورغلاتا ہے کہ ہمارے لئے یہ بہت آسان ہے کہ ہم خُدا کی مرضی کو جب چاہیں ترک کر دیں اور اگر آپ نے ایک بار یسوع کو قبول کر لیا ہے تو پھر یہ ناممکن ہے کہ آپ اُس کی مرضی کو چھوڑ دیں۔ ہم کس طرح خُدا کی مرضی کو محرک کر دیں جبکہ خود یسوع ہر لمحہ ہمارے وسیلہ سے جی رہا ہے؟ اب دوسری طرف اگر ہم یسوع کے نہیں ہیں تو پھر ہمارے اعمال کسی بھی طرح الٰہی اہمیت کے حامل نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ ہم ایمان سے نہیں بلکہ جسم سے عمل کر رہے ہیں۔

میں نے جم (Jim) کو یہ سچ بتایا جب وہ اپنی نئی ملازمت کے حصول کو لے کر پریشان تھا، اُس نے کہا کہ "میں کوئی غلط فیصلہ نہیں کرنا چاہتا" میں نے اُسے کہا کہ اگر وہ خُدا کے ساتھ رفاقت میں ہے تو پھر اُس کی سوچ یسوع کی سوچ ہے۔ اس لئے اُسے شک نہیں کرنا چاہیے۔ اُس نے کہا ہاں "اگر یہ سچ ہے تو پھر میرے ذہن کا سارا بوجھ ختم ہو جائے گا" جم کو یہ سب مانتے ہوئے دیکھنا انتہائی مزیدار تھا۔ جم نے سیکھ لیا کہ یہ سچ ہے جب ایماندار یسوع میں رہتے ہیں تو پھر وہ پورے یقین سے عمل کر سکتے ہیں۔ کیونکہ پاک روح اُن کے ہر عمل اور سوچ

کی رہنمائی کرے گا۔ مسیحیوں کو خُدا کو اپنی رہنمائی کی اُتنی ہی اجازت دینی چاہیے جتنی کہ وہ ابلیس کو گمراہ کرنے کے لئے دیتے ہیں۔

فضل ہماری خُدا سے واقفیت کروانے کی ذمہ داری لیتا ہے اور پھر خود خدا ہی اِس ذمہ داری کو پورا کرتا ہے۔ شریعت میں ہمیں خُدا کی مرضی کو جاننا ہے لیکن فضل اُس کی مرضی کے بھید کا مکاشفہ کھول دیتا ہے اور پھر آپ کی ذمہ داری صرف اتنی ہے کہ آپ خود کو اُس کے بھروسے پر چھوڑ دیں۔ خُدا آج بھی اپنی مرضی ظاہر کرنے کے لئے بولتا ہے کسی خاص موقع پر اُس کی آواز انتہائی حساس ہوتی ہے مگر اِس بات کو سمجھیں کہ بہت سے دیگر مواقع ہیں جن میں خُدا ہمارے سوچنے کے عمل کے دوران ہم سے بات کرتا ہے۔ جب ہماری دُعا کا مدار صرف اِس بات پر ہوگا کہ ہم خُدا سے معلوم کریں۔ کہ ہمارا فیصلہ غلط ہے یا صحیح تو پھر ہماری دُعا چت زدہ ہو جائے گی لیکن جب ہم دُعا میں غور کریں کہ ہمیں خُدا کے ساتھ شراکت کا تجربہ حاصل کرنا ہے تو جو بھی فیصلہ ہم لینا چاہیں گے وہ ظاہر ہو جائے گا۔ فضل پابند ایمانداروں کو اجازت دیتا ہے کہ وہ اپنے مہیب خُدا کے اس عمل کو مان لیں کہ کوئی غیر فانی روح ہماری سوچ اور حالات کو براہ راست متاثر کرتی ہے اور راہ دکھلاتی ہے اور ایسا خود جلالی یسوع کرتا ہے کیونکہ وہ ہمارے وسیلہ سے خود کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ بیوقوفی ہے کہ ہم اپنے ساتھ کام کرنے والی ایسی قوت کے باوجود بھی ڈرتے رہیں کہ کہیں ہم کوئی غلط فیصلہ تو نہیں کر رہے!

شرعی حیثیت سے کلام کا پڑھنا اور نظم وضبط سے دعائیں کرنا ضروری تھا۔ میری نظر میں نظم وضبط کے لئے دوسرا لفظ ہے۔ قابو، حکم اور پرہیز اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ میں ان پہلوؤں میں غیر منتقل ہو جاتا تھا۔ مگر فضل نے میرے لئے آسانی پیدا کر دی ہے اور اب میں فضل سے لطف اندوز ہوتا ہوں۔ اور میری ہی طرف سے لطف کے لئے دوسرا لفظ ہے خوشی، شادمانی،

آپ کیسے چُنیں گے شریعت کو یا فضل کو۔

فضل نے ایک ثالثی رشتہ کو موثر بنایا ہے۔ لیکن یہی نہیں ہے جو اُس نے کیا ہے۔ فضل میں چلنا دنیا کی تعلیم سے وہ لوگ جو متاثر ہوئے جن سے میرا کوئی بھی تعلق ہے۔ خُدا سے رابطہ رکھنے کی تعلیم فضل ہی کی وجہ سے ایک مسیحی کو دوسرے تک پہنچانے میں مدد دیتی ہے۔ ہمیں محبت کو لینے اور دینے کے لئے دروازہ کو کھولنے کی ضرورت ہے اور یہ انتہائی غیر فطری عمل ہے۔

گیارہواں باب:

وہ لوگ جنہیں لوگوں کی ضرورت ہے

یسوع ہی میری زندگی ہے اس دہلانے والے سچ کو جاننے کے بعد خُدا کا مقصد ہرگز یہ نہیں ہے کہ وہ صرف متبادل زندگی کا تجربہ صرف یہ نہیں ہے کہ ہم فضل سے لطف اندوز ہوتے رہیں اُس کا اولین مقصد یہ ہے کہ وہ خود کو ظاہر کرے اُن لوگوں کے وسیلہ سے جو اُس میں پیوستہ ہیں۔اور جب ہم اُس کی اِس خواہش کو پورا کرتے ہیں تو ہم اپنے حکم عظیم کو حاصل کرتے ہیں اگر آپ کا ایک بیٹا ہو جو آپ کو بے پناہ خوشی دیتا ہو تو کیا آپ چاہیں گے کہ آپ کے اور بھی بیٹے ہوں؟ ایسا ہی لافانی باپ کے ساتھ بھی ہے وہ چاہتا ہے کہ اپنے خاندان کو وسیع بنائے اور اُس کے انسانی بیٹے بھی ہوں جو کہ بالکل اُس کے اپنے اکلوتے بیٹے جیسے ہوں۔

اب آگے جیسے ہی ہم اُس کے دل پر نگاہ کرتے ہیں ایسا لگتا ہے کہ باپ اپنے سارے مقاصد کو اپنے لافانی بیٹے کے اندر پورا کرتا ہے بیشک کہ خداوند یسوع کا اپنا جلالی بدن ہے اپنی زندگی جینے کے لئے اور ایک بھائیوں کا خاندان جن کے ساتھ وہ بھی شراکت کرے۔ باپ اپنے بیٹے کے لئے منصوبہ بناتا ہے جبکہ بیٹا باپ کے وسیلہ سے جیتا ہے۔تو پھر بیٹے کا سرخدا ہے۔ایک طرح سے کوئی بھی دُکن خود سے نہیں جی سکتا۔لیکن ہر شخص دوسرے کے لئے جی رہا ہے۔بیٹا جیتا ہے تا کہ باپ کو ظاہر کرے اور پھر خوشی اور جلال خُدا کو ملے۔اسی طرح پاک روح اپنے لئے بلکہ اپنی سرگرمیوں کو بیٹے کے لئے وقف کرتا ہے۔تا کہ باپ اور بیٹے کو سمجھنے میں آسانی ہو۔ایمانداروں کی زندگی کا نمونہ اس طرح کا ہے کہ باپ، بیٹا اور روح القدس ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں ہر شخص دوسرے کی خدمت کرتا ہے۔اس لئے خداوند یسوع کی کلیسیا کا یہی طریقہ ہے یہاں ایسی کوئی بات نہیں ہے کہ اب مسیحیت کہیں اندرونی تہوں میں چلی

گئی ہے۔ایک مردہ مذہب خود کو بچانے کی کوشش کرتا ہے اور جمع کرنے میں یقین رکھتا ہے جبکہ نئے عہد نامہ میں مسیحیت کا مقصد ہے کہ خود کو اُنڈیل کر دوسروں کی خدمت کرے۔یسوع کو یہ اجازت دینا کہ وہ ہم میں سے خود کو ظاہر کرے ہم پر اس کا شخصی طور پر کیا اثر ہوتا ہے۔آپ کی ذاتی تسکین یسوع میں آپکا حاصل ہے۔لیکن اُس کا عظیم مقصد ہے کہ وہ ضرورت مند دنیا پر محبت سے خود کو ظاہر کرے۔

شریعت آزادی کا وعدہ کرتی ہے لیکن اصل میں اُن کو قوانین کے قیدی بنا دیتی ہے۔ جو کہ اُس کے پھندے میں پھنسے ہوئے ہیں۔فضل آپ کو یسوع میں مکمل آرام دلاتا ہے جب آپ اُسے اپنے وسیلہ سے قدرتی طور پر دوسروں پر ظاہر کرتے ہیں مذہب کارکردگی کو نمایاں رکھتا ہے۔فضل انسانوں کو نمایاں کرتا ہے۔یہ ہمیں آزاد کرتا ہے تا کہ ہم آنکھیں بند کر کے چلیں اور دوسری میں اپنی سرمایہ کاری کریں۔یہ آزادی ہی ہے جو کہ خدمت کو متحرک کرتی ہے شریعت نہیں۔شریعت خدمت پر زور دیتی ہے جبکہ فضل اس کو متاثر کرتا ہے۔

یسوع کو اپنی زندگی سمجھتے ہوئے، میں نے خود کو مختلف لوگوں سے منسلک کر لیا۔جیسے آپ فضل میں بڑھتے ہیں۔آپ کو بھی یہ تبدیلی محسوس ہو گی یسوع نے اپنی دنیاوی خدمت کے سالوں میں دو ہزار سال قبل لوگوں سے محبت کی۔وہ آج بھی انسانوں سے محبت رکھتا ہے اور اِس محبت کو وہ آپ کے وسیلہ سے جاری رکھے گا۔

فضل میں بشارت:

فضل کے پہلو سے بشارت کو سمجھنا نہایت واضح ہے۔ یہاں میرے طریقہ میں بشارت دینے کے لئے فضل کو جاننے کے بعد بڑی تبدیلی آئی ہے۔اور میں نے حیرت انگیز طور پر اُس میں آرام کو پایا۔

فضل ہمیں پہلو دکھانے کی بجائے انسانوں کو دکھاتا ہے۔

کلام کے معنی ہر انسان کے لئے مختلف ہو سکتے ہیں۔ ایک لفظ (Prospect) مستقبل میں ہونے والی چیزوں کو دیکھنا ہے۔ بشارت کے حوالے سے اپنے ذخیرہ الفاظ سے نکال پھینکا۔ ایک شریعت پسند کی حیثیت سے میں نے لوگوں کو مختلف جماعتوں میں بانٹ دیا، ایک طبقہ وہ ہے جو نجات کے ذریعے کامیاب ہونا چاہتا ہے۔ اور دوسرا طبقہ وہ جو کلیسیائی رکنیت کے ذریعے کامیابی کے قریب جاتا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ یہ صرف ایک لفظ ہے لیکن میرے نزدیک یہ لوگوں کو پست شخصیت کی طرف سے لے جاتا ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ آپ بھی اس لفظ کا استعمال کرنا چھوڑ دیں۔ لیکن دونوں راستوں میں فرق دیکھنے کے لئے ہم ایک غیر نجات یافتہ شخص کو دیکھیں گے۔ جب غیر ایماندار صرف کامیابی پانا چاہتے ہیں۔ تو اس طرح سے بشارت کا کام اور بھی مفید ہو جاتا ہے۔ اگر آپ لوگوں کو کلیسیا بنانے کے ذریعے کے طور پر دیکھتے ہیں جبکہ فضل میں غیر ایماندار وہ لوگ ہیں جو یسوع کی محبت کا تجربہ کرنے کے لئے بیتاب ہیں۔ انتہا یہ ہے کہ بشارت شرعی پہلو سے دنیاوی بن جائے گی جب میں بیس سے تیس کے درمیانی سالوں میں تھا۔ میں نے ایمان کے پیشہ اور بپتسمہ دینے پر سب سے زیادہ زور دیا۔ ہم نے لوگوں تک پہنچنے کی باتیں کیں۔ لیکن مجھے حیرت ہوئی کہ کیا کلیسیا کسی شخص تک واقعی پہنچی ایک شخص چرچ کے دروازہ سے داخل ہوتا ہے، نتیجہ لیتا ہے اور پھر چند مہینوں کے بعد پیچھے کے دروازہ سے باہر نکل جاتا ہے میں نے ایک نوجوان پاسٹر سے مقابلہ کیا کہ ہم دیکھیں گے ایک سال کے اندر ہم کتنے لوگوں کو بپتسمہ دیں گے۔ ہم مخلص تھے مجھے لگتا ہے کہ میری طرح کسی آدمی نے مخلصی سے اتنی بیوقوفی نہیں کی ہوگی، اس دوران میں نے لوگوں کو بپتسمہ لینے کے لئے اس طرح مجبور کیا جیسے دنیا کا آخر جلد ہی ہونے والا ہے۔ میں ہر شخص کو بپتسمہ دیتا جو کہ 'توبہ کی دعا' کو میرے پیچھے

پڑھتا یہاں تک کہ اسکول کی بس میں جانے والے بچوں کو بھی میں نے نہیں چھوڑا۔ ہم نے کچھ بالغوں کو بھی بپتسمے دیئے اور میں نے سوچا کہ موٹے لوگوں کو تو میں دو ہی گنوں گا۔ میں مذاق کر رہا ہوں لیکن مجھے آج اپنے رویہ کے بارے میں سوچ کر شرمندگی ہوتی ہے۔ میرا تجربہ بالکل متوازن نہیں تھا۔ اور وہ رویہ بھی جس میں ہم نے ہر قیمت پر لوگوں کو راضی کر لیا ہرگز مشترک نہیں۔

میں نے دیکھا کہ لوگ گرجا گھروں میں آتے اور پھر چلے جاتے ہیں کیونکہ ہم لوگوں سے رابطہ بنانے میں ناکام ہو جاتے ہیں۔ فضل کی روشنی میں ہم لوگوں کو ایک رشتے میں دیکھتے ہیں نا کہ ذریعہ میں۔

فضل بشارت کو ایک حقیقی خوشی بناتا ہے فرض نہیں شیری اور میں بشارت کے بارے میں بات کر رہے تھے جبکہ اُس نے کہا ''اپنی مسیحی زندگی میں پہلی بار میں لوگوں کو خُدا کے بارے میں بتانا چاہتی ہوں۔ فضل کو پانے سے قبل میں نے کبھی گواہی دینے کے لئے تحریک نہیں پائی۔ میں ندامت محسوس کرتا ہوں کیونکہ میں جانتی ہوں کہ مجھے ایسا کرنا چاہیے تھا اور میں نے نہیں کیا۔ یہاں ہر گواہی کے بارے میں شیری کی رائے بدلنے کی دو وجوہات تھیں۔ پہلی وجہ تو یہ ہے کہ تمام مبشر شروع میں گواہی دینے سے گھبراتے ہیں۔ اور دوسری یہ ہے کہ بشارت کو ایک فرض بنا دیا جاتا ہے۔ لیکن اب فضل نے اُسے آزادی دی ہے کہ فرض سے نہیں بلکہ اپنے دل سے گواہی دے اگر وہ چاہتی ہے۔ اب یسوع کے بارے میں بات کرنا مجبوری نہیں بلکہ قدرتی عمل ہے۔

نومولود کلیسیاؤں میں (Early Church) بشارت دینا ایک فطری اور جارحانہ تاثر ہے۔ جو مسیح کی زندگی سے لیا گیا۔ اب بیسویں صدی کی کلیسیائیں شاید ایک موثر مبشرانہ پروگرام کی ضرورت پر زور دیتیں۔ لیکن نئے عہد نامہ کی کلیسیا کا کوئی ایسا نظریہ نہیں ہے۔

بشارت اُن لوگوں کے لئے کوئی پروگرام نہیں تھا۔ یہ اُن کا طرزِ زندگی تھا۔ ایک مسیحی جو بشارت نہ دے ایک ایسے کسان کی طرح ہے جو بیج نہ بوئے یا پھر ایسی فوج جو کبھی جنگ ہی نہ کرے۔ یروشلم کی کلیسیا کو بشارت کے لئے محرک کی ضرورت نہیں تھی بلکہ اسے روکنا ہی ناممکن تھا۔

جب پولوس اور یوحنا کو تبلیغ کے لئے پکڑا گیا تو اُنہیں یسوع کی گواہی دینے سے منع کیا گیا۔ اعمال 4 باب 19-20 آیت۔ مگر پطرس اور یوحنا نے جواب میں اُن سے کہا کہ تم ہی انصاف کرو۔ آیا خدا کے نزدیک یہ واجب ہے کہ ہم خدا کی بات سے تمہاری بات زیادہ سُنیں۔ کیونکہ ممکن نہیں کہ جو ہم نے دیکھا اور سنا ہے وہ نہ کہیں۔

جب لوگ خود کو اپنی خواہش کے ساتھ مخصوص کرتے تھے تو پھر اُنہیں روکا نہیں جا سکتا تھا! فضل گواہی دینے کی خواہش کو بھڑکا دیتا ہے۔ یہ جذبات کو ہوا دیکر اُنہیں کھوئے ہوئے کو ڈھونڈے پر آمادہ کرتا ہے اور مسیحی ایک غیر فطری قوت کے ساتھ قدرتی گواہی دیتے ہیں۔ فضل پر مبنی بشارت ہرگز یسوع کے بارے میں کسی پُر مسرت عمل سے کم نہیں ہے اور یہ ایک چھوت کی بیماری کی طرح پھیل جاتی ہے۔

فضل تحریک دیتا ہے کہ آپ کسی انسان کے ساتھ شریک نہ ہوں نہ کہ پروگرام کے ساتھ جب میں بھی شرعی تھا میرا زور ہمیشہ کھوؤں کو ڈھونڈنے کے بارے میں ایک پروگرام ''نجات کے لئے منصوبہ'' میں تھا۔ میں ہمیشہ ایک سوال سے شروع کرتا کہ اگر آپ آج مر جائیں تو کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ کہاں جائیں گے۔ اور کیا آپ ابدی زندگی پانا چاہتے ہیں۔ اگر مجھے مناسب جواب نہ ملتا تو میں ایک چار نکاتی پروگرام نکال لیتا جو بائبل میں سے تھا۔ اور پھر ساری بحث کے آخر میں اُس شخص کو یسوع کو قبول کرنے کی دعوت دی جاتی تھی۔

مجھے غلط مت سمجھئے۔ یہ ضروری ہے کہ آپ غیر ایمانداروں کے ساتھ خدا کے کلام کو

بانٹیں یسوع کی گواہی دے کیونکہ میں جانتا ہوں کہ ایمان سننے سے پیدا ہوتا ہے اور سننا مسیح کے کلام سے۔ کسی بھی طرح سے میں بشارت کے موازنہ میں بائبل کی اہمیت کو کم نہیں کر رہا ہوں۔ بشارت کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ آپ زبردستی لوگوں کو منائیں بلکہ یہ ہے کہ آپ لوگوں کو یسوع کے پاس لے کر آئیں۔ ایک موثر بشارت کسی شخص کو صرف اِس بات پر نہیں چھوڑ دیتی کہ وہ یسوع کے بارے میں معلومات حاصل کر رہا ہے۔ بشارت سے وہ یسوع کی محبت کو جان لیتا ہے۔ یہ ایک نومولود مسیحی کو اُبھارتی ہے کہ وہ اُس رشتہ کو جانے جس میں رہ کر اُس کی شناخت بدل گئی ہے۔ کیا یقین دہانی آپ ایک نومولود مسیحی کو دیں گے کہ وہ واقعی بچ گیا ہے؟ اگر اُس کو نجات کے منصوبہ کے ذریعہ سے بشارت دی گئی ہے تو وہ منصوبہ اِس بات پر ختم ہوتا ہے کہ وہ شخص یسوع کے بارے میں فیصلہ کرے۔ اس طرح اُس کی یقین دہانی صرف وہ لمحہ ہے جب وہ خداوند کو قبول کر لیتا ہے۔

میں خوش ہوں کیونکہ میں نے صرف آٹھ سال کی عمر میں یسوع کو قبول کیا لیکن میری مسیحی زندگی میں سب سے خوشی کی بات یہ نہیں ہے کہ میں سوچوں اُس وقت کیا ہوا تھا۔ بلکہ عظیم خوشی یہ ہے کہ آپ خُدا کی حضوری کا تجربہ کریں۔ اس میں کوئی حیرت کی بات نہیں ہے کہ کچھ مسیحی اپنے ایمان کو لے کر پُر جوش نہیں ہیں۔ یہ ہرگز مشکل نہیں ہے کہ آپ اِس دنیا کے خالق کی شراکت سے لُطف اندوز ہوں۔ فضل ہمارے ایک شخص سے تعلق پر زور دیتا ہے کسی منصوبہ پر نہیں۔

فضل پر مبنی بشارت صرف معافی نہیں بلکہ زندگی دلاتی ہے:

بہت سے مسیحیوں کا خیال ہے کہ بشارت اُنہیں گناہوں سے معافی دلا دے گی تا کہ ایک شخص مرنے کے بعد سیدھا آسمان پر جا سکے۔ اب یہ تو خُدا کا بنیادی مقصد نجات کے لئے

نہیں ہے۔ اُس کا بنیادی مقصد ہے کہ ہم اپنی زندگی میں اُس کے ساتھ شریک ہوں۔ معافی صرف آسمان پر جانے کے لئے ہمارا راستہ صاف کرتی ہے۔ لیکن صرف معافی ہم میں سے آج نئے لوگ تخلیق نہیں کرسکتی۔ اُس کے رحم میں خُدا معافی کو بڑھا دیتا ہے مگر فضل معافی سے کہیں زیادہ بڑھ کر کام کرتا ہے۔

چند سال پہلے میں الزبتھ اہلیٹ کے مشنری شوہر کے وحشیانہ قتل کے بارے میں پڑھا تھا۔ جم ایلیٹ کو قبائلیوں نے مارا تھا۔ وہ اور اُس کے چار نوجوان ساتھی اس کے ساتھ گئے تھے تا کہ وہ ان وحشی لوگوں کو خوشخبری سنا سکیں۔ لیکن وہ محبت میں اُن لوگوں کے پاس گئے مگر اُنہوں نے ان کو جان سے مار ڈالا۔ الزبتھ نے اُنہیں معاف کرنا رحم کو بڑھانا تھا۔ اور وہ رحم سے بھی آ گئی تا کہ اُن کی بربریت کا جواب دے۔ وہ اُس انڈین قبیلہ کے پاس گئی نہ صرف اُس نے وہاں جا کر معافی کا اعلان کیا بلکہ جس آدمی نے اُس کے شوہر کو مارا تھا اُسے ڈھونڈ کر بتایا کہ وہ سچ میں اُن سے کس قدر محبت کرتی ہے۔ میں نے الزبتھ کی تصویر دیکھی ہے کہ وہ اُس قاتل کے بال کاٹ رہی تھی۔ اب یہ فضل ہی ہے۔ رحم یا ترس ہمیں صرف وہی دیتا ہے جس کے ہم مستحق ہیں یعنی انصاف۔ فضل رحم سے بہت آگے کام کرتا ہے۔ فضل ہمیں وہ دیتا ہے جس کے ہم مستحق بھی نہیں ہیں۔ یہ شاہانہ پُر اُس رحم ہے۔

یہ ہمارے گناہ ہی تھے جن کی وجہ سے یسوع مر گیا۔ اب خُدا اُن سب کو معاف کرے گا جو اُسے قبول کریں گے۔ یہ حیرت انگیز ہے ہم سے کبھی بھی ہمارے گناہوں کا حساب نہیں لیا جائے گا۔ کیونکہ وہ تو یسوع نے اپنے اوپر اُٹھا لیئے ہیں۔ اور خُدا کی نفرت کو بھی ہمارے گناہوں کے خلاف ختم کر دیا۔ یہ ترس ہے یسوع کے وسیلہ سے ہمیں زندگی دی گئی ہے۔ پُر مسرت، کثرت کی زندگی الٰہی اور لافانی زندگی یہ فضل ہے۔

بشارت جو کہ صرف معافی کی بات کرے خُدا کی ساری بلاہٹ کے مقصد کو کم کر دیتی ہے۔ معافی ضروری ہے لیکن یہ اصل مقصد کی طرف ہمارا دوسرا قدم ہے۔ جو کہ ہمیں الٰہی زندگی کے تجربہ کو حاصل کرنے کے لئے اُٹھانا ہے! ایک پُر فضل بشارت کبھی چھٹکارے کی بات کی وضاحت کو صرف معافی کو بیان کرنے کے لئے نہیں جاتی۔

چھٹکارا یا رہائی بہت بڑی چیز ہے۔ حیرت انگیز بھی جو کہ ہماری رویا میں ایک وسیع جگہ رکھے۔ مگر خدا کا کہنا ہے کہ ہم صرف ہر چیز سے رہائی نہیں پاتے۔ اگر انسان کو پیدا کیا گیا رہائی کے لئے۔ یہ چھلانگ ایک پریشان کن گہرائی میں لے جائے گی اور کنارہ جو ہے وہ ایک بابرکت بہتری ہے، جہاں ہمارے گناہوں کو باہر نکال دیا گیا اور ہم بحال ہو گئے۔ لیکن جب یہ پورا ہوا وہاں ایک کام پھر بھی باقی تھا کہ ہمیں وہ ملکیت دی جائے جو خود آدم کو بھی نہیں ملی۔ اور خُدا کو وہ ملے جو اس کا دل چاہتا ہے۔

ہمیں ضرور دونوں کو یکساں مقام پر رکھنا ہے۔ ایماندار اُوندھے منہ پڑے ہیں تا کہ خُدا کی بحالی کے کام کو دیکھیں۔ اب انسان کے اپنی ذات کے تعلق کی وجہ سے وہ اور بھی زیادہ زندہ ہے۔ جو خُدا نے اُس کے لئے کیا ہے۔ اس سے زیادہ کہ انسان کو خُدا نے کس منزل کے لئے پیدا کیا ہے۔ ہمارے موجودہ سبق دونوں ہی پہلوؤں کو جو خُدا کے کام کے بارے میں گئے نظر میں لاتا ہے (1) صلیب کے ذریعے ابلیس کے کام بھسم ہو گئے۔ گناہ کے بندھن سے رہائی اور گرائے جانے کے اثرات۔

صلیب کے وسیلہ سے جہاں انسان ایک بار پھر باپ کے ارادہ کو جان سکے۔

اور باپ کا ارادہ ہے کہ وہ اپنی زندگی کو ہمارے وسیلہ سے ظاہر کرے۔ میں نے ایک شدید خواہش کو دیکھا جو کہ یہ تھی کہ آپ اُس کے زندہ رہنے کے تجربہ کو اُنہیں بیان کریں جو نجات

یافتہ نہیں ہیں میں نے اُنہیں بتایا کہ یسوع کے وسیلہ سے اُن کے گناہ معاف ہو جائیں گے اور پھر وہ اپنی زندگی اُنہیں دے گا۔ بہت سے مسیحیوں کی زندگی اِس سوچ میں گزر جاتی ہے کہ اُنہیں معافی لے کر آسمان پر جانا ہے۔ کیا ہوگا اگر آج کی کلیسیا یہ جان لے کہ یسوع نے اپنی زندگی اُنہیں دی ہے۔ اور وہ خود کو اُن کے وسیلہ سے ظاہر کرنا چاہتا ہے؟ بائبل بتاتی ہے کہ کلسیا نے اعمال کی کتاب میں بتایا کہ اُنہوں نے اس قسم کی بشارت پر زور دیا اور تھوڑے ہی عرصہ میں پوری دنیا یسوع ناصری کو جان گئی۔ جدید کلیسیا صرف معافی پر ہی بولتی ہے۔ لیکن عام طور پر نجات کے وقت الٰہی زندگی کے بارے میں بتانا ہی بھول گئے۔ اب اس بات کی طرف سے توجہ ہٹا لینے کی وجہ سے آپ قدیم اور جدید کلیسیاؤں میں فرق دیکھ سکتے ہیں۔

فضل اور کلیسیا:

میرے دفتر کی دیوار پر ایک تصویر تھی جو کہ مجھے بہت پسند تھی۔ یہ کمپیوٹر سے بنائی گئی تصویر ہے۔ جس یں گہرے رنگوں کا حسین امتزاج ہے۔ اس طرح لگتا ہے کہ کسی بڑے سے پیپے کو رنگوں میں ڈبو کر تصویر بنائی گئی ہو اس رنگ اور ڈیزائن میں ایک خوبصورتی ہے۔ چاہے اُس کا کوئی امتیازی ڈیزائن سمجھ نہیں آتا۔ اُس پرنٹ کے نیچے لکھا ہے ''قدرت کی عظمت''

اس تصویر کا دلچسپ پہلو یہ ہے کہ یہ سر شکلی تصویر گہرے رنگوں میں بنائی گئی ہے۔ جب میں نے پہلی بار اسے دُکان میں دیکھا تو مجھے اس میں کچھ بھی ذہانت نظر نہ آئی۔ دکاندار نے کہا کہ آپ اسے سمجھ جائیں گے۔ جب آپ اس کے اتنا قریب جائیں۔ جہاں سے آپ کو اُس کے شیشے میں اپنا عکس نظر آئے پہلے مجھے لگا کہ وہ مذاق کر رہی ہے۔ لیکن جونہی میں اس کے قریب جا کر کھڑا ہوا میں نے دیکھا کہ اِن رنگوں سے ایک عقاب پر پھیلائے بنا ہوا ہے اور اس عقاب کے نیچے میں ایک مچھلی ہے جو کرون اپنے بچوں کو کھلانے کیلئے گھونسلہ پر ہے اور بچوں

نے بیتابی سے منہ کھول رکھا ہے۔ جب ایک بار آپ اسے دیکھ لیں تو سب واضح ہو جاتا ہے۔ میں نے بہت سے دوستوں کو اِسے دکھایا اور اسے گھورتے رہنے کے بعد کچھ نہ سمجھ سکے۔ بہت سے لوگوں نے اسے پریشانی سے دیکھا لیکن پھر خوش ہوئے جب اُنہیں عقاب اور اُس کے بچے نظر آئے۔

یہ تصویر فضل کے مشابہہ ہے جو کہ کلیسیا پر ہوا۔ میں کلیسیا کو صرف دیواروں کے بیچ بیٹھی جماعت سمجھتا تھا جو کہ میں اپنے بچپن سے دیکھ رہا تھا۔ میں نے بہت دیر تک فضل کے رنگوں اور نمونہ کو نہیں سمجھا۔ اور پھر فضل نے کلیسیا کو ایک دوہری شکل سے یقینی شکل میں بدل دیا۔ کلیسیا کی خوبصورتی بڑھتی گئی جب میں نے خود یسوع کے عکس کو کلیسیا میں دیکھا۔

خُدا کی کلیسیا اُس کے فضل کی آئینہ دار ہے:

کلیسیا ایک ایسے لوگوں کی جماعت ہے جن کا نیا جنم ہوا ہے۔ کلیسیا یسوع کے فضل پر مشتمل ہے۔ اس دنیا میں اور آنے والے سالوں میں پُر مسیحی خداوند پر فضل محبت کی مثال بن جائے گا۔

پولوس رسول نے کہا ہے (افسیوں 2 باب 4-7 آیت)

مگر خدا نے اپنے رحم کی دولت سے اُس بڑی محبت کے سبب سے جو اُس نے ہم سے کی۔ جب قصوروں کے سبب سے مردہ ہی تھے تو ہم کو مسیح کے ساتھ زندہ کیا تم کو فضل ہی سے نجات ملی ہے۔ اور مسیح یسوع میں شامل ہو کر اُس کے ساتھ جلایا اور آسمانی مقاموں پر اُس کے ساتھ بٹھایا۔ تا کہ وہ اپنی مہربانی سے جو مسیح یسوع میں ہم پر ہے۔ آنے والے زمانوں میں اپنے فضل کی بے نہایت دولت دکھائے۔

ابدیت میں خُدا کو ہمیشہ جلال ملے گا کیونکہ اُس نے اپنے فضل کو ہم پر بڑھایا ہے۔

یسوع مسیح کے وسیلہ سے ہم یقیناً اُس کے فضل کے لائق نہیں ہیں۔ پھر بھی اُس نے خود چاہا کہ اپنی محبت سے مجبور ہوکر وہ اپنے فضل کو ہم پر بڑھائے۔

اپنے باپ کی طرح 'کارکردگی پر انحصار کرنے والے' دوسروں کو صرف اُن کے اعمال کی وجہ سے قبول کرتے ہیں۔ اور جو کہ فضل میں رہتا ہے وہ اعمال سے بالاتر ہر کسی کو قبول کرتا ہے۔ شریعت بتاتی ہے کہ لوگوں کو اپنے کاموں کو تبدیل کرنا ہے۔ جبکہ فضل کہتا ہے کہ اُس سے آگے دیکھو جو وہ کرتے ہیں اور ساتھ ہی یقین دلاتا ہے کہ وہ کس کے ہیں۔ اُن کی ہمت بڑھاتا ہے تاکہ وہ اپنی اصل شناخت کیساتھ زندہ رہ سکیں۔ شریعت جو لوگ ناکام ہو جائیں اُن پر ندامت کا ڈھیر رکھ دیتی ہے۔ جبکہ فضل بغیر کسی شرط کے محبت کرنا سکھاتا ہے۔

آپ اُن مسیحیوں پر جو ٹھوکر کھا کر گرتے ہیں جب فضل کو بڑھاتے ہیں تو آپ یہ دیکھ کر حیران ہوں گے کہ اُن کی زندگی اس کا اثر کیسا ہے۔ اگر کوئی مسیحی گر جائے تو اُسے شرمندہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ وہ پہلے ہی سے اپنی غلطی کے بوجھ تلے دبا ہوا ہے۔ ایک ایماندار کی خُدا کبھی مذمت نہیں کرتا۔ رومیوں 8 باب 1 آیت۔ پس اب جو مسیح یسوع میں ہیں اُن پر سزا کا حکم نہیں ہے۔

اگر خُدا خود اپنے بچوں کی مذمت نہیں کرتا تو ہم کون ہیں اُن کی مذمت کرنے والے؟

(Rick) رک نے مجھے بتایا کہ کس طرح خُدا کی کثرت نے آخر کار اُسے چھوڑ دیا۔ وہ ناراضگی کی انتہا پر تھا۔

''تمہارے اندر کیا چل رہا ہے؟'' میں نے پوچھا

''مجھے لگتا ہے کہ خُدا مجھے بھول گیا اور مجھے ایک خالی پن اور تنہائی محسوس ہوئی ہے'' اُس نے کہا

جب میں نے اُسے سنا تو اُسکی تکلیف کا احساس اور درد کی شدت کو میں نے جانا۔ پھر آخر کار میں نے اُسے سچ بتانا شروع کیا۔

دیکھو! رِک خُدا تمہیں بھولا نہیں ہے میں آپکو یقین دلاتا ہوں درحقیقت آپ ہر وقت اُس کے ذہن میں رہتے ہیں۔ وہ آپ میں مسرت پاتا ہے۔

اُس نے میری طرف دیکھنے کے بجائے فرش پر دیکھنا شروع کیا۔ چند ہی منٹوں میں، میں نے اُسے یقین دلایا دیا کہ اُسکا آسمانی باپ اُس سے کتنا پیار کرتا ہے۔

''تمہیں لگتا ہے کہ خُدا نے مجھے قبول کیا ہے۔ نہیں تم ساری بات نہیں جانتے ہو'' رِک نے جواب دیا۔ پھر اصل مدعا باہر نکل آیا۔ اُس نے خود ہی بتایا کہ وہ جب بھی اپنے کاروبار کے سلسلہ میں شہر سے باہر جاتا ہے تو وہاں ہوٹل کے کمروں میں وہ عُریاں فلمیں دیکھتا ہے اُس کی آواز کانپ گئی جب اُس نے بتایا کہ وہ کس طرح اِس بری عادت سے بچنے کی کوشش کر رہا ہے۔

''رِک خُدا آپکو اس لئے قبول نہیں کرتا کہ آپ اچھے کام کرتے ہیں اور آپ کو رد نہیں کرتا اگر آپ کچھ بھی غلط کرتے ہیں۔'' میں بتاتا ہوں کہ خُدا کا پیار اور اُس کی قبولی اس بات پر ہے کہ وہ یسوع میں ہے پھر شناخت کو بیان کرتا ہے۔

آپ کی پریشانی کی وجہ یہ ہے کہ آپ اپنے پہچان کے ادراک میں مستقل نہیں رہتے۔ میں نے اُسے بتایا۔

میں نے رِک کو کئی ہفتوں تک اُس کی پہچان کے بارے میں بتایا جب ایک بار وہ اپنی پہچان کو جان گیا۔ اُس نے اپنی اِس بُری عادت سے چھٹکارا پا لیا۔ پھر ایک دن اُس نے بھانپ لیا ''سٹیو'' پچھلے ہفتے جب میں شہر سے باہر گیا تو میرے کام کے شدید تناؤ کے حالات تھے اور جب رات کو میں سونے لگا تو پھر میری بُری خواہش شدید ہوگئی اور میں اُس کے تابع بھی ہوگیا۔

مگر تھوڑی ہی دیر بعد مجھے احساس ہوا کہ نہیں میں وہ شخص نہیں ہوں۔ جسے اِن چیزوں کی خواہش ہے پھر میں نے ٹی وی بند کر دیا اور مجھے پورا یقین ہے کہ میں ان چیزوں سے آزاد ہوں۔

رِک کی آزادی ندامت سے نہیں آئی۔ اُس کا اعتراف گناہ تب ہوا جب اُس نے خُدا کی بے پناہ محبت کا بھید جان لیا۔ مذمت ہمیں نیچے کی طرف گرا دیتی ہے۔ (پستی میں) ہمیں بتاتی ہے کہ ہم اچھے نہیں ہیں۔

کلیسیا کوئی گناہ سے پاک، کامل لوگوں کی جگہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ وہ لوگ ہیں جو خُدا کی تبدیل کرنے والی قدرت میں فضل کے تحت بچائے گئے ہیں۔ ایک وجہ تو یہ ہے ہمیں کلیسیا میں ایک دوسرے کی ضرورت ہوتی ہے۔ تا کہ ہم خُدا کی مخلص محبت اور اُس کی قبولیت کا اظہار کر سکیں۔ جب ہم فضل میں بڑھتے ہیں، ہم دوسروں کو بھی وہی محبت اور فضل دکھائیں گے جو کہ ہمیں خُدا سے ملتی ہے۔

خُدا کی کلیسیا ایک وسیع خاندان ہے

وہ سہہ شکلی تصویر جو میرے دفتر میں تھی تب واضح ہوئی جب میں نے اپنے عکس کو فاصلہ دے کر دوہرا کیا۔ یہی اصول کلیسیا پر بھی لاگو ہوتا ہے بہت سالوں تک، میں نے کلیسیا کو ایک فاصلے سے دیکھا ہے۔ میں اپنی کلیسیائی وراثت کا شکر گزار ہوں۔ میں اُس روایتی پن میں اُن دوستوں کا شکر گزار ہوں جن کے وسیلہ سے میری زندگی لامتناہی طور پر بابرکت ہوں۔ اب خُدا کی کلیسیا کی مکمل پہچان تب ہوگی جب ہم اپنی روایات کے درخت سے نیچے اُتر کر پورے جنگل کو دیکھیں۔

قانون کی پیروی سے ہمارے اندر ایک خود پسند سا رویہ پیدا ہو جاتا ہے۔ ہمیں لگتا ہے کہ ہم درست ہیں اور دوسرے لوگ غلط ہیں۔ فضل میں چلتے رہنے سے کلیسیا کے لئے ہماری

سوچ بدل جاتی ہے۔ مسیحیوں کی جماعت میں کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو پورے سچ کو جان سکے۔ شاید ایک جماعت ایک سچائی ہے اور دوسری جماعت دوسری سچائی کے بھید سے بہترین طریقے سے واقف ہو۔ اسی لئے ہمیں ایک دوسرے کی ضرورت ہے۔ کچھ بحث کرتے ہیں کہ سبھی کلیسیائیں درست ہیں۔ اگر کوئی جدید کلیسیا کی پڑتال غلط اور صحیح کی بنیاد پر کرے تو پھر سبھی کلیسیائیں غلط اور سبھی درست بھی ہیں۔ دیگر الفاظ میں کوئی بھی کلیسیا مکمل طور سے نہ تو غلط ہے اور نہ ہی صحیح ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ تعلیم کی اہمیت نہیں ہے۔ ایک ایماندار کلیسیا کو ایمان کے اصولوں کا پتا ہونا چاہیے۔ اسی طرح فضل کے پہلو سے کلیسیا کی طلب یہ نہیں ہے کہ ہم سب ایمان کی ایک ہی تفصیل اور عشق کو دیکھیں میں ہرگز یہ نہیں کہتا کہ آپ تعلیمی باتوں کو اُٹھا کر گرجا گھر کی کھڑکی سے باہر پھینک دیں۔ اب ضرور ہی خُدا کی کلیسیا کی شناخت ایسی ہے کہ جس میں یہ گنجائش ہو کہ بھائی باہم مل کر رہیں۔ اگر ایک بھائی تھوڑا مختلف ہے تو اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ وہ غلط ہے۔ فضل کے پہلو سے یہ ممکن ہے کہ خُدا کے خاندان میں لوگ ایک دوسرے سے تھورے، بہت مختلف ہوں۔

کرنتھیوں کے نام پہلے خط میں پولوس نے انسان کے جسم کو تنبیہہ کے طور پر استعمال کیا ہے تا کہ بتا سکے کہ کلیسیا میں ہر رکن جو کہ خود مسیح کے حصہ میں کیسے اندرونی طور پر ایک دوسرے کے تابع رہیں۔ 1 کرنتھیوں 12 باب 12-13 آیت: کیونکہ جس طرح بدن ایک ہے اور اُس کے اعضاء بہت سے ہیں اور بدن کے سب اعضاء گو بہت سے ہیں مگر باہم مل کر ایک ہی بدن ہیں۔ اُسی طرح مسیح بھی ہے کیونکہ ہم سب نے خواہ یہودی ہوں اخواہ یونانی، خواہ غلام، خواہ آزاد ایک ہی روح کے وسیلہ سے ایک بدن ہونے کے لئے بپتسمہ لیا اور ہم سب کو ایک ہی روح پلایا گیا۔

ہم سب کو ایک دوسرے کی ضرورت ہے۔ خُدا کے نظریہ سے، اُس کی کلیسیا ایک بدن ہے۔ کیا یہ وہی بات نہیں ہے۔ جو پولو نے کہی ہے ہم ایک دوسرے اور مسیح یسوع کے ساتھ متحد کئے گئے ہیں۔ ہمیں ضرور اس فرق کو سمجھنا چاہیے کہ جسم کے دیگر اعضاء کو چاہیے کہ وہ سر کو اجازت دیں کہ وہ ہر کسی کو حکم جاری کرے۔ خُدا کا کلام ہمیں واضح طور پر بتاتا ہے کہ ہر عضو کا فرض ہے کہ سر کے حکم کو مان۔ پھر پولوس مزید بیان کرتا ہے۔

1 کرنتھیوں 12 باب 18-20 آیت۔ مگر فی الواقع خدا نے ہر ایک عضو کو بدن میں اپنی مرضی کے موافق رکھا ہے۔ اگر وہ سب ایک ہی عضو ہوتے تو بدن کہاں ہوتا؟ مگر اب اعضا تو بہت سے ہیں لیکن بدن ایک ہی ہے۔

واچ مین نی کہتا ہے خُدا اپنی کلیسیا کے لئے احکام کی مختلف اقسام رکھتا ہے۔

آپ ہر کام کرنے کی کوشش نہ کریں اور نہ ہی ہر کام آپ سے ہو سکے گا اور خود کو سب کچھ نہ سمجھیں کوئی بھی ہوش مند شخص پورے بدن کو ایک ہی کام کرتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا۔ یہ مناسب نہیں کہ سارا بدن صرف آنکھ جیسا ہی ہوتا اور آنکھ کیلیئے مناسب نہیں کہ تمام عضو کا کام کرتی رہے۔ خدا نے جسم میں ترتیب وار کام رکھے ہیں۔ اور یقیناً اُس نے کسی ایک عضو کی اجارہ داری کو نہیں رکھا۔ فضل اِس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ حقیقت میں صرف ایک ہی کلیسیا ہونی چاہیے۔ کلیسیا اُس کا بدن ہے جو کہ سر کے ماتحت ہے۔ ہر عضو دوسرے کا محتاج ہے تا کہ سب مل کر سر کے ذریعے دی گئی ہدایات پر عمل کریں اور کام کو پورا کریں۔ اُس کی کلیسیا میں ہمیں ایک دوسرے کی ضرورت ہے۔ قوانین کی پیروی مسیحیوں کو جدا کرتی ہے۔ مگر فضل ہمیں محبت میں اکٹھے باندھ لیتا ہے۔ ہم مسیح کے ساتھ ایک ہیں۔ ہماری ظاہری وضع شاید ایک دوسرے سے مختلف ہو مگر باطن سے ہم ایک ہی ہیں کیونکہ ہماری زندگی خود خداوند یسوع مسیح ہے۔ باب:12

بارھواں باب:

فضل میں زندہ رہنا

اب صرف الفاظ کیسے فضل کو مکمل طور پر بیان کر سکتے ہیں؟ میں نے اِن ابواب کو اپنے دل سے لکھا ہے؟ میں سچائی کے اُن اثرات سے ہرگز انکار نہیں کر سکتا جنہوں نے میری زندگی کو بدل ڈالا ہے۔ میں نے اِس فرق کو تو اپنے بچپن میں ہی سیکھ لیا تھا کہ غیر ایمانداروں اور خُدا کے لوگوں میں کیسا رشتہ ہوتا ہے۔ پھر بھی ایسا صرف چند سال قبل ہوا ہے جب میں نے یہ جانا کہ ایمانداروں کی زندگی میں فضل کس طرح بھرپور کام کرتا ہے۔ میں ہر چیز کو ایک نئے رخ سے دیکھتا ہوں۔ اِس بات کا فہم کہ یسوع ہی میری زندگی ہے ہونے کے بعد نہ صرف میری سوچ بدل گئی بلکہ میری پوری زندگی ہی بدل گئی۔ جن سچائیوں کو میں نے بیان کیا وہ صرف اِن صفحات پر رقم ہونے کے لئے نہیں ہیں بلکہ اِس بات کا یقین کر لیں کہ آپ کون ہیں؟

فضل کی فطرت جب آتی ہے تو پھر آپ لوگوں کو جو کہ خود فضل میں رہتے ہوں ایسے مکتبہ فکر میں نہیں باندھ سکتے۔ جہاں کرنا یا ''نہیں کرنا'' کی سوچ ہو۔ کسی کی زندگی میں یسوع کا مکاشفہ یہ نہیں ہے کہ فضل کوئی دوسرے درجے کی چیز ہے۔ یہ بالکل سادگی سے اِس بات کی آگاہی دیتی ہے کہ خداوند یسوع ہی میری زندگی ہے۔ اور یہ ہر مسیحی میں بسی ہوئی ہے۔ یہاں خُدا کے خاندان میں کوئی دوسرے درجہ کے مسیحی نہیں ہیں۔ ہم سب کے اندر یسوع موجود ہے۔ اور جب ہم اُسے رکھتے ہیں تو پھر اِس سے بڑھ کر کوئی حاصل یا کسی خواہش کی تکمیل کیا ہو گی!

افلاطون کو اُس کے اُستاد سقراط نے جمہوریت کے بارے میں ایک کہانی سنائی اُس نے اِس کہانی کو مختلف قسم کی رائے اور معلومات کو بیان کرنے کے لئے بنایا۔ اب تعلیم نے بھی بڑی خوبصورتی سے بتایا ہے کہ خُدا نے کس طرح میری زندگی میں یسوع کے بھید کو آشکارا

کیا ہے۔ آپ اس کہانی کو پڑھ کر دیکھیں شاید اس کی آپ کی زندگی سے مماثلت ہو۔

سقراط کہتا ہے کہ فرض کریں کہ ایک غار ہے بہت دور دراز گہرائی میں اور ایک لمبا راستہ ہے جو باہر کی روشنی کی طرف نکلتا ہے۔ وہاں چند قیدی ہیں جو اپنے بچپن میں وہاں لائے گئے۔ اُنہیں زمین سے زنجیروں کے ساتھ باندھا گیا ہے۔ اور اُن کے سر بھی اس طرح سے بندھے گئے کہ وہ صرف سیدھا ہی دیکھ سکتے ہیں۔ یعنی اُنہیں صرف غار کی دیوار ہی نظر آتی ہے۔ قیدیوں کے پیچھے آگ کا لاوا ہے۔ اور اِس لاوے اور قیدیوں کے بیچ میں کافی فاصلہ ہے اور راستہ ایسا بنا ہوا ہے کہ لوگ اس راستے سے آتے جاتے ہیں اور اپنا سامان بھی منتقل کرتے ہیں۔ اب وہ قیدی صرف لوگوں کا سایہ ہی دیکھ سکتے ہیں کیونکہ آگ کا لاوا پیچھے ہے اس لئے سایہ سامنے دیوار پر پڑتا ہے۔ اور فرض کریں کہ اس دیوار سے لگ کر آواز بھی منعکس ہوتی ہوگی تو پھر قیدیوں کو سائے بولتے ہوئے نظر آتے ہوں گے۔ کیونکہ قیدی اپنی گردن کو موڑ کر پیچھے تو نہیں دیکھ سکتے۔ صرف ایک ہی چیز جس سے وہ واقف ہیں وہ ہیں سائے تو پھر وہ سمجھیں گے کہ سایہ ہی کوئی حقیقی چیز ہے۔ کیونکہ اُنہیں یہ نہیں پتا کہ اُنکے پیچھے آگ کا لاوا ہے اور پھر ایک راستہ ہے اور اُس راستے پر لوگ ہیں۔

اب فرض کریں کہ ہم ایک قیدی کی زنجیر کھول دیتے ہیں اور اُس کو پیچھے کی طرف موڑ دیں۔ تو یہ سب اُس کے لئے خوفناک اور دردناک ہوگا۔ اس کی اپنی جسمانی حرکات سے اُسے تکلیف پہنچے گی۔ اور آگ اس کی آنکھوں میں چھپ کر انہیں خراب کردے گی۔ اور پھر چاہے ہم اُسے بتا دیں کہ جو چیزیں وہ دیکھ رہا ہے وہ اُن سایوں سے زیادہ حقیقی ہیں۔ وہ ہماری بات کا یقین نہیں کرے گا۔ اور وہ دوبارہ بیٹھ کر اُن ہی سایوں کو دیکھنا چاہے گا۔ جنہیں وہ سمجھتا ہے۔ اب سوچیئے ذرا کہ اُسے ایک لمبی سُرنگ سے کھینچ کر باہر لایا جائے تو وہ سورج کی روشنی کی شدت کی

وجہ سے اندھا پن محسوس کرے گا۔ مگر آہستہ آہستہ فرض کریں وہ اِس کا عادی ہو جائے گا۔ سب سے پہلے وہ ستاروں اور چاند کو دیکھے گا پھر وہ اس قابل ہوگا کہ سورج سے بنائے گئے سائے اور پانی میں عکس دیکھے آخر کار وہ دن کی روشنی میں درخت، پودے، اور پہاڑوں کو دیکھے گا اور پھر وہ سمجھے گا کہ یہ چیزیں حقیقت میں ہوتی ہیں۔ سائے جو غار میں ہیں وہ حقیقی نہیں ہیں اور جب وہ عادی ہو جائے گا تو سمجھ جائے گا کہ روشنی کے سبب سے یہ چیزیں ہیں اور روشنی سورج سے آتی ہے۔

اب غار اِس حوالے سے ایک طرح کا فریم ہے۔ میں نے اپنی زندگی کے اُنیس سال اِس طرح کے فریم میں گزارے ہیں۔ پھر پاک روح نے بڑی محبت سے اُن چیزوں کو مجھ سے الگ کیا جن سے میں تحفظ محسوس کرتا تھا۔ میری خدمت میں واضح نتائج اور ایک اطمینان کا احساس ہے جو میں اپنی مسیحی زندگی میں محسوس کرتا تھا۔ میں اب سوچتا ہوں کہ وہ چیزیں جن سے میں اتنی آرزو سے لپٹا ہوا تھا۔ حقیقت میں زنجیروں سے زیادہ کچھ نہیں تھیں جن سے میں بندھا ہوا تھا اور اُنہوں نے مجھے روشنی سے دور رکھا۔ میرے درد اور خوف کے باوجود خُدا نے مجھے اُن مانوس چیزوں کے ماحول سے کھینچ کر باہر نکالا اور اپنے فضل کی روشنی میں لا کر کھڑا کیا۔ کئی سالوں کے بعد، میں فضل کی چکاچوند روشنی میں اپنی آنکھوں کو عادی کرنے کی کوشش میں لگا رہا۔ اب میں نے جانا کہ ترتیب وار مسیحی کارکردگی کو زیادہ سے زیادہ ایک سایہ ہی تھا۔ زندگی کا عنصر سایہ میں نہیں بلکہ بیٹے میں ہے! ایک بار اگر کوئی اُس غار سے رہائی پا جائے تو وہ پھر کبھی کسی بھی سائے سے دھوکا نہیں کھائے گا۔ یہاں پر فضل کی ایک پوری دنیا ہے۔ جس کی تسخیر کی جائے۔ ہر روز ایک نئی پُر لطف بات ہوتی ہے۔ سقراط نے کہا کہ اگر رشنی سے مانوس قیدی کو دوبارہ غار میں باندھ دیا جائے تو وہ اب اندھیرے کا عادی نہیں ہے۔ اور وہ پھر سے سائے کو پہچان نہیں پائے

گا۔اُس کے ساتھی قیدی کہیں گے کہ تمہارے اس تجربہ نے تمہیں برباد کر دیا ہے۔اور وہ اُسے بیوقوف کہیں گے کہ وہ اس روشنی میں کیوں گیا۔اِس بات کے لئے تیار رہیں کہ اگر آپ ایک بار شریعت کی اندھیری غار سے نکل کر باہر آ گئے ہیں تو ہر شخص آپ کو قبول نہیں کرے گا اور نہ ہی ہر کوئی آپ کو نئی ملنے والی آزادی پر مبارکباد دے گا۔ یہ قوانین کی پیروی کا رویہ کبھی بھی فضل کے ساتھ نہیں چلتا۔ وہ لوگ جوان سرگرمیوں میں اپنی شناخت ڈھونڈتے ہیں اس بات کو سمجھ لیں کہ کارکردگی صرف ایک سایہ ہے نہ کہ زندگی کا عنصر۔ اب یہی مفروضہ اُن کی شناخت پر حملہ آور ثابت ہوگا یادرکھیں کہ آپ آزاد ہیں اب نور میں چلیں اور اپنے ایمان سے لطف اندوز ہوں تا کہ کوئی آپ کی آزادی کو دوبارہ قید نہ کر دے۔ پھر بھی اُس تجربہ کو حاصل کرنے کے لئے (فضل کو) نئے لوگ ہوں گے وہ بھی آپ کی طرح فضل سے واقف ہو جائیں گے۔

یسوع ہی آپ کی زندگی ہے۔ یوحنا 1 باب 17 آیت

آپکی زندگی فضل کی ہے۔اب فضل کی زندگی کا خلاصہ کس طرح بیان کیا جائے؟ اگر ہم یسوع کی زندگی کو مختصر طور پر بھی بیان کرنے کی کوشش کریں تو پھر بھی یہی ناممکن ہے کہ وہ سب چند صفحات پر آ جائے۔اب یہاں پر فضل سے بھرپور زندگی کی تین خصوصیات ہیں جن کو ہم میں سے ہر ایک کو سب سے زیادہ چاہت سے جاننا چاہیے۔

اُسے جاننا میری زندگی کی سب سے قیمتی آیات میں سے ایک ہے۔

فلپیوں 3 باب 10 آیت۔ اور یہ آیت خُدا نے مجھ سے اُس وقت کہی جب میں آدھی رات کے وقت اپنے دفتر کے میز کے پیچھے اپنا چہرہ چھپا کر اوندھے منہ پڑا ہوا تھا میں نے پوری طرح سے خود کو خُدا کے حوالے کر دیا اور پھر اُس سے کہا کہ وہ جیسے چاہے مجھے استعمال کرے۔اُس رات سے لے کر آج تک میں نے اُسے جاننے کی خواہش کو اپنے اندر بنائے

رکھا۔

ایک جذباتی آرزو تھی مگر ایک وقتی آگاہی تھی کہ مجھے خُدا کو جاننا ہے۔ میں ہر لمحہ اُن اونچائیوں پر نہیں رہا۔ جہاں سے میں نے شروع کیا تھا۔ جب میں نے دیکھا کہ یسوع ہی میری زندگی ہے۔ میں غیبت کی چند وادیوں میں سے گزرا۔ جہاں پر مجھے مایوسی، افراتفری، گناہ اور چند سوالات ملے۔ میں نے کچھ اتار چڑھاؤ کا تجربہ کیا۔ میں نے اپنے ایمان اور جسم دونوں کو انتہا پر دیکھا۔اب ہر قدم پر ایک بنیادی خواہش تھی کہ اُسے گہرے طور پر جانا جائے۔

ہم اپنے خُدا کو جاننے کے بعد ہی ابدی زندگی کا تجربہ کریں گے۔کیا آج ہمارا اُس سے میل ملاپ ہے وہ ہمیں مطمئن کر سکے گا۔ ہمارا موجودہ علم خُدا کے بارے میں علم کے لاتعداد سمندر میں صرف ایک قطرہ ہی ثابت ہوگا۔ خُدا کے بارے میں پورا فہم صرف کتابیں پڑھنے سے نہیں آتا بلکہ ایک الٰہی مکاشفہ سے جب وہ چاہے کہ ہماری آنکھیں کھل جائیں اور ہم اُسے پہلے سے بھی زیادہ جان لیں۔ خُدا مشکل ہی سے کسی گرم یا سرگرم مسیحی پر خود کو ظاہر کرتا ہے ہاں مگر وہ اُن پر ضرور اپنے بھید کھولتا ہے جو اُسے جاننے کی تڑپ رکھتے ہیں۔ہمیں اپنی تڑپ کو حاصل کرنے کے لئے خُدا سے دعا کرنے کی ضرورت ہے۔تا کہ وہ ہر ممکن وسیلے سے اسے بڑھائے۔

فلپیوں 3 باب 10 آیت اور میں اُس کو اور اُس کے جی اُٹھنے کی قدرت کو اور اُس کے دکھوں میں شریک ہونے کو معلوم کروں اور اُس کی موت سے مشابہت پیدا کروں۔

خُدا کے پابند رہنا فضل کو سمجھنے کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ وہ ہمیں خود پر لاگو کردہ اختیار سے آزاد کرے جو کہ کربناک راستے پیدا کرتا ہے۔

یہاں پر کربناک پیداوار سے کوئی برائی نہیں ہے۔لیکن ’’کامیابی‘‘ کے حصول کے لئے ایسا کرنا غلط ہے یسوع نے کہا کہ ہم تو شاخیں ہیں جنہیں انگور کے درخت میں لگایا گیا ہے۔

انگور کی بیل کا پھل بڑھنے پھولنے کے لئے تو خود تو کچھ بھی نہیں کرسکتا۔ اگر بیل سے کاٹ ڈال جائے تو شاخ کی کوئی زندگی نہیں ہے۔ بیل کی زندگی یہی شاخ کی زندگی ہے۔ شاخ کا کوئی بھی پھل اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ اس درخت میں زندگی ہے۔ اب یہاں پر بیج کے بغیر اور بیج دار پھل میں کوئی حسد نہیں ہونی چاہیے۔ کسی انگور کی شان اُس کا رنگ نہیں ہے اِس بات پر فخر نہیں کرنا چاہیے کہ وہ دوسروں سے زیادہ پھل لائے گا۔ کوئی گچھا یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ زیادہ اچھے مئے بنائے گا نہ ہی کوئی گچھا یہ کہہ سکتا ہے کہ وہ درخت کے زیادہ قریب لگا ہوا ہے۔ یہ سب اِس وقت تو مضحکہ خیز لگ رہا ہے لیکن کیا آپ سمجھ رہے ہیں۔ بہت سے جدید چرچ آج صرف پیداوار پر دھیان دیئے ہوئے ہیں اگر آپ سادگی سے خُدا کی پیروی کرنا چاہیں تو پھر آپ کو امریکن مذہبی روایات کے مخالف فیصلہ کرنا پڑے گا۔

ایک نظریہ ہے کہ کچھ کر چکا ہے آپ غلط ہی ہو۔ اب حالتِ گھبراہٹ اور گھما گھمی میں کچھ اچھا ہونے کی بجائے بڑا ہو جائے گا۔ پھر یسوع کی بلاہٹ آنے کیلئے جو اُس کے ہیں ہرگز نہیں بدلی وہ آج بھی کہتا ''میرے پابند رہو'' ایک شخص جو مسیحی یسوع کی زندگی کا تجربہ کرنے کی خواہش رکھتا ہو اُس کی روزانہ کی تابعداری کو کسی چیز سے نہیں بدلا جا سکتا۔ خُدا اپنے الٰہی معمول کے مطابق ہماری اِس خواہش کو پورا کرے گا۔ انگور ہر وقت جھاڑنے اور تراشنے سے ہی زیادہ پھل نہیں لائیں گے اینڈریو مورے(Andrew Murray) نے ٹھیک کہا ہے۔

روحانی زندگی کی ساری مشقیں ہمارا بائبل پڑھنا، ہماری دعائیں، ہماری رضامندی اور پھر عمل کرنا۔ ان سب کی بہت اہمیت ہے۔ لیکن یہ اس سے آگے اب اور کیا ہوگا کہ یہ اس طرف اشارہ کرتے ہیں اور ہمیں یہی شرمندگی تیار کرتی ہے کہ ہم صرف خُدا پر بھروسہ کریں۔ اور صبر سے اُس کے اچھے وقت اور رحم کا انتظار کریں۔

ایک سرگرم مسیحی کے لئے کچھ بھی کرنا اس سے بہت زیادہ آسان ہے کہ آپ یسوع کے وقت کا انتظار کریں کہ وہ آپ میں سے خود کام کر سکے۔ فضل کی زندگی میں اہم بات یہ ہے کہ خاموشی سے آپ جُدا گانہ خُدا میں بھروسہ رکھیں۔ خُدا جس کا پیار اور حکمت ہی آپ کو بتائی گئی کہ کب، کہاں اور کیسے کیا کرنا ہے۔ ایک ناقابلِ تلافی نقصان ہو سکتا ہے۔ جب ہم شعوری یا غیر شعوری طور پر چیزوں کو آگے لے جانا چاہیں۔ کیونکہ اتنا تیز نہیں بھاگنا جیسے ہم کاموں کو کرنے کے لئے اِدھر اُدھر بھاگتے رہتے ہیں۔

اُسے ظاہر کرنا:

خُدا میں پیوست رہنے کو یسوع کی زندگی سے الگ نہیں کر سکتے۔ کوئی بھی انگور جو درخت سے جُڑا ہوا ہے درخت کی زندگی کا تجربہ اور اظہار دونوں کر رہا ہے۔ بہت سے ہیں جو مسیحی خدمت ظاہر تو کرتے ہیں مگر اُس میں پیوست نہیں ہیں۔ اب نتیجہ یہ ہے کہ یہ سب ایک ظاہری مذہبی رسومات ہیں جو کہ موت کی خدمت بن کر رہ گئی ہیں(Death Ministry) جب مسیحی مذہب میں یسوع کی زندگی کی کمی ہوتی ہے تو پھر یہ صرف ایک دنیاوی مذہب بن کر رہ جاتا ہے۔ اس بات کو ہرگز نظرانداز نہ کریں جب مسیحی مذہب میں یسوع کی کمی ہے تو پھر یہ مسیحی طرزِ زندگی کو روک کر صرف یہ سکھاتا ہے دیگر مذاہب کی طرح کہ آپ کا رویہ کیسا ہونا چاہیے بائبل کی حکمت اِس دنیا میں اُس کی کلیسیا کے وسیلہ سے اُسی کی زندگی کا اظہار ہے۔

کیا کوئی شخص مسیحیت کی مشق کر سکتا ہے نجات یافتہ ہوئے بغیر؟ نہیں۔ وہ صرف ہونے کی نقل کر سکتے ہیں۔ حقیقی سمت کوئی نقل نہیں ہے۔ بلکہ خود یسوع کا مزاج ہے جو وہ ہمارے اندر رکھتا ہے کیا کوئی نجات یافتہ شخص خُدا کے مزاج کے بغیر بھی اُس کی نقل کر سکتا ہے؟ جی ہاں خُدا کا کچھ بھی کرنا جو کہ ہمارے اپنے ذرائع سے ہی ہو ہماری قابلیت، علم وغیرہ وغیرہ جسمانی

ہے۔جسم صرف اصل چیز کی نقل کرسکتا ہے۔مگر یسوع کے ساتھ میل جول اور شراکت اُسی وقت ہوگی جب وہ آپ کی زندگی سے خود کو ظاہر کرے جب ہم اُس میں آرام کرتے ہیں تو وہ اپنا کردار اور اپنی منسٹری کو ہم سے ظاہر کرے گا۔ جب ہم مسیحی زندگی جینے کی کوششیں کرتے ہیں تو پھر ہم یسوع کی زندگی کا بہاؤ اپنی زندگی میں روک دیتے ہیں اور پھر اپنے جسمانی ذرائع سے سیکھنے لگتے ہیں۔ جب ہم اُس کے پابند ہوتے ہیں تو ہم کام اور آرام ایک ہی وقت میں کرتے ہیں۔ہم باطن میں آرام اور وہ خود ظاہراً کام کرتا ہے یہ خُدا کا بنایا ہوا مسیحی طریقہ کار ہے۔اور جو بھی ہو وہ صرف مذہبی رسومات ہیں۔ اِس بات سے برطرف کہ وہ کتنے کامیاب اور روحانی نظر آتے ہیں

فضل میں جینے کا مطلب ہے کہ آپ یسوع کی زندگی کو اپنی زندگی کا قدرتی حصہ بنا لیں۔ہم روزانہ اُس پر بھروسہ کرتے ہیں۔ہمیں اپنے رویہ اور اعمال کی ضرورت سے زیادہ فائدہ لینے کی ضرورت نہیں۔زندگی کوئی امتحان نہیں۔یہ تو آرام ہی آرام ہے۔یہ امتحان تو ہو چکا اور اچھا خاصا سکور بھی ہوا ہے کیونکہ خود یسوع نے ہماری جگہ یہ امتحان دیا ہے۔اب تو یہ جشن منانے کا وقت ہے! اب ہمیں اُن کاموں کے فہرست کے تابع ہونے کی ضرورت نہیں ہے جو ہمیں لگتا تھا کہ ہر حالت میں کرنا ہی ہے۔ جب ہم ہر روز یسوع کی پابندی کرتے ہیں تو پھر ہم جو چاہیں کر سکتے ہیں۔

جب ہم اُس کے تابع ہوں گے تو پھر اُس کی خواہش ہماری ہو جائے گی۔

کچھ مسیحیوں کے چہروں پر ایسے لکیریں پریشانی سے بن جاتی ہیں۔ جن کی گہرائی کا کوئی آخر ہی نہ ہو۔آپ اب روشن ہو جائیں۔یسوع کی زندگی تو شادمانی ہے۔لوگ ہماری اور یسوع کی طرف کھنچے چلے آئیں گے جب وہ اِس شادمانی کے بارے میں جان جائیں گے۔

یہاں تک کہ کسی دردناک لمحہ میں بھی جہاں پر ہمارے احساسات اُداس ہو جائیں ایک مسیحی روحانی خوشی کو پاسکتا ہے۔آپ روحانی طور پر سرد نہ ہو جائیں۔ میں ایک بار پھر اِس پر زور دیتا ہوں کہ آپ جائزہ لینے میں معذور نہ بن جائیں۔ہم پھر بھی جی سکتے ہیں صرف یسوع کو اجازت دیں کہ وہ قدرتی اور مناسب طور پر آپ کے وسیلہ سے جی سکے۔

اُس رات جب میں مایوسی کی انتہا میں اپنے دفتر کے فرش پر پڑا رو رہا تھا۔ مجھے لگا کہ وہ اصل راستہ نہیں ہے جو میں نے ایمان سے شادمان ہونے کے لئے چُنا تھا۔شاید آپ نے اسی نیت سے یہ کتاب اُٹھائی ہو جو سچائی میں نے بیان کی ہے یہ صرف ایک تعلیمی نظریہ نہیں ہے جو کہ آپ کی زندگی میں خوشی لائے۔یہ حقیقت ہے جیسے میں نے اپنی زندگی میں آزمایا بھی ہے۔خوشی کوئی جذبہ نہیں ہے بلکہ یہ ایک شخص کا نام ہے جو کہ خود خداوند یسوع مسیح ہے۔اگر ایک مجھ جیسا شخص جو انتہائی مصروف رہتا تھا اپنے کاموں کے ذریعہ خُدا کو خوش کرے اور میں نے فضل کو پالیا تو پھر آپ بھی پاسکتے ہیں۔ یہ صرف اتنا ہی ہے کہ ایمان کو مناسب طور پر آزمائیں اور یسوعکو اپنی زندگی میں کام کرنے کی اجازت دیں۔ میرا خیال ہے کہ اِس کتاب کو پڑھنے کے بعد آپ کے اندر شدید خواہش ہوگی کہ آپ اِس طرح کی مسیحی زندگی کا بھرپور تجربہ کریں۔

ہم آج بھی یسوع کی زندگی کا تجربہ ہر روز کر سکتے ہیں اگر ہم ایمان سے ایسا کرنا چاہیں تو جیسے کہ ابتدائی کلیسیا نے کیا تھا۔

میں نے اُس رات خُدا سے پوچھا ''کہ تُو مجھ سے کیا چاہتا ہے؟'' وہ ہم سے کیا چاہتا ہے؟ وہ صرف ہمیں چاہتا ہے ہمارے وعدے نہیں اور ہمارے اچھے ارادے بھی نہیں۔ ہماری مسیحی خدمت بھی نہیں۔ ہر چیز خود ہی اپنا خیال رکھتی ہے جب ہم صرف خُدا کو اپنی زندگی دیتے ہیں اور یسوع کو گلے لگا لیتے ہیں۔اور اُسے اجازت دیتے ہیں کہ وہ ہمارے وسیلہ سے خود کو ظاہر

کرے تو وہ ہماری مدد کرتا ہے۔ کیسی عجیب شادمانی اور کیا ہی احساس ہے کہ آپ پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ یہ کوئی ایسا طرزِ زندگی نہیں جو الگ ہو بلکہ یہ ایک پرسکون زندگی ہے جو ہم سرگرمی سے براہ راست جی سکتے ہیں۔ اور وہ خود ہی یہ سب کر لیتا ہے۔ یہ فضل میں جینا ہے اور یہ واقعی حیرت انگیز ہے!